جناب خلیفہ صاحب ربوہ

کے

عدالتی بیان پر

تبصرہ

ملک الٰہی بخش

www.aaiil.org

۷۸۶

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَىٰ إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتَ مُؤْمِنًا (النساء)

اور جو تمہیں السلام علیکم کہے اسے یہ نہ کہو کہ تو مومن نہیں

لَا تُكَفِّرْ أَهْلَ قِبْلَتِكَ

اپنے اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرو (حدیث)

سنہ ۱۹۵۳ء کے فسادات کی تحقیقاتی عدالت

میں

جناب خلیفہ صاحب ربوہ کے بیان پر

تبصرہ

از

ملک الٰہی بخش ۱۶ بی سیٹلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

ملنے کا پتہ

خواجہ محمد نصیر اللہ H/350 کالج روڈ چھاچھی محلہ ۔ راولپنڈی

عرضِ حال

چودھویں صدی کے آغاز میں مسلمانانِ عالم کا مذہبی اور سیاسی تنزل انتہا پر تھا بہی خواہانِ قوم ان کے نکبت وادبار پر نوحہ خواں تھے۔ اسلام کا احیاء ملکی اقتدار کی بحالی پر منحصر سمجھا جاتا تھا۔ جو اُن کی نظر میں ناممکن تھا۔ چنانچہ مولینا حالی نے کہا :۔

پستی کا کوئی حد سے گزرنا دیکھے　　اسلام کا گر کر نہ ابھرنا دیکھے
مانے نہ کوئی کہ مد ہے ہر جزر کے بعد　　دریا کے ہمارے جو اترنا دیکھے

اسی عالم مایوسی میں ایک مناجات بھی لکھی :۔

اے خاصۂ خاصانِ رسل وقت دعا ہے　　امت پہ تری آ کے عجب وقت پڑا ہے
جس دین کی حجت سے سب ادیان تھے مغلوب　　اب معترض اس دین پہ ہر ہرزہ سرا ہے

علامہ اقبال نے بھی مسلمانوں کی بے عملی اور فلاکت پر یوں رونا رویا کہ :۔
کل ایک شوریدہ خوابگاہِ نبی پہ رو رو کے کہہ رہا تھا۔
کہ مصر و ہندوستان کے مسلم بنائے ملت مٹا رہے ہیں۔

ہند میں عیسائی حکومت کی اسلام دشمنی سے مسلمان اس قدر مرعوب و خائف تھے کہ مسلمان کہلانے سے شرماتے تھے۔ اس حقیقت کو اکبر الہ آبادی نے مذاحیہ انداز میں بیان کیا ہے کہ :۔

رقیبوں نے رپٹ لکھوائی ہے جا جا کے تھانے میں　　کہ اکبر نام لیتا ہے خدا کا اس زمانے میں

غرض اس وقت اصلاحِ حال کیلئے قلوب میں کسی مصلح اعظم کے ظہور کی تڑپ تھی۔
چنانچہ وقت کے تقاضا اور حدیث میں بیان کردہ علامات اور بشارات کے مطابق حضرت

مرزا صاحب نے چودھویں صدی کا مجدد ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور خدا سے الہام پاکر یہ بشارت دی
کہ بخرام وقت تو نزدیک رسید و پائے محمدیاں بر منار بلند تر محکم افتاد۔ اور علما اور صلحاء کی ایک
جماعت بنائی۔ اور حجج و براہین کے ذریعے اسلام اور بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسّلام کی ذات
بابرکات پر آریہ اور عیسائیوں کے شرمناک اعتراضات کا منہ توڑ جواب دے کر اسلام کو
غالب کیا۔ ثبوت یہ ہے کہ جلسہ اعظم مذاہب لاہور میں صداقت وحقانیت اسلام پر حضرت
مرزا صاحب کا مضمون دیگر ادیان سے بالا اور اعلیٰ رہا جس کا اعتراف ہندو اور مسلمان اخبارات
کے علاوہ سرکاری اخبار سول اینڈ ملٹری گزٹ نے بھی کیا۔ قوتِ ایمانی کا یہ حال۔ کہ رسالہ تحفۂ قیصریہ
میں حضرت مرزا صاحب نے تعلیم اسلام کی خوبیاں بیان کر کے ملکہ انگلستان کو ۱۸۹۷ء میں
دعوتِ اسلام دی۔ جبکہ انگریزی عروج اس کمال پر تھا۔ کہ ان کی حکومت پر سورج غروب
نہیں ہوتا تھا۔ ان کے بعد مریدوں نے قرآنی حکم رباط الخیل کے ماتحت وہ خدمات انجام
دیں۔ جو رہتی دنیا تک یادگار رہیں گی۔ مدافعت اسلام کیلئے تثلیث کے مراکز انگلینڈ اور برلن میں
خواجہ کمال الدین اور مولوی صدرالدین کے ذریعے مسلم مشن قائم کئے۔ تو مولینا محمد علی نے انگریزی
ترجمۃ القرآن اور حمایت و تائید اسلام میں بیش بہا تصنیفات شائع کیں۔ چنانچہ ایک
انگریز نومسلم مسٹر پکتھال نے ان کی تعریف میں لکھا۔ کہ وہ زندہ مسلمانوں میں مولوی صاحب
نے اسلام کی جو خدمات انجام دی ہیں۔ وہ عدیم المثال ہیں۔ گویا مولوی صاحب نے وکالت
کا امتحان تائید اسلام کی وکالت کرنے کیلئے پاس کیا تھا۔ مگر ۱۹۱۱ء میں میاں محمود احمد
خلیفہ ربوہ نے کہا۔ کہ چونکہ حضرت مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں حقیقی نبوت کا دعویٰ کر
لیا تھا۔ اس لئے ان کا منکر کافر خارج از اسلام ہے حالانکہ خود حضرت اقدس نے
کہیں اس تبدیلی عقیدہ کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ شروع سے اخیر تک یہی عقیدہ رہا۔ کہ

وہ محدث ہیں ۔ اور ان کا منکر کافر نہیں ہو سکتا ۔ اور بالآخر خود خلیفہ صاحب نے بھی تحقیقاتی عدالت کے روبرو اسے صحیح تو تسلیم کر لیا ۔ مگر دستور العمل نہ بدلا ۔ لہذا ہم نے خلیفہ صاحب کے عدالتی بیان اور ان کے سابقہ عقائد کا موازنہ حضرت مرزا صاحب کی تحریرات کی روشنی میں کر کے حضرت اقدس کے صحیح مقام اور عقائد کو واضح کیا ہے۔ اور ربوی حضرات کو ان کے مطابق عمل میں تبدیلی کرنے کی درخواست کی ہے ۔

یہ تبصرہ پہلے پیغام صلح میں چھپ چکا ہے مگر اس کی افادیت کے پیش نظر اسے کتابی شکل میں شائع کیا ہے ۔ قارئین اور خصوصاً ربوی احمدیوں سے التجا ہے کہ جو کچھ اس کتابچہ میں پیش کیا گیا ہے اسے بغور پڑھیں ۔ اور حق بات قبول کریں جس کے متعلق حضرت مسیح موعود کا فرمان بھی ہے اور مولینا حالی نے سلف صالحین کا عمل یہ بیان کیا ہے کہ :-

سعادت بڑی اس زمانے کی یہ تھی ۔ کہ جھکتی تھی گردن حقیقت پہ سب کی
نہ کرتے تھے خود قول حق سے خاموشی ۔ نہ لگتی تھی حق کی انہیں بات کڑوی

اب کچھ تحریف کے ساتھ علامہ اقبال کے دو اشعار ذیل پر ہم اپنی التجا ختم کرتے ہیں :-

علاج ضعف یقیں ہم سے ہو نہیں سکتا ۔ عجیب گرچہ رقم کر دیئے ہیں نکتہ ہائے دقیق
ہاں مرید سادہ تو ہو جائیں گے قائل ۔ خدا کرے کہ مشائخ کو بھی ملے توفیق
خاکساریم و سخن از رہ غربت گوئیم ۔ کہ کسی نیست غیا لے مارا

اخیر میں ان احباب گرامی کا جن کی فیاضانہ امداد سے یہ کتابچہ شائع ہو سکا ۔ ہم شکریہ کے ساتھ جزاھم اللہ احسن الجزا کی دعا کرتے ہیں ۔

۱۶ ۔ اگست ۱۹۶۵ء ملک الہی بخش ۔ ۱۶ ۔ سیٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی

تحقیقاتی عدالت میں
خلیفہ صاحب ربوہ کے بیان پر

تبصرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　　　نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدایا ہماری ہے یہ التجا
کہ نور بصیرت ہو ہم کو عطا

جب عمل کی حقیقت پہ ہو ایماں لیتا

[illegible]

یہ ایک مسلمہ مقولہ ہے۔ کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ اور اس کا اطلاق عموماً سیاسی تاریخ پر ہوتا ہے۔ علامہ اقبال اس حقیقت کو یوں بیان کرتے ہیں ؎

آ تجھ کو بتاؤں تقدیر اُمم کیا ہے　　شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

یعنی حصول و حفاظتِ ملک کے لئے پہلے جنگ و جدال ضروری ہوتا ہے۔ لیکن آنے والی نسلیں حرب و جنگ کی بجائے راگ و رنگ اور سازو رنگ میں مست ہو جاتی ہیں۔ اگر بغور دیکھا جائے تو مذہبی تاریخ بھی اپنے آپ کو دہراتی ہے۔ آغاز میں ہر مذہبی تحریک کی صداقت کے لئے دلائل و براہین مطلوب ہوتے ہیں لیکن بالآخر فرطِ عقیدت اور غلوِ محبت طلب دلائل اور حقایق سے بے نیاز کر دیتے ہیں۔ عیسائیوں نے "خدا محبت ہے" کا نعرہ بلند کر کے اور معقولیت سے بے نیاز ہو کر حضرت مسیح علیہ السلام کو نبی سے خدا کا بیٹا بنا لیا۔ تو مثیل مسیح حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے متبعین کے ایک گروہ کثیر نے انہیں مجدد اور محدث سے نبی بنا لیا۔

حضرت امیر مولانا محمد علی رحمتہ اللہ علیہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک ایسے پاک نفس انسان تھے۔ جو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے فوراً بعد دنیاوی ترقی کے نہایت روشن اور درخشندہ مستقبل کو قربان کر کے عین عالم جوانی میں کو نوّمع الصادقین پہ

عمل کرتے ہوئے حضرت بانئے سلسلہ کے قدموں میں جا بیٹھے۔ اور جلد ہی بفحوائے "صحبت اہل صفا نور و حضور و سرور۔ اور صحبت صالح ترا صالح کند" حضرت اقدس کے فیض صحبت اور افاضۂ روحانیت کی بدولت اُن کی تالیفات کے ترجمان بن گئے۔ اس کی تائید میں حضرت مولوی صاحب کے نام حضرت اقدس مرزا صاحب کے ایک ابتدائی زمانہ کے خط مورخہ ۸ ار جنوری ۱۸۹۹ء کا اقتباس ذیل (ماخوذ از مجاہد کبیر صـ ۲۹) پیش کرنا کافی ہوگا۔

"آج پرچہ ڈیفنس ..... ہمراہ مولوی شیر علی صاحب آپ کی خدمت میں روانہ کردیا ہے۔ کہ آپ اس کو کامل توجہ سے ترجمہ کرکے ساتھ ساتھ چھپواتے جاویں ..... اس ڈیفنس میں انگریزی میں بہت تصریح سے یہ تحریر ہونا چاہیئے ..... اگر اس مضمون میں مجھ سے کچھ فرو گذاشت ہو گئی ہو تو آپ اس کو پورا کردیں"

یعنی اگر مولوی صاحب کی رائے میں خود حضرت اقدس اپنا مافی الضمیر کما حقہٗ بیان نہ کرسکے ہوں۔ تو مولوی صاحب ہی اسے شرح وبسط سے خود لکھ کر اسکی تلافی کردیں۔ اور جو کچھ حضرت مولوی صاحب اس مضمون میں ایزاد کریں گے۔ وہ حضرت اقدس کے منشاء کے مطابق ہوگا۔ اور وہ حضرت اقدس کی اپنی تحریر متصور ہوگی۔ یہ تو مسلمہ امر ہے کہ حضرت مرزا صاحب فنافی الرسول اور حضرت نبی کریم صلعم کے بروز تھے۔ اس لئے اگر حدیث ذیل کو اس زمانہ میں مجاز کے طور پر حضرت مسیح موعود اور مولانا محمد علی پر چسپاں کریں تو بروزیت کے عین مطابق ہوگا۔ کہ أنا مدينة العلم وعلي بابها۔ (میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے) یعنی حضرت مرزا صاحب تو اردو اور

عربی میں حقائق و معارفِ اسلام بیان کرتے تھے۔ اور مولینا محمد علیؓ انگریزی میں ترجمہ کرتے تھے۔ گویا حضرت مرزا صاحب نے ابتدا ہی سے اپنے نورِ فراست سے اس سعید نوجوان مرید میں زہد و تقویٰ اور اخلاص و وفا کے اعلیٰ آثار پا لئے تھے اور اسکی تائید حضرت اقدس کی مابعد کی اُن تحریرات سے بھی ہوتی ہے جنکو آئندہ صفحات میں دیکھیں گے۔

لیکن بدبخت حسود کا کیا علاج جو خود بخود رنج میں مبتلا ہے۔ چنانچہ جب حضرت مولوی صاحب مرحوم کی دینی خدمات اور سوانح حیات مدون ہو کر **مجاہد کبیر** کے نام سے شائع ہوئی تو ایک ربوی صاحب نے معترض ہو کر یہ پرانی رٹ دہرائی۔ کہ حضرت مسیح موعود کے متعلق مولینا مرحوم کے اعتقادات ایسے تھے، جن سے انکی تحقیر و تذلیل ہوتی ہے۔ حالانکہ ربوی حضرات کو بخوبی علم ہے کہ ۱۹۵۳ء کے فسادات کی تحقیقاتی عدالت کے روبرو خود خلیفہ صاحب نے غیر مسلم اقلیت قرار پانے سے بچنے کے لئے، اپنے غالیانہ عقائد کو ترک کر کے نہ صرف حضرت مولینا ممدوح کے عقائد کو اپنایا۔ بلکہ الفضل ۱۴ فروری ۱۹۵۴ء میں اپنے آپ کو مودودی صاحب کا ہم عقیدہ ہونے کا اعلان بھی کیا۔ چنانچہ صیغہ نشر و اشاعت ربوہ نے خلیفہ صاحب کے اُن بیانات کو ترمیم و تنسیخ شدہ عقائد سمجھ کر (بقول ناشر) اس غرض سے ٹریکٹ کی صورت میں شائع کیا:-

"تاکہ جماعت احمدیہ کے متعلق مسلمان بھائیوں کے دل سے غلط فہمی دور ہو اور ملکی فضا میں بہتری کی صورت پیدا ہو۔ اور پاکستان کے سب شہری امن و عافیت اور صلح و آشتی کے ساتھ زندگی بسر کر کے ملک کی ترقی میں حصہ لے سکیں"

اب اگرچہ ناشر صاحب کا یہ خیال مبارک ہے۔ کہ قادیانیوں کے سابقہ غیر اسلامی غالیانہ عقائد جو ہر وقت بنائے فساد رہتے ہیں کی بجائے ان کے حالیہ تبدیل شدہ عقائد

غلط فہمی دور کرنے کا باعث ہونے چاہئیں۔ مگر یہ غلط فہمی تو تب ہی دور ہو سکتی تھی کہ عقائد میں غلطی تسلیم کر لینے کے بعد ربوی حضرات نے عمل میں بھی تبدیلی کر لی ہوتی۔ اور اگر اپنی تصنیفات اور اخبارات کے ذریعے غیر مبہم الفاظ میں یہ شائع کر دیا ہوتا کہ سابقہ برتاؤ کے برخلاف اب جماعت کا عمل اُن نئے عقائد کے مطابق ہو گا جو خلیفہ صاحب نے تحقیقاتی عدالت کے روبرو بیان کئے ہیں۔ تو کسی مرید کو یہ جرأت نہ ہو سکتی کہ وہ حضرت امیر مولینا محمد علی مرحوم کی نسبت پرانی رٹ دہراتا۔ لہذا اب یہ اعلان کرنا اشد ضروری ہے کہ آئندہ ہر ربوی دوست تہ دل سے ایمان رکھے گا کہ :-

(۱) حضرت مرزا صاحب کے محض انکار سے کوئی مسلمان کافر اور خارج از دائیرہ اسلام نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ اب حسب بیان خلیفہ صاحب آپ پر ایمان لانا جزو ایمان نہیں ہے۔

(۲) سوائے مکفرین و مکذبین کے باقی مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنا اور ان کے جنازے پڑھنا حضرت مسیح موعود کے فتوے اور عمل کے مطابق جائز ہے۔

(۳) مسلمانوں سے رشتے ناطے کرنا شرعاً جائز ہے۔

(۴) لفظ السلام علیکم کا صحیح مفہوم دل میں رکھ کر مسلمانوں کو السلام علیکم کہنا جائز ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔

یہ اس لئے کہ جب جماعت ربوہ عدالتی بیان کے صریحاً خلاف ابھی تک اپنے سابقہ عقائد پر ایمان رکھتی ہے اور انہی کے مطابق عمل کرتی ہے۔ تو مسلمان بھائیوں کے دل سے غلط فہمی کیسے دور ہو۔ کیا ایک نئی نبوت قائم کرنا۔ روئے زمین کے کلمہ گویوں کو کافر قرار دینا۔ اور اُن کے جنازے نہ پڑھنا' یا اُن سے رشتے ناطے شرعاً جائز نہ سمجھنا' امن اور آشتی کی راہ ہے یا فتنہ و فساد کی؟

حضرت امیر مولینا محمد علی صاحب مرحوم اور ان کے رفقاء حضرت مرزا صاحب کے صحیح دعویٰ اور مقام کو پیش کرکے جناب خلیفہ صاحب کے غلط عقائد کی تکذیب کے لئے عمر بھر مصروفِ جہاد رہے۔ اور بالآخر اپنے نورِ فراست سے پیشگوئی فرما گئے۔ کہ خلیفہ صاحب اپنے غیر اسلامی عقائد کی وجہ سے یا تو بہائیوں کی طرح مسلمانوں سے الگ ہو جاویں گے یا اُن کو غلط عقائد سے رجوع کرنا پڑے گا۔ مولا کریم کی شان ہے۔ کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دعاوی کے متعلق خلیفہ صاحب معقولی اور منقولی دلائل کو درخورِ اعتنا نہ سمجھ کر اپنے عقائد پر مصر تھے۔ اور حضرت مسیح موعود کی طرف بعض نئے عقائد بھی منسوب کر رہے تھے۔ اور قریب تھا کہ وہ بہائیوں کی طرح اسلام سے الگ ہو جاویں کہ اللہ تعالیٰ نے چالیس سال تک مہلت دے کر ۱۹۵۳ء کے فسادات کی صورت میں احمدیوں کے لئے قیامت قائم کر دی جس سے خلیفہ صاحب کے سب بل نکل گئے چنانچہ بعد میں منیر تحقیقاتی عدالت کے سامنے اپنے غالیانہ عقائد سے دستبردار ہو کر جماعت احمدیہ لاہور کے عقائد کو تسلیم کر لیا۔ اور اس طرح جو کام نصف صدی تک دلائل سے نہ ہو سکا، وہ ایک ہی دھاکا میں انجام پا گیا۔ کیونکہ حالات ایسے تھے کہ غالیانہ عقائد کو چھوڑنے کے سوا کوئی چارہ ہی نہیں رہا تھا۔ اور اسطرح حضرت امیر مرحوم کی مذکورہ پیشگوئی کی ہر دو شقیں سچی ثابت ہوئیں یعنی خلیفہ صاحب نے نہ صرف نئی امت بنانے سے انکار کیا بلکہ اپنے غلط عقائد سے بھی دستبردار ہو گئے

فجزاہ اللہ۔

اب ہم تحقیقاتی عدالت میں خلیفہ صاحب کے بیانات سے کچھ اقتباسات پیش کرکے ساتھ ہی اُن کے سابقہ عقائد بھی حسب موقعہ و محل پیش کرینگے

تاکہ قارئین موازنہ کر سکیں کہ :-

(۱) حضرت مسیح موعود کے معتقدات میں تغیّر و تبدل اور ترمیم و تنسیخ کر کے کون ان کے استحقار کا مرتکب ہوا ہے۔

(۲) آیا خلیفہ صاحب نے اپنے غیر اسلامی اور غالیانہ عقیدہ سے انحراف کر لیا ہے۔ اور

(۳) اس لئے ان کے نئے عقائد کی روشنی میں آئندہ مسلمانوں کے ساتھ برتاؤ کرنے میں عملی تبدیلی اشد ضروری ہے۔ یا نہ تاکہ احمدیوں کے متعلق غلط فہمی دور ہو۔

(۴) خلیفہ صاحب کے حالیہ اور سابقہ عقائد کا مقابلہ اس لئے بھی ضروری ہے۔ کہ اگر ان کے سابقہ عقائد کا بغور مطالعہ کیا جاوے تو حضرت اقدس (نعوذ باللہ) صرف غلط فہمیوں کا مجموعہ، نادان، اللہ تعالیٰ کے نافرمان اور تہی از علم و عرفان ثابت ہوتے ہیں۔ بلاشبہ حضرت اقدس کے لخت جگر ہونے کی حیثیت سے خلیفہ صاحب کے ساتھ احمدیوں کو محبت ہونی چاہیئے لیکن یہ تو دین کا معاملہ ہے۔ لہذا جذبات سے خالی الذہن ہو کر جو صاحب ٹھنڈے دل سے غور کریں گے ان پر واضح ہو جائیگا کہ خلیفہ صاحب کا عقیدہ خود ان کی اپنی تحریرات کی رُو سے کس قدر گمراہ کُن اور حضرت مرزا صاحب کی کس قدر ذلّت اور رسوائی کا موجب ہے جو اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند اور اسکی ناراضگی کا موجب ہے سہ

غیروں سے اب لڑائی کے معنی ہی کیا ہوئے

تم خود ہی غیر بن کے محلِ سزا ہوئے

اور اگرچہ خلیفہ صاحب نے عدالت میں ان سے دستبرداری کا اعلان تو کر دیا ہے تاہم اس کے مطابق عملدرآمد نہیں ہوا۔ جو ہونا چاہیئے تھا۔ اس لئے ہماری عاجزانہ

دعا ہے کہ خلیفہ صاحب جس طویل علالت میں کئی سال سے مبتلا ہیں۔ اس سے جلد ان
کو شفا کا اعطا ہو۔ تا کہ تحقیقاتی عدالت میں دیئے ہوئے عقائد کی کما حقہ اشاعت
کر کے تلافی مافات کر سکیں۔ قرآن کریم کا یہ فرمان ہے کہ اقوام اور عوام اپنے آباؤ اجداد
کے باطل عقائد کو ہی کافی خیال کرتے ہیں (حَسْبُنَا مَا وَجَدْنَا آبَاءَنَا) اور ان
عقائد کو اس قدر محبوب رکھتے ہیں کہ ان کے خلاف کہنے والوں پر غضبناک ہو کر انہیں
ایذا پہنچاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مصلحین کے پیغام حق و صداقت کو قبول کرنے میں
عقل و فکر سے کام لینے کی بجائے عوام محبت اور غضب کے جذبات میں بہہ جاتے ہیں
اس لئے قرآن پاک نے لوگوں کو اَفَلَا تعقلون اور افلا تتفکرون کے الفاظ فرما کر عقل
و فکر سے کام لینے کی ہدایت فرمائی ہے جس سے جذبات محبت اور غضب کی نفی مقصود ہے۔
مصلح اعظم حضرت نبی کریم صلعم کے مخاطبین پر غور فرمایئے۔ کیا پیغام توحید کو جھٹلانے اور بت
پرستی پر مصر رہنے میں کفار مکہ عقل و فکر سے کام لیتے تھے۔ یا غضب و محبت کی وجہ سے
مخالفت کرتے اور درپے آزار ہوتے تھے؟ پھر فی زمانہ حضرت مسیح موعود نے تیس آیات قرآنی سے
حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ثابت کی تو کیا علما اور عوام نے باوجود دعوئے متابعت و
اطاعت قرآن۔ ان دلائل کو عقل و فکر کی بنا پر حق تسلیم کرنے سے انکار کیا یا محض غضب کے
جذبات کے ماتحت؟ پھر حدیث مجدد کی بنا پر حضرت مرزا صاحب نے مجدد ہونے کا دعویٰ
کیا۔ اور منکرین کو کہا کہ اگر میں جھوٹا ہوں تو حدیث جو سب کے نزدیک مسلمہ ہے۔ اس کی صداقت
ثابت کرنے کے لئے ہی اسی صدی میں کسی اور مدعی مجددیت کی نشاندہی کرو۔ تو کیا مخالفین نے
عقل و فکر سے کام لیا یا ضد اور غضب کی وجہ سے اس مطالبہ اور استدلال کو ٹھکرا دیا؟
غرض یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ کہ اپنے غلط معتقدات اور نظریات کو انسان تب

چھوڑ سکتا ہے جب وہ محبت اور غضب کے جذبات کی بجائے عقل و فکر سے کام لے اس لئے ہم قارئین کی خدمت میں اپیل کرتے ہیں۔ کہ اگر جیسا کہ قرآن پاک میں ہے والذین امنوا اشد حبا للہ (مومنوں کو اللہ تعالیٰ سے ہی شدید محبت ہوتی ہے) وہ اللہ جل شانہ یا۔ حضرت نبی کریم صلعم اور خود امام زماں حضرت مرزا صاحب کی خوشنودی اور رضا کے خواہاں اور جویاں ہیں۔ تو وہ محبت اور غضب کے جذبات کو چھوڑ کر اس تبصرہ کا مطالعہ کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان پر یہ صداقت کھول دیگا کہ حضرت مرزا صاحب کو اپنا دعویٰ سمجھنے میں مطلقاً غلطی نہیں لگی۔ اور اس لئے اس الزام میں بھی ذرا بھر صداقت نہیں، کہ مسجدوں میں قسمیں کھا کر دعویٰ نبوت سے انکار کرنے اور مدعی نبوت پر لعنتیں بھیجنے کے باوجود حضرت مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ئ میں اپنا عقیدہ تبدیل کر کے خود دعویٰ نبوت کر لیا تھا، لہذا۔ انکی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنے والے خواہ انکی زندگی میں مخالف علماء اور عوام ہوں یا انکی وفات کے بعد انکے صاحبزادہ اور بیشتر خدام، وہ سراسر افتراء کرتے ہیں

(۲) عدالتی سوالات انتخاب کرنے میں اس بات کا خاص لحاظ رکھا گیا ہے۔ کہ اس تبصرہ میں تمام ایسے ضروری امور زیر بحث آجائیں جو حضرت مرزا صاحب کے دعوے کے متعلق ربوی حضرات اور ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے مابین باعث اختلاف ہیں۔ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ خلیفہ صاحب کے تمام سابقہ غیر اسلامی عقائد کو اکٹھا کر کے نہ صرف ان کے حالیہ عدالتی بیان کی روشنی میں بلکہ خود حضرت مسیح موعود کی کتابوں کے حوالوں سے بھی غلط ثابت کیا گیا ہے۔ اور اس طرح وہ تمام حوالجات بھی یکجا جمع ہو گئے ہیں جو خلیفہ صاحب اپنی تائید میں پیش کرتے ہیں یا ان کی تردید میں پیش کئے جاتے ہیں

سوال عدالت ملا کیا اللہ تعالیٰ نے مرزا صاحب کو نبی کہا؟

جواب :- جی ہاں -

تبصرہ :-

حضرتِ اقدس مرزا غلام احمد صاحب اپنی کتابوں میں اپنے آپ کو صرف نبی نہیں کہتے بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی جس کا اصطلاحی نام محدث ہے۔

جیسا کہ آپ الوصیّت میں فرماتے ہیں :-

"اُس کا یعنی حضرت نبی کریم صلعم کا کامل پیرو صرف نبی نہیں کہلا سکتا کیونکہ نبوت کاملہ تامہ محمدیہ کی اِس میں ہتک ہے ہاں اُمتی اور نبی اجتماعی حالت میں صادق آسکتے ہیں۔ کیونکہ کامل پیرو ہے تو اُمتی لیکن بوجہ شرف مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ پانیکے جو نبیوں کی صفات میں سے ایک صفت ہے اُسے جزوی نبوت ملتی ہے جیسے صوفیوں کی اصطلاح میں فنا فی الرسول کہتے ہیں"

حضرتِ اقدس تجلّیاتِ الٰہیہ صفحہ ۸ پر فرماتے ہیں :-

"آنحضرت صلعم کے بعد کسی پر نبی کے لفظ کا اطلاق بھی جائز نہیں جب تک اس کو امتی بھی نہ کہا جاوے کیونکہ -

"یہ مرکب نام ایک الگ نام ہے"

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صـ۱۸۴)

سوال ۲ :۔ مرزا صاحب نے کب کہا تھا کہ وہ نبی ہیں۔ مہربانی کرکے اس کی تاریخ بتلائیے۔ اور کسی تحریر کا حوالہ دیجئے۔

جواب :۔ جہاں تک مجھے یاد ہے۔ انہوں نے ۱۸۹۱ء میں نبی ہونے کا دعویٰ کیا

تبصرہ :۔

"الفاظ "مجھے یاد ہے" سے اگر یہ مراد ہے۔ کہ ان کے زمانۂ ہوش میں حضرت اقدس نے اپنے آپ کو نبی کہا تھا۔ تو غالباً اس وقت خلیفہ صاحب کی عمر تین چار سال سے متجاوز نہ تھی۔ اس لئے کوئی حوالہ دینا چاہیئے تھا لیکن سوال میں مطالبہ کے باوجود خلیفہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کی کسی تحریر کا حوالہ نہیں دیا۔ اس میں کیا مصلحت تھی معلوم نہیں ہو سکی

سوال ۳ :۔ کیا مرزا صاحب اصطلاحی معنوں میں نبی تھے۔

جواب :۔ میں نبی کی کوئی اصطلاحی تعریف نہیں جانتا۔ میں اس شخص کو نبی سمجھتا ہوں جس کو اللہ تعالیٰ نے نبی کہا ہو"

تبصرہ :۔

جناب خلیفہ صاحب کا یہ جواب حقیقت کے خلاف ہے، کہ وہ لفظ نبی کی اصطلاحی تعریف نہیں جانتے، حالانکہ وہ اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ میں لکھتے ہیں :۔

قرآن کریم اور شریعتِ اسلام کی اصطلاح کی رُو سے آپ حقیقی نبی تھے۔ ص ۱۷۷

شریعتِ اسلام کی اصطلاح کے مطابق جن لوگوں کو نبی کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے تو آپ حقیقی معنوں میں نبی تھے ص ۱۸۰

اس کے باوجود اگر خلیفہ صاحب کو اصطلاحی تعریف کسی مصلحت یا عیب

عدالت کی وجہ سے بھول گئی تھی۔ تو اب ہم حضرت اقدس کا حوالہ پیش کرکے یاد کراتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں:۔

"اور ہم محض دین اسلام کے خادم بن کر دنیا میں آئے ہیں۔ نبی اور رسول کے لفظ استعارہ اور مجاز کے رنگ میں ہیں۔ رسالت لغت عرب میں بھیجے جانے کو کہتے ہیں۔ اور نبوت یہ ہے، کہ خدا سے علم پاکر پوشیدہ حقایق اور معارف کو بیان کرنا۔ مگر چونکہ اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کے یہ معنی ہوتے ہیں۔ کہ وہ کامل شریعت لاتے ہیں یا بعض احکام شریعت سابقہ کو منسوخ کرتے ہیں۔ یا نبی سابق کی اُمت نہیں کہلاتے۔ اور براہِ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتے ہیں..... اس جگہ یہ معنے نہ سمجھ لیں۔ کیونکہ ہماری کتاب بجز قرآن نہیں۔ اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارے نبی کریم صلعم خاتم الانبیاء ہیں، اور قرآن کریم خاتم الکتب۔ سو دین کو بچوں کا کھیل نہ بنانا چاہیئے۔ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعویٰ بالمقابل نہیں۔ اور جو شخص ہماری طرف اس کے خلاف منسوب کرے۔ وہ ہم پر افتراء کرتا ہے"

(خط مندرجہ اخبار الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء)

(حوالہ بالا میں حضرت اقدس مرزا صاحب نے اصطلاحی نبوت کی چار شرائط بیان فرمائی ہیں۔ اور ان میں سے حضرت صاحب میں ایک بھی نہیں پائی جاتی مگر

خلیفہ صاحب نے ان سب کو نظر انداز کر کے اپنی کتاب حقیقت النبوت کے حوالجات بالا میں حضرت مرزا صاحب کو قرآن کریم اور شریعت اسلام کی اصطلاح کی رو سے حقیقی نبی قرار دے دیا ہے۔ صفحہ ۱۷۷، ۱۸۰)

اگر قرآن کے بعد کوئی کتاب نہیں، جو خاتم الکتب ہے، تو خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیوں کر آسکتا ہے۔ جو آخری نبی ہیں۔ اور یہ خلیفہ صاحب کو بھی مسلّم ہے۔ کیوں کہ لفظ **خاتم** کے معنے خلیفہ صاحب نے بھی عدالت کے روبرو یہی بیان کئے ہیں۔ چنانچہ کہتے ہیں:-

"ت کی فتح اور کسرہ سے پڑھنا دونوں درست ہیں..... ت کی زبر..... مطلب ہوگا۔ کہ ہمارے نبی کریم صلعم نبیوں کی زینت ہیں...... کسرہ سے پڑھا جاوے تو........ بھی یہی مفہوم ہوگا...... وہ شخص بھی مراد ہوگا، جو کسی چیز کو اختتام تک پہنچا دے۔ اس مفہوم کے مطابق..... خاتم النبیین آخری نبی ہیں" (سالہ بیان ۱۹۳۵ء) اسلئے ان کا حالیہ ابتغاء حق پر مبنی تھے

سوال ۴:- مرزا صاحب کن معنوں میں نبی تھے؟

جواب:- میں اس سوال کا جواب دے چکا ہوں، کہ وہ اس لئے نبی تھے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے وحی میں ان کا نام نبی رکھا۔

سوال ۵ کے تحت پیش کردہ حوالہ بالا سے واضح ہے کہ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ (ل) لفظ نبی اور رسول میرے الہام میں بے شک ہیں، مگر وہ استعارہ کے

رنگ میں ہیں، نہ حقیقت کے طور پر (ب) حضرت اقدس نے اسلامی اصطلاح میں لفظ نبی کی کامل تشریح کر دی ہے۔ مگر خلیفہ صاحب نے اُن معنوں کو ظاہر نہیں کیا۔ کیوں کہ (ج) حضرت اقدس نے اسلامی اصطلاح میں نبی ہونے سے نہ صرف صاف انکار کیا ہے۔ بلکہ (د) جو کوئی لفظ نبی اصطلاحی معنوں میں اُن کی طرف منسوب کرے گا۔ وہ ان پر افتراء کرتا ہے۔ ہاں خلیفہ صاحب نے اپنے جواب میں فقط لفظ نبی استعمال کر کے اس کے عرف عام کے مفہوم کو ظاہر کیا ہے۔ جو حقیقت کے خلاف ہے۔ حضرت مرزا صاحب تو لفظ نبی کی بجائے اپنے آپ کو ظلی بروزی۔ اور مجازی نبی کہتے ہیں، کیوں کہ لفظ نبی کے معنے عوام کے نزدیک حقیقی نبی کے سمجھے جاتے ہیں۔ اس لئے سیدھا سادا جواب نہ دے کر خلیفہ صاحب نے دین کو بچوں کا کھیل بنایا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ الفاظ حضرت احدیت کی طرف سے حضرت مسیح موعود پر الہاماً وارد ہوئے ہوں گے، جو شاید خلیفہ صاحب ہی کے لئے مخصوص اور مقدر تھے۔ کیونکہ ان کے عدالتی جوابات سے واضح ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک حضرت مسیح موعود کے انکار سے ایک شخص دائرہ اسلام سے خارج بھی ہو جاتا ہے۔ اور نہیں بھی ہوتا۔ حضرت مسیح موعود کا ماننا جزوِ ایمان بھی ہے۔ اور نہیں بھی۔ مسلمانوں کے جنازے پڑھنے کے متعلق خود حضرت اقدس مرزا صاحب کا سالہا سال تک عمل بھی تسلیم کیا ہے۔ اور اس کے جواز میں ان کا ایک فتویٰ بھی مل گیا ہے۔ مگر اُسے قابل عمل نہ سمجھ کر ابھی تک زیر غور رکھا ہوا ہے۔ کیا یہ متضاد بیانات دین کو بچوں کا کھیل بنانے کے مترادف نہیں؟

پھر بقول حضرت مسیح موعود ان کے الہامات میں لفظ نبی جن خاص معنوں

میں استعمال ہوا ہے۔ وہ ظلی۔ بروزی۔ اور امتی نبی کے مفہوم میں ہوا ہے۔ وہ فرماتے ہیں

ا۔ صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا۔ مگر اس طرح کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی (حقیقت الوحی)

ب۔ میری نبوت آنحضرت صلعم کی ظل ہے، نہ اصل۔ اسی وجہ سے حدیث اور الہام میں جیسا کہ میرا نام نبی رکھا گیا ہے۔ ویسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا گیا۔ (حاشیہ حقیقت الوحی صد ۱۵۰)

ج۔ مستقل اور حقیقی نبی امتی نہیں ہو سکتا۔ ازالہ اوہام کے صفحہ ۶۹ پر ہے :-

"صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا۔ اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے۔ وہ کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جاوے۔ یہ نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کے رو سے بکلی ممتنع ہے کیوں کہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے۔ یعنی ہر ایک رسول مطاع اور امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا، کہ کسی دوسرے کا مطیع اور تابع ہو۔" ان تصریحات کے باوجود خلیفہ صاحب اپنے جواب میں حضرت اقدس کو اس لئے نبی کہتے ہیں، کہ اللہ تعالیٰ نے وحی میں ان کا نام نبی رکھا۔ حالانکہ حضرت مرزا صاحب نے براہین احمدیہ

حصہ پنجم میں نبی کا نام پانے کو خطابِ عزت قرار دیا ہے۔ ان پر وحی فرمائی کہ "لك خطاب العزت" یعنی نبی کا نام بطور عزت ہے۔ دنیاوی حکومتیں بھی خان بہادر وغیرہ خطاباتِ عزت لوگوں کو دیا کرتی ہیں اور ایسے الفاظ عزت اپنے حقیقی معنوں پر مبنی نہیں ہوتے۔ عوام بھی بہادر انسانوں کو استعارۃً شیر اور نیک لوگوں کو فرشتہ کہدیا کرتے ہیں۔ اور عادل بادشاہ کو ظل اللہ۔ مگر ایسے لوگ فی الحقیقت شیر، فرشتہ یا اللہ نہیں ہو جاتے۔ صرف بعض صفات کی وجہ سے یہ نام بطور عزت پاتے ہیں۔

پھر حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ:-

اللہ تعالیٰ کے بندوں کو کچھ نہ کچھ الہام یا رویائے صادقہ ہوتے رہتے ہیں۔ اور مومنوں کے لئے تو یہ روحانی نعمت ہے۔ مگر ان میں قدرے کدورت ہوتی ہے۔ اس صورت میں عقلِ سلیم خود چاہتی ہے کہ جس کی وحی اور علم غیب اس کدورت اور نقصان سے پاک ہو۔ اس کو دوسرے انسانوں کے ساتھ نہ ملایا جاوے۔ بلکہ اسے کسی خاص نام سے پکارا جاوے۔ تاکہ اس میں اور اس کے غیر میں امتیاز ہو اس لئے محض امتیازی مرتبہ بخشنے کے لئے خدا نے

میرا نام نبی رکھا اور مجھے عزت کا خطاب دیا گیا۔ تاکہ
ان میں (یعنی عام لوگوں میں ناقل) اور مجھ میں فرق
ہو جاوے۔ اِن معنوں میں مَیں نبی ہوں اور امتی بھی تاکہ
ہمارے سید و آقا کی پیشگوئی پوری ہو کہ آنے والا
مسیح، اُمتی بھی ہوگا۔ اور نبی بھی ہوگا۔"

خود خلیفہ صاحب نے تحقیقاتی عدالت میں جو بیان دیا ہے اور عدالت نے اس سے جو نتیجہ اخذ کیا ہے، وہ رپورٹ کے صفحہ ۱۹۹ پر درج ہے۔ "لہٰذا یہ مسئلہ صرف ایک سوال پر محدود ہو جاتا ہے۔ کہ آیا مرزا غلام احمد نے کبھی ایسی وحی کے مورد ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ جو وحی نبوت کہلا سکتی ہو۔ احمدیوں نے اور ان کے موجودہ امام نے بڑے غور و خوض کے بعد ہمارے سامنے یہی مؤقف اختیار کیا ہے۔ کہ مرزا صاحب نے اپنی وحی کو وحیِ نبوت کے برابر قرار نہیں دیا۔ اور مرزا صاحب کی وحی پر ایمان نہ لانے سے کوئی شخص خارج از اسلام قرار نہیں دیا جا سکتا۔"

کیا ان حوالوں سے واضح نہیں، کہ اگر حضرت اقدس حقیقتاً نبی ہوتے، تو صرف نبی کہلاتے نہ کہ صرف نبی کا نام پاتے، جو محض اعزازی اور مجازی ہے۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں سمیت نبیاً من اللہ علی طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقۃ یعنی مجھے نبی کا نام اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجاز کے طور پر دیا گیا ہے۔ نہ کہ حقیقت کے طور پر، اس لئے حضرت اقدس مرزا صاحب ظلی اور مجازی نبی تھے۔ اگر حضرت مرزا صاحب حقیقی نبی تھے۔ تو اُن کو کیا مصیبت پڑی تھی کہ اس لفظ نبی کی تشریحات کرتے۔ مگر یہ سب کچھ اسلئے کیا کہ وہ غیر نبی تھے۔ اور لفظ نبی صرف لغوی رنگ میں خطاب عزت کے طور

پر پایا تھا یا مخالفین محض مخالفت کی غرض سے حقیقی معنے منسوب کرتے تھے جس سے حضرت اقدس عمر بھر انکار کرتے رہے۔

سوال نمبر ۵ :۔ آپ نے تشریعی اور غیر تشریعی نبی کا فرق تو بیان فرما دیا۔ مہربانی کرکے ظلی اور بروزی نبی کی تعریف بھی کر دیجیئے

جواب :۔ ان اصطلاحات سے مراد یہ ہے، کہ ایسا شخص جس کے متعلق ان اصطلاحات کا استعمال کیا جاتا ہے۔ وہ خود بعض مخصوص صفات نہیں رکھتا، بلکہ یہ صفات اس میں انعکاسی رنگ میں ظاہر ہوتی ہیں۔

تبصرہ :۔

خلیفہ صاحب کے جواب سے ظاہر ہے، کہ چالیس سال کے بعد ان کو ماننا پڑا، کہ ظلی اور مجازی نبی حقیقتاً نبی نہیں ہوتا۔ کیوں کہ اس میں حقیقی نبی کی صرف بعض مخصوص صفات حقیقی طور پر نہیں، بلکہ صرف مجازی اور انعکاسی طور پائی جاتی ہیں، اور اسی لئے حضرت مرزا صاحب حقیقی نبی نہ تھے۔ لہٰذا خلیفہ صاحب کا حالیہ جواب ان کے سابقہ معتقدات کے بالکل برعکس ہے، کیوں کہ عدالت کے روبرو ظلی بروزی کی وہی تعریف کر دی، جو حضرت مسیح موعود خود شروع سے اخیر تک کرتے رہے ہیں، یا اب لاہوری احمدی حضرت مسیح موعود کی سب تحریرات اور تصنیفات کو شروع سے اخیر تک غیر مبدل اور غیر منسوخ سمجھ کر کرتے ہیں۔ اس کے برعکس خلیفہ صاحب حضرت مسیح موعود کی طرف دعوئے نبوت منسوب کرنے کے لئے سنہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تمام کتابوں اور تحریروں کو منسوخ قرار دے کر ان سے حجت پکڑنا ناجائز سمجھتے ہیں۔ اور اس لئے مخالفین مکذبین اور مکفرین کے ہم نوا ہو کر حضرت اقدس مرزا صاحب کی طرف غلط عقائد منسوب کر کے ان پر یہ الزام لگاتے ہیں، کہ حضرت مسیح موعود ان ظلی اور مجازی الفاظ کی بناء

پر حاوی حقیقی نبوت کے دعویدار تھے، جو مخالف علمائے ان کی طرف منسوب کی تھی۔ حالانکہ اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" کے آخر میں حضرت مرزا صاحب خود ایسے الزام کو شرارت اور ناپاک خیال قرار دے کر فرماتے ہیں :-

"پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام
لگاتا ہے۔ جو دعویٰ نبوت اور رسالت کا کرتے، وہ
جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔ مجھے بروزی صورت نے
نبی اور رسول بنایا ہے"

واضح رہے کہ حضرت ممدوح کا "جھوٹا اور ناپاک خیال کا" فتوائے بالا مخالف اور موافق ہر دو پر یکساں طور پر اطلاق پاتا ہے "ایک غلطی کا ازالہ" وہ اشتہار ہے جو ۱۹۰۱ء کے بعد کا ہے۔ اور یہ وہی اشتہار ہے جس کی بناء پر خلیفہ صاحب حضرت مسیح موعود کی طرف تبدیلیٔ عقیدہ کا الزام لگاتے ہیں۔ اور اس لئے حضرت اقدس کی ۱۹۰۱ء سے پہلے کی تمام کتابوں اور تحریروں کو منسوخ قرار دے کر اُن سے حجت پکڑنا جائز نہیں سمجھتے۔ حالانکہ حضرت اقدس اسی رسالہ "ایک غلطی کا ازالہ" (شائع کردہ انجمن احمدیہ لاہور کے صفحہ پر فرماتے ہیں :-

جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے۔ صرف
ان معنوں سے کیا ہے، کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا
نہیں ہوں۔ اور نہ ہی مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں
نے اپنے رسول مقتداء سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے
لئے اسی کا نام پاکر ... علم ... غیب پایا ہے رسول اور نبی

ہوں .... اسی طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کرکے پکارا سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کر سکتا"

اس اقتباس سے ثابت ہے۔ کہ حضرت اقدس جو کچھ اس سے پہلے لکھتے رہے ہیں اس کو یہاں صرف دہرایا ہے نہ یہ کہ اپنی سابقہ کتب میں بیان کردہ عقیدہ کو تبدیل یا منسوخ کرکے یہاں اس کے برعکس کچھ لکھا ہے۔ لہٰذا خلیفہ صاحب کا یہ خیال باطل ہے۔ کہ پہلی کتب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنا جائز نہیں۔

مولوی جلال الدین شمس ربوی نے بھی اپنی کتاب بنام "تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ پر نظر" میں خلیفہ صاحب کے سابقہ عقائد سے منحرف ہو کر حضرت مسیح موعود کے دو حوالے نقل کئے ہیں جو ربوی حضرات کے لئے شائد زیادہ قابل قبول حجت ثابت ہوں گے شمس صاحب لکھتے ہیں :-

"یہ موقف (یعنی فاضل ججان کا یہ فیصلہ کہ حضرت مرزا صاحب نے فی الحقیقت نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ نبی اور رسول کے الفاظ مجازی معنوں میں استعمال کئے ہیں۔ اور اس لئے ان کے انکار سے کوئی شخص کافر خارج از دائرہ اسلام نہیں ہو سکتا۔ ناقل) کوئی نیا موقف نہیں بلکہ وہی پرانا موقف ہے۔ جو حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ نے اپنی کتب میں بار بار کیا ہے۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں :-

"اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں رسول اور نبی نہیں ہوں

یعنی باعتبار نئی شریعت نئے دعویٰ اور نئے نام کے اور میں نبی اور رسول ہوں یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے۔ میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی نبوت کا انعکاس ہوا"

(نزول المسیح حاشیہ صفحہ ۳)

اس حوالہ میں نئی شریعت۔ نیا دعویٰ۔ اور نئے نام کی نفی کی ہے۔ یعنی کسی نبوت کا دعویٰ نہیں، بلکہ صرف فنافی الرسول کے درجہ کا اظہار ہے۔ قسادات سے پہلے جب اس سے ملتے جلتے حوالجات سالہا سال تک بعض کتب خصوصاً تریاق القلوب سے پیش کئے گئے۔ تو ناقابل قبول اور کتاب منسوخ اور اس لئے دلیل نفیٔ نبوت بھی نامنظور مگر اب ہر قسم کے تمام حوالجات پر اٰمَنَّا وَ صَدَّقْنَا۔ کیا یہ سابقہ عقائد سے صریح انحراف ہے۔ یا استقامت۔ قارئین خود سوچ لیں۔

شمس صاحب کا دوسرا حوالہ ص ۱۱

"یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا لفظ دیکھ کر دھوکا کھاتے ہیں (اس میں ربوی حضرات اور خود شمس صاحب شامل ہیں۔ ناقل) گویا میں نے اس نبوت کا دعوے کیا ہے۔ جو پہلے زمانہ میں براہ راست نبیوں کو ملی۔ لیکن اس میں وہ غلطی پر ہیں میرا دعویٰ ایسا نہیں (یہاں ربوی حضرات کے اس غلط عقیدہ کی تردید کی ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب بنی اسرائیل کے ایک براہ راست نبوت پانے والے حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کی طرح غیر تشریعی حقیقی نبی ہیں۔ناقل) بلکہ خدا کی مصلحت اور حکمت . . . . . نے آنحضرت صلعم کے افاضۂ روحانی کا کمال ثابت کرنے کے لئے یہ مرتبہ بخشا۔ کہ آپ کے فیض کی برکت سے مجھے مقام نبوت تک پہنچایا۔ اس لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ (کیوں نہیں کہلا سکتے، اس لئے کہ غیر نبی، نبی کیسے کہلا سکتا ہے۔ناقل) بلکہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی، اور میری نبوت آنحضرتؐ کی ظل ہے، نہ کہ اصل؟

اِن حوالجات سے واضح ہے۔کہ اب چالیس سال کے بعد خلیفہ صاحب کو عدالت میں تسلیم کرنا پڑا کہ حضرت مرزا صاحب نے صرف بعض مخصوص صفات نبوت حضرت نبی کریم صلعم کی متابعت اور فیضان کی برکت سے ظلی اور انعکاسی طور پر پائی تھیں نہ حقیقتاً۔کیوں کہ ظل اصل نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ظلی نبی حقیقی نبی ہو سکتا ہے۔ اور اس لئے خلیفہ صاحب اور مولینا شمس نے اب سالہا سال کے بعد اپنے سابقہ عقائد کو ترک کر کے حضرت اقدس مرزا صاحب کے اس صحیح دعوے اور مقام کو بالآخر عدالت کے روبرو تسلیم کر لیا۔جو حضرت امیر مولینا محمد علی صاحب اور جماعت احمدیہ لاہور مانتے ہیں اور ان کی اشاعت اور تبلیغ کرتے ہیں۔

سوال ع۶:۔ آنحضرت صلعم کے بعد کتنے سچے نبی گزرے ہیں۔؟

جواب: میں کسی کو نہیں جانتا۔ مگر اس اعتبار سے کہ ہمارے نبیٔ کریم صلعم کی حدیث کے مطابق آپ کی امت تک میں آپ کی عظمت اور شان کا انعکاس ہوتا ہے۔ سینکڑوں اور ہزاروں ہو چکے ہوں گے۔

تبصرہ:۔

جواب میں خلیفہ صاحب کہتے ہیں کہ سینکڑوں اور ہزاروں نبی ہو چکے ہونگے، لیکن اس کثیر تعداد میں سے انکو کسی ایک نبی کا بھی علم نہیں۔ کیا یہ تعجب انگیز نہیں۔ غالباً خلیفہ صاحب کا جواب مبنی برصداقت نہیں ہے کیونکہ حضرت نبی کریم صلعم کی عظمت اور شان کا انعکاس توان علماء امت میں ہوتا ہے۔ جو مجدد اور محدث ہوتے ہیں۔ نہ نبیوں میں۔ چنانچہ خود حضرت اقدس مرزا صاحب نشان آسمانی (۱۸۹۲ء) میں فرماتے ہیں:۔

"اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں۔ کہ ہمارے نبیٔ کریم صلعم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آنجناب کے بعد اس امت کے لئے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا۔ ...... ہاں محدث آئیں گے۔ جو اللہ جل شانہٗ سے ہمکلام ہوتے ہیں۔ اور نبوت تامہ کی بعض صفات ظلی طور پر اپنے اندر رکھتے ہیں۔ اور بلحاظ بعض وجوہ شان نبوت کے رنگ سے رنگین کئے جاتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک میں ہوں۔"

اب خلیفہ صاحب شان نبوت کے انعکاس کو نبوت کہتے ہیں۔ مگر حضرت اقدس محدثیت!۔ اور اسی لئے اپنے آپ کو بھی محدث ہی کہتے ہیں۔ نہ نبی کیونکہ جیسا کہ خود خلیفہ

صاحب اپنے جواب ۲ میں تسلیم کر چکے ہیں حضرت اقدس میں بعض صفات نبوت انعکاسی طور پر پائی جاتی ہیں ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا سچ ہے ؎

خشتِ اول چوں نہد معمار کج!
تا ثریا مے رود دیوار کج!

جب اجرائے نبوت بعد از خاتم النبیین والمرسلین کا غلط عقیدہ وضع کیا، تو اس عقیدہ پر جو عمارت تعمیر ہوگی۔ وہ بھی غلط اور کج ہوگی۔ اس پر تفصیلاً آئندہ صفحات میں لکھا جاوے گا۔

سوال ۷:۔ کیا مرزا غلام احمد صاحب کے روحانی درجہ کا اور شخص آئندہ آسکتا ہے؟

جواب:۔ اس کا امکان ہے لیکن یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آئندہ اللہ تعالیٰ ایسے شخص مبعوث کرے یا نہ۔

تبصرہ:۔

خلیفہ صاحب نے جو جواب عدالت میں دیا ہے۔ اس کا مقابلہ ان کے سابقہ عقیدہ، اور حضرت مسیح موعود کے عقیدہ سے کر دینا ہی بہتر تبصرہ ہوگا۔

خلیفہ صاحب کا سابقہ عقیدہ	حضرت مرزا صاحب کا عقیدہ
(۱) اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جاوے کہ تم کہو کہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ تو میں اسے	(۱) قرآن شریف میں ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے۔ اور پرانے اور نئے کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے۔ نہ حدیث میں نہ

کہوں گا تو جھوٹا ہے۔ کذاب ہے۔ آپ کے
بعد نبی آسکتے ہیں۔ اور ضرور آسکتے ہیں
انوار خلافت صـ ۶۵

(۲) اسلام کو انسانی تعدی سے محفوظ
رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے نبی بھیجتا
رہے گا .... چنانچہ ابھی ایک نبی
احمد ہندوستان میں اسی غرض کے لئے ظاہر
ہوا ہے۔ اور میں اس کا خلیفہ ہوں۔
(اسلام کی پانچویں کتاب مصنفہ محمد اشرف صـ ۴۲)

(۳) قرآن کریم چونکہ محفوظ رہنے والی
اور کامل کتاب ہے۔ اور اب اللہ تعالیٰ
قیامت تک نبی بھیجتا رہے گا۔ مگر کتاب
نہیں بھیجے گا۔ اب جو نبی بھی قیامت تک
ہوگا۔ وہ آنحضرتؐ کی امت میں سے اور
لوگوں کو قرآن شریف پر چلانے
کے لئے ہی آئے گا
(اسلام کی پانچویں کتاب صـ ۶۹)

قرآن میں یہ تفریق موجود ہے۔ اور حدیث
لا نبی بعدی میں بھی نفی عام ہے پس
یہ کس قدر جرأت و دلیری اور گستاخی ہے کہ
خیالاتِ رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ
قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جاوے۔ اور خاتم
الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جاوے
(ایام الصلح صـ ۱۴۶)

(۲) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ ہم نے یہ
ذکر نازل کیا ہے۔ اور ہم ہی اس کے محافظ
ہیں۔ محافظ کا لفظ بھی دلالت کرتا ہے
کہ مجدد پیدا ہوتے رہیں گے جب صدی
گزر جاتی ہے، اور پہلی نسل اٹھ جاتی ہے۔
اور پچھلے عالم، اولیا اور ابدال فوت ہو
جاتے ہیں۔ تو دین کو تازہ رکھنے کیلئے
خدا تعالیٰ نئے آدمی پیدا کرتا ہے۔ ہر
صدی کے سر پر ایسے مجددّ پیدا ہوتے
رہتے ہیں۔ جو غلطیوں بدعات اور غفلتوں کو
انکے ذریعہ سے دور کیا جاتا ہے۔ یہ
خصوصیت آنحضرت صلعم کو ملی ہے

اور یہی آپؑ کی حیات پہ دلالت کرتی ہے۔
(حقیقی احمدی کی خصوصیات صـ)

سو آخری وصیت یہی ہے۔ کہ ہر ایک
روشنی ہم نے نبیؐ امی کی پیروی سے پائی
اور جو شخص پیروی کرے گا۔ وہ بھی پائے
گا۔ اور ایسی قبولیت اس کو ملے گی۔ کہ کوئی
بات اس کے آگے اَن ہونی نہ رہیگی۔
(سراج منیر صـ)۔

خلیفہ صاحب نے حوالہ ۲ میں ان لوگوں کو جو آنحضرت صلعم کے بعد نبی کا آنا نہیں ملنتے، جھوٹا، اور کذّاب کہا ہے۔ حالانکہ نہ ماننے والوں میں صرف ذات باری تعالیٰ خاتم النبیین فرماکر اور حضرت نبی کریم لانبی بعدی اور حضرت مسیح موعود قرآن اور حدیث کی بناپر کسی پرانے یا نئے نبی کے آنے سے انکار کرکے شامل ہیں۔ بلکہ خود خلیفہ صاحب بھی شامل ہیں۔ جو اپنے مضمون مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان میں اور اخبار بدر میں آیندہ نبی کی آمد سے بڑی تحدی کے ساتھ انکار کرچکے ہیں۔ اس لئے یہ امر قابل غور ہے۔ کہ خلیفہ صاحب کے الفاظ جھوٹا اور کذّاب کی زد نعوذ باللہ کہاں پڑتی ہے۔ شائد اسی موقعہ کے لئے حضرت مسیح موعود نے دلیری اور گستاخی کے الفاظ (حوالہ بالا ۴ میں) استعمال فرمائے ہیں۔ جو شائد عالم الغیب اور غیور خدا نے پہلے ہی سے اپنے پیارے مسیح موعود سے بطور فتویٰ لکھا دیئے فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اب خلیفہ صاحب کا مضمون مندرجہ تشحیذ الاذہان ماہ اپریل ۱۹۱۰ء بھی قابل ملاحظہ

ہے جس میں خاتم النبیین اور کان اللہ بکل شیءٍ علیماً ° کی تفسیر میں ایک نکتہ بیان فرماتے ہیں۔ ہو سے اُن کا اس وقت کا عقیدہ واضح ہو جاتا ہے

"اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم خاتم النبیین ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی شخص نہیں آئے گا۔ کہ جس کو نبوت کے مقام پر کھڑا کیا جاوے..... بلکہ جس قدر اولیاء اللہ ہوں گے۔ اور متقی اور پرہیزگار لوگ ہوں گے (نبی کا لفظ کہیں نہیں لکھا۔ ناقل) سب کو آپ کی غلامی میں ملے گا، جو کچھ ملے گا۔ اس طرح خدا نے بتا دیا کہ آپ کی نبوت نہ صرف اس زمانہ کے لئے ہے **بلکہ آئندہ بھی کوئی نبی اور نہیں آئے گا۔** .... اس جگہ ایک اور نکتہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ اس آیت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کان اللہ بکلّ شیءٍ عَلِیمًا.......سو اصلی بات یہ ہے۔ کہ یہاں آپ کے خاتم النبیین ہونے کے متعلق ایک پیشگوئی ہے .... کہ آنحضرت صلعم سے پہلے دنیا میں سینکڑوں نبی گذرے ہیں .... جنہوں نے بڑی بڑی کامیابیاں دیکھیں۔ بلکہ کوئی صدی نہیں معلوم ہوتی کہ جس میں ایک نہ ایک جگہ مدعیٔ نبوت نظر نہ آتا ہو .... مگر آنحضرت صلعم کے بعد تیرہ سو برس گزر گئے ہیں کسی نے آج تک نبوت کا دعوےٰ کر کے کامیابی

حاصل نہیں کی آخر آپ سے پہلے بھی لوگ نبوت کا
دعوے کرتے تھے .... مگر آپ کی بعثت کے
بعد یہ سلسلہ کیوں بند ہو گیا؟ کیوں کوئی کامیاب نہیں ہوتا
.... یہ وہی پیشگوئی ہے کہ آپ خاتم النبیین ہیں۔ اب
ہم اسلام کے مخالفین سے پوچھتے ہیں (اور ہم خود خلیفہ
صاحب سے۔ ناقل) کہ اس سے بڑھ کر کیا نشان ہو
سکتا ہے۔ کہ آپ کے دعوے کے بعد کوئی شخص جو
مدعی نبوت ہوا ہو۔ کامیاب نہیں ہوا۔ پس اسطرف اشارہ
تھا کہ کان اللہ بکل شیء علیما ہ یعنی ہم نے آپ
کو خاتم النبیین بنایا ہے .... آپ کے بعد کوئی
نبی نہیں آئے گا۔ اور کوئی جھوٹا آدمی بھی ایسا دعوے نہ
کرے گا۔ کہ ہم اس کو ہلاک نہ کر دیں۔"

اب اگر جیسا کہ خلیفہ صاحب کا موجودہ عقیدہ یہ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب مدعی نبوت تھے۔ جو باوجود دعوئے نبوت کامیاب و بامراد ہو کر اس دنیا سے رحلت فرما ہوئے۔ تو خلیفہ صاحب کا مندرجہ بالا مضمون عبث اور استدلال غلط، وگرنہ تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ حضرتِ اقدس مدعی نبوت نہ تھے اسلئے کامیاب و بامراد ہو کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ چنانچہ حضرت اقدس خود بھی یہی فرماتے ہیں۔ کہ محافظت قرآن شریف کے لئے (حوالہ بالا ع ۲) ہر صدی کے بعد مجدد آتے رہے ہیں۔ اور آئندہ آتے رہینگے۔ مگر اس کے برعکس خلیفہ صاحب کہتے ہیں۔ کہ چودہ سو سال میں صرف

ایک [redacted] نبی ہندوستان میں مبعوث ہوئے ہیں۔ اور عدالت میں بھی آیندہ نبیوں کی آمد کے متعلق صرف امکان ظاہر کرتے ہیں۔ حالانکہ حضرت اقدس فرماتے ہیں کہ

"محافظ کا لفظ ہی دلالت کرتا ہے کہ مجدد پیدا ہوتے رہیں گے"

مذکورہ بالا حوالہ جات سے واضح ہوتا ہے۔ کہ خلیفہ صاحب کا عقیدہ حضرت اقدس مرزا صاحب کے عقیدہ سے کس قدر متفاوت اور مخالف ہے۔ کیا ایسا شخص حضرت کے جانشین ہونے کا اہل قرار دیا جاسکتا ہے۔ جو اپنے غلط عقائد کی بنا پر حضرت اقدس کو ہر بات میں جھٹلاتا ہے ؟

سوال عث:۔ کیا ایک نئے نبی کے ظہور سے ایک نئی امت پیدا ہوتی ہے ؟

جواب :۔ جی نہیں۔

تبصرہ :۔

خلیفہ صاحب کا نفی میں جواب دینا صحیح نہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں اسلام اور کفر کی حد فاصل حضرت نبیؐ کریم پر ایمان لانا ہے۔ یعنی جو ان پر ایمان لائے وہ مسلم کہلائے باقی کافر خواہ ان کو اسلام کی دعوت پہنچی ہو یا نہ

قرآن کریم اور حدیث شریف سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ اور خود حضرت مسیح موعود نے بھی اسی کو قبول کیا ہے۔ کہ، خاتم النبیین کے ظہور پر جو لوگ اُن کے جھنڈے کے نیچے آ گئے، وہ مسلم کہلائے۔ اور باقی کافر اور انکار کی وجہ خواہ تبلیغ ہو چکنے کے بعد انکار ہو یا محض بے خبری سے۔ گویا تمیز کے

لئے۔ یہ ایک موٹی تفریق ہے کیوں کہ پیغمبر اسلام صلعم کی بعثت سے پہلے ہر نبی ایک خاص قوم کی اصلاح اور ہدایت کے لیۓ مبعوث ہوتا تھا۔ اور اسی لیۓ اس کی نبوت کا دائرہ مختص القوم اور محدود الزمان ہوتا تھا جب نیا نبی آتا تو پہلے نبی کی نبوت ختم ہو جاتی تھی۔ مگر ہمارے نبیٔ پاکؐ کا پیغامِ رسالت چونکہ کامل اور عالمگیر ہے۔ اس لئے اُن کی نبوت کا دائرہ بھی دائمی اور تمام اقوام عالم کے لئے ہے۔ اس لئے مسلم اور کافر کی یہ حد فاصل جو شریعت نے صرف نبیٔ آخر الزمان کے لئے مقرر کی ہے۔ وہ بھی دائمی ہے۔ جو بدلی نہیں جا سکتی جب تک کہ پہلے ان کی نبوت کو ختم نہ کیا جا دے۔ اب چونکہ خلیفہ صاحب اسی معیار پر حضرت مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کافر قرار دیتے ہیں جیسا کہ "ذکرِ الٰہی" کے صفحہ ۲۲ پر ہے

> " میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ دنیا میں دو گروہ ہیں ایک مومن دوسرے کافر پس جو حضرت مسیح موعود پر ایمان لانے والے ہیں، وہ مومن ہیں۔ اور جو ایمان نہیں لائے۔ خواہ ان کے ایمان نہ لانے کی کوئی وجہ ہو وہ کافر ہیں"

اور رسالہ تشحیذ الاذہان کے صفحہ ۱۳۹ پر لکھتے ہیں جن پہ تبلیغ نہیں ہوئی۔ اُن کا حساب خدا کے ساتھ ہے۔ ہم نہیں جانتے، کہ اُن کو تبلیغ ہو چکی ہے یا نہیں" تو گویا وہ حضرت محمد رسول اللہ صلعم کے دائرہ کو بھی قومی سطح پر لا کر عملاً ختم کر دیتے ہیں۔ اور اسی لئے مسلمان ہونے کے لئے بھی صرف حضرت نبی کریم صلعم پر ایمان لانا کافی نہیں سمجھتے، بلکہ حضرت مرزا صاحب کو ماننا بھی ضروری جانتے ہیں اور یہ ایک نیا نبی اور نئی امت بنانے کے مترادف ہے چنانچہ خلیفہ صاحب

آئینہ صداقت صفحہ ۳۵ پر ان سب مسلمانوں کو جو حضرت مرزا صاحب کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ وہ ان کو راست باز بھی تسلیم کرتے ہوں یا ان کا نام بھی نہ سنا ہو کافر قرار دیتے ہیں۔ اور اس طرح ایک نئی نبوت اور امت کی بنیاد رکھ کر حضرت رسول اکرم کی جگہ پر حضرت مرزا صاحب کو متمکن کرتے ہیں لیکن اس کے برعکس خود مرزا صاحب نے پہلے ہی حقیقت الوحی کے صفحہ ۱۳۰ پر یہ لکھ دیا ہے کہ:۔

"پھر اس جھوٹ کو تو دیکھو کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ ہم نے بیس کروڑ مسلمانوں اور کلمہ گویوں کو کافر ٹھہرایا ہے حالانکہ تکفیر میں ہماری طرف سے کوئی سبقت نہیں ہوئی۔"

پھر آگے صفحہ ۱۷۸ پر ہے کہ:۔

"ڈاکٹر عبدالحکیم خان اپنے رسالہ مسیح الدجال وغیرہ میں یہ الزام لگاتا ہے۔ کہ گویا میں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے۔ کہ جو شخص میرے پر ایمان نہیں لائے گا۔ گو وہ میرے نام سے بھی بے خبر ہو گا۔ اور گو وہ ایسے ملک میں ہو گا جہاں میری دعوت نہیں پہنچی تب بھی وہ کافر ہو جائے گا۔ اور دوزخ میں پڑے گا۔ یہ ڈاکٹر مذکور کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے کسی کتاب میں یا کسی اشتہار میں ایسا نہیں لکھا۔ اس پر فرض ہے۔ کہ وہ ایسی کوئی میری کتاب پیش کرے جس میں یہ لکھا ہے"

ڈاکٹر عبدالحکیم فوت ہو چکا ہے۔ ان کے بعد اب خلیفہ صاحب نے ان کی اتباع کر کے وہی افتراء دہرایا ہے جس کو حضرت اقدس نے سراسر افتراء کہا ہے۔ تو کیا اب خلیفہ صاحب پر یہ فرض عائد نہیں ہوتا۔ کہ اپنی تائید میں حضرت اقدس کی کوئی کتاب یا تحریر پیش کر کے ان کا مطالبہ پورا کریں۔ وگرنہ افتراء کرنے سے توبہ کریں۔

حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ صاحب حضرت اقدس مرزا صاحب کو العیاذ باللہ غیر لغوی حقیقی نبی مانتے ہیں جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تھے جنہوں نے ایک نئی امت بنائی۔ تو مماثلت فی النبوت تو تب ہی قائم ہو سکتی ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب بھی ایک الگ امت بناتے۔ لیکن چونکہ وہ حقیقی نبی نہ تھے۔ بلکہ امتی بھی تھے۔ اس لئے وہ نئی امت کیسے بنا سکتے تھے۔ البتہ ان کی وفات کے بعد جب خلیفہ صاحب نے انہیں حقیقی نبوت کے مقام پر کھڑا کیا تو ضروری تھا کہ الگ امت بھی بناتے۔ لہذا اگرچہ عدالت میں جواب نفی میں دیا تاہم ان کے ایک سابقہ اعلان یا بیان سے واضح ہوتا ہے۔ کہ وہ ایک نئی امت کی اساس رکھ ہی رہے تھے کہ ۱۹۵۳ء میں احمدیوں کے خلاف قیامت خیز فسادات برپا ہو گئے۔ اور انہیں سخت خطرہ لاحق ہوا کہ اگر ہم اس قسم کے بیانات اور اعلانات تسلیم کر لئے تو ان کی بنیاد پر انہیں فسادات کا ذمہ دار گردان کر غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جائے گا۔ لہذا یہ تسلیم کرنے سے باز رہنا پڑا۔ وگرنہ انہوں نے یہ اعلان تو کیا ہی ہوا تھا، کہ:۔

درنہ مسیح موعود نے فرمایا ہے۔ ان کا اسلام اور ہے اور

اور ہمارا اور اُن کا خدا اور ہے اور ہمارا اور۔ ہمارا حج اور
ہے اور اُن کا اور۔ اسی طرح اُن سے ہر بات میں
اختلاف ہے"

اب اس قدر واضح اور صاف اعلان کا مدعا اور مقصد اور کیا ہو سکتا ہے سوائے اس کے کہ مسلمانوں سے جن سے ہر بات میں اختلاف ہے الگ ایک امت بنائی جائے لیکن حیرت اس بات پر ہے کہ یہ سب امور حضرت اقدس مرزا صاحب کی طرف منسوب کئے گئے ہیں جیسا کہ اس اعلان کے ابتدائی الفاظ "وہ مسیح موعود فرماتے ہیں" سے ظاہر ہوتا ہے لیکن چونکہ ان کی کسی کتاب۔ رسالہ یا اخبار کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ اس لئے یہ خطرناک عبارت حضرت اقدس کی نہیں ہو سکتی۔ اور اس لئے ایک بے بنیاد الزام ہے جس سے حضرت اقدس کی ذات ستودہ صفات بری الذمہ ہے۔ یہ خلیفہ صاحب کی ایک تعلّی ہی ہے۔ کہ وہ حضرت اقدس کو حقیقی نبی مانتے ہیں جیسا کہ وہ کہتے ہیں :-

"ابھی ایک نبی۔ احمد ہندوستان میں . . . . . ظاہر ہوا ہے
اور میں اس کا خلیفہ ہوں" (اسلام کی پانچویں کتاب صفحہ ۴۷)

اور غالباً یہی وجہ ہے کہ ربوی جماعت کے لئے امت کا لفظ بھی استعمال ہوتا رہا ہے جو کامل اور حقیقی نبی کی جماعت کیلئے مخصوص اصطلاح ہے چنانچہ ان کا ایک مرید ان کے عقائد کے مطابق ایک شعر میں کہتا ہے :-

"اے شہید امت احمد نبی صد مرحبا" (الفضل ۷ر اکتوبر ۱۹۲۴ء)

اس میں احمد نبی اور امت کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جو نئی امت بنانے کا پتہ دیتے ہیں۔ مگر عدالت میں خلیفہ صاحب اس سے صاف انکار کرتے ہیں کیا یہ اخفائے حقیقت نہیں؟

سوال ۹ :۔ کیا آپ نے اپنی جماعت کے لئے امت کا لفظ استعمال کیا ہے۔

جواب :۔ میرا عقیدہ ہے کہ ہم علیحدہ امت نہیں ہیں۔ اور اگر کہیں امت کا لفظ احمدیوں کے لئے استعمال ہوا ہے تو بے توجہی سے ہوگا۔ اور اس سے اصلی مراد جماعت ہے

تبصرہ :۔

اپنے جواب میں خلیفہ صاحب نے تسلیم کر لیا ہے۔ کہ وہ اپنی جماعت کیلئے امت کا لفظ استعمال کرتے رہے ہیں لیکن بے توجہی سے حالانکہ امت کا لفظ تجویز کرنا اس اعلان اور عقیدہ کا لازمی نتیجہ تھا جس میں کہا گیا ہے۔ کہ :۔

(۱) "مسلمانوں کا اسلام خدا اور ہے اور حج اور ہے۔ اور ہمارا اور۔

(۲) ابھی ایک نبی احمد ہندوستان میں ظاہر ہوا ہے۔ اور میں اس کا خلیفہ ہوں"

چونکہ ایک نئے نبی کی آمد سے لازماً ایک نئی امت پیدا ہوتی ہے۔ جیسے حضرت عیسیٰؑ کی آمد پر نصاریٰ۔ لہٰذا لفظ امت کے استعمال سے ہمارے اس خیال کی تائید ہوتی ہے۔ کہ فی الواقع ایک نئی امت کی اساس رکھی جا رہی تھی۔ اور اگر ۱۹۵۳ء کے فسادات رونما نہ ہوتے تو خلیفہ صاحب بھی بہائیوں کی طرح اسلام سے الگ ایک نئی امت بنا چکے ہوتے جس کا مزید ثبوت یہ ہے کہ ربوی حضرات کو مسلمانوں سے مذہبی اور سوشل تعلقات شادی بیاہ۔ نماز جنازہ وغیرہ کے متعلق امتناعی احکام دیئے گئے ہیں جن پر سختی سے عمل ہو رہا ہے نئی امت بنانے کی اس سے زیادہ واضح دلیل اور بیّن ثبوت کیا چاہیئے ۔

سوال ۱۰۔:- ۱۳ر اگست ۱۹۴۸ء کی "الفضل" میں عبارت ذیل دیکھئے:-

"اللہ تعالیٰ نے جو کام ہمارے سپرد کیا ہے۔ وہ کسی اور
امت کے سپرد نہیں کیا۔ پہلے انبیاء میں سے کوئی ایک
لاکھ ...... کوئی دو لاکھ کی طرف ......
رسول کریمؐ کی قوم دو لاکھ تھی .... لیکن
ہمارے چھپتے ہی آٹھ کروڑ ہیں۔

جواب :- یہاں میں نے لفظ امت آنحضرتؐ کی امت کے لئے استعمال کیا ہے۔

تبصرہ:-

مندرجہ ذیل حوالوں سے جن پر جماعت ربوہ کا عملدرآمد ہے واضح ہوگا کہ خلیفہ صاحب ایک نئی امت بنا رہے تھے:-

(۱) "غیر احمدی کے پیچھے جس نے ابتک باقاعدہ بیعت نہ کی ہو خواہ وہ حضرت صاحب کے سب دعاوی کو بھی مانتا ہو نماز جائز نہیں" (الفضل ۱۵ر اگست ۱۹۱۵ء)

("گویا یہ فتویٰ سب دعاوی ماننے کی پاداش میں دیا گیا ہے۔ جو حضرت اقدس کے مذہب کے صریح خلاف ہے۔ کیوں کہ خواجہ غلام فرید صاحب سجادہ نشین چاچڑاں جو ایک بہت بڑے بزرگ تھے جنکی حضرت اقدس نے بہت تعریف کی ہے۔ اور انہیں "اے فرید وقت در صدق وصفا" کا خطاب دیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے بیعت نہ کی تھی تو وہ بھی اسی زد میں آئیں گے ناقل")

(۲) کوئی احمدی غیر احمدی کو لڑکی نہ دے۔ بلکہ اس شخص

سے بھی رشتہ نہ کرے جس کی احمدیت مشکوک ہے
اور اگر وہ نہ رکے تو کوئی احمدی اس رشتہ میں
شریک نہ ہو۔"

(۳) رشتہ کرنے والے احمدی کے لئے یہ سزا تجویز کی گئی ہے
"کہ وہ اپنی لڑکی اور داماد کے ساتھ قطع تعلق کرلیں نہ وہ بھی کسی
احمدی سے کلام کریں"

(۴) "جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے۔ وہ یقیناً حضرت مسیح
موعود کو نہیں سمجھا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ کیا
کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے۔ جو کسی ہندو یا عیسائی
کو اپنی لڑکی دے دے۔ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو۔ مگر اس معاملہ
میں وہ تم سے اچھے رہے۔ کہ کافر ہو کر کسی کافر کو لڑکی نہیں
دیتے۔ مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دیتے ہو۔"

(ملائکۃ اللہ صفحہ ۲۱۶ بحوالہ دعوت مذہب)

عدالت میں خلیفہ صاحب کا یہ کہنا کہ انہوں نے لفظ امت حضرت نبی کریمؐ کی امت کے لئے استعمال کیا ہے صحیح اس لئے معلوم نہیں ہوتا کہ سوال کی عبارت میں وہ نبی کریم صلعم کی نسبت یہ کہہ کر کہ پہلے انبیاء میں سے کوئی ایک لاکھ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ کوئی دو لاکھ کی" ان کو پہلے انبیاء میں شامل کرتے ہیں مگر پھر اپنے سے الگ سمجھ کر یہ کہتے ہیں کہ "رسول کریم کی قوم دو لاکھ تھی۔ اور ہمارے چھٹتے ہی آٹھ کروڑ تھا۔ ہیں" اس لئے ظاہر ہے کہ یہاں امت کا لفظ حضرت نبی کریم صلعم کے لئے نہیں

بلکہ امت احمد کے لئے استعمال کیا گیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے۔ اور جیسا کہ اوپر بھی دکھایا جا چکا ہے۔ کہ انہوں نے اپنے سابقہ عقائد کے برخلاف عدالت میں وہ عقائد بیان کر دیئے جو لاہوری جماعت کے ہیں مگر اس کے باوجود غالیانہ عقائد کی بناء پر دیئے ہوئے غیر اسلامی فتوے تاحال منسوخ نہیں کئے اور نہ ہی ان کے بارہ میں کوئی واضح اور غیر مبہم اعلان شائع کیا گیا ہے۔ کہ آئندہ تبدیل شدہ عقائد کی روشنی میں ان پر عمل کیا جاوے۔ مثلاً نماز جنازہ کے بارہ میں باوجود عدالت کے روبرو یہ تسلیم کر لینے کے کہ ان کے موجودہ فتوے کے برعکس حضرت مسیح موعود کا اپنے قلم کا لکھا ہوا ایک فتویٰ بھی انہیں مل گیا ہے۔ تاہم اس پر غور کرنے کے بہانہ سے اسے ناقابل عمل قرار دے کر رد کیا ہوا ہے ہو سکتا ہے کہ چالیس سال تک جماعت لاہور کو انہی عقائد کی بنا پر اس لئے فاسق کہتے رہے کہ وہ حضرت مرزا صاحب کا درجہ گھٹاتے ہیں اور اس لئے اب اپنی جماعت میں اعلانیہ تبدیل کردہ عقائد کی اشاعت موجب خفت و ذلت تصور کرتے ہوں لیکن یہ دین کا معاملہ ہے اس میں حیل و حجت نہ کرنی چاہیئے۔ بلکہ اپنے سابقہ غلط اور غالیانہ غیر اسلامی عقائد سے دست بردار ہو کر اور صحیح اعتقادات قبول کر کے ان کے مطابق اپنے عمل میں ترمیم و تنسیخ کر لینا ایک نیکی کا کام ہے جس کے متعلق حضرت مسیح موعود کا یہ فرمان ہے کہ:

ع جب کھل گئی سچائی پھر اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہِ حیا یہی ہے

وگرنہ نماز یا نمازِ جنازہ اور رشتہ ناطہ کے متعلق حضرت اقدس کے فتاوے اور عمل کا ثبوت مل جانے پر یا ان کا صحیح علم ہو جانے کے بعد بھی ان کے برعکس عمل کیا جائے تو اس سے نہ صرف حضرت اقدس کی تذلیل اور تحقیر ہی ہوتی ہے۔ بلکہ ان کا درجہ گھٹانے

کا الزام بھی ثابت ہو جاتا ہے۔ یہ عجیب فلاسفی ہے کہ تحقیر اور استخفاف تو کریں خود، اور الزام دیں جماعت لاہور پر جو حضرت اقدس کے فتووں کی تعمیل کرتے ہیں۔ اس لئے اگر ربوی حضرات نئے عقائد کے مطابق اپنے عمل میں تبدیلی نہ کریں گے تو عدالت کے روبرو یہ کہنا کہ لفظ امت بے توجہی سے استعمال ہوا ہے۔ ایک بے دلیل بہانہ متصور ہو گا۔

سوال ع۱۱:۔ کیا ایک سچے نبی کا انکار کفر نہیں۔

جواب:۔ ہاں یہ کفر ہے۔ لیکن کفر دو قسم کا ہوتا ہے۔ ایک وہ جس سے کوئی شخص ملت سے خارج ہو جاتا ہے۔ دوسرا وہ جس سے ملت سے خارج نہیں ہوتا۔ کلمہ طیبہ کا کفر پہلی قسم کا کفر ہے۔ دوسری قسم کا کفر اس سے کم درجہ کی بدعقیدگیوں سے پیدا ہوتا ہے۔

تبصرہ:۔

خلیفہ صاحب کے جواب سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان کے نزدیک سچے نبی دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جن کے انکار سے ایک شخص ملت سے خارج ہو جاتا ہے۔ مگر دوسروں کے انکار سے خارج نہیں ہوتا۔ اس لئے کفر کی بھی دو قسمیں ہیں۔

اول: حضرت نبی کریم صلعم کا کفر جس سے ایک شخص ملت سے خارج ہو جاتا ہے۔ مگر دوسری قسم کے سچے نبی کا انکار ایک بدعقیدگی سے پیدا ہوتا ہے جس سے انسان ملت سے خارج نہیں ہو جاتا۔ مگر اس کی مثال نہیں دی۔ شائد ان کی مراد حضرت مرزا صاحب مسیح موعود کے انکار سے ہے۔ جن کو وہ ایک غیر تشریعی حقیقی نبی مانتے ہیں تو گویا اب حضرت اقدس مرزا صاحب کا انکار جزوِ ایمان نہیں ہاں بلکہ ان کے

نزدیک ایک بدعقیدگی سے پیدا شدہ کفر ہے۔ اس سے پہلے اس بارہ میں خود حضرت اقدس کی تحریرات پیش کی گئیں تو ان کے ماننے سے نہ صرف انکار کیا بلکہ ایسا عقیدہ رکھنے والوں یعنی جماعتِ احمدیہ لاہور کو فاسق قرار دیا۔ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم نے کفر دون کفر کے نام سے ایک مدلل اور مفصل رسالہ لکھ کر ثابت کیا تھا کہ حضرت مسیح موعود اور علماءِ اہلِ سنت کے نزدیک کفر کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اصل ایمانیات کا کفر، مثلاً خدا اور محمد رسول اللہ کا کفر جو اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔ اور دوسرا اس کے نیچے کسی فرع کا کفر مثلاً حضرت مسیح موعود کو نہ ماننا یا ترک صلوٰۃ کرنا۔ اس لئے خدا اور رسول پر ایمان لانا اصل ہے اور ان کے ہر حکم کی اطاعت اور متابعت کرنا فرع۔ چونکہ حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا رسول کا ایک حکم ہے اس لئے حضرت مسیح موعود کو نہ ماننا ایک حکم کی نافرمانی ہے۔ جو ایک فرع کا کفر ہے جس سے انسان دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوتا لیکن خلیفہ صاحب نے حضرت اقدس کے اس واضح عقیدہ کو تسلیم نہ کیا۔ ہاں تحقیقاتی عدالت میں خود بھی یہی عقیدہ پیش کیا۔ جو نہ صرف حضرت مسیح موعود اور جماعت احمدیہ لاہور کا بلکہ اکثر مسلم علماء اور اولیاءِ اسلام کا بھی یہی عقیدہ اور مذہب ہے۔ مگر خلیفہ صاحب نے یہ اس لئے کہا۔ کہ اس کے سوا بچاؤ کا کوئی چارہ ہی نہیں رہا تھا۔ لہٰذا اپنے تمام سابقہ اعتقادات سے حقیقتاً یا تقیۃً انحراف کر کے عدالت میں یہ تسلیم کر لیا کہ نہ صرف یہ کہ حضرت مسیح موعود کو نہ ماننے سے کوئی شخص دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو جاتا۔ بلکہ احمدیوں اور غیر احمدیوں کے اختلافات بھی بنیادی نہیں فروعی ہیں۔ لیکن بعد میں اپنے اس بیان میں ایسی ترمیم اور تنسیخ کر کے عدالت میں دے دی جس سے بعد ازاں حسب منشا تاویل کرنے کی گنجائش کا امکان نکل سکے، اور اس طرح واضح بیان کو مشکوک کر دیا۔ پہلے الفاظ

یہ ہیں

"عام معنوں میں اس کا (یعنی لفظ بنیادی) کا مطلب اہم ہے
لیکن اس مفہوم کے لحاظ سے بھی اختلافات فروعی ہیں"

اور بعد میں یہ کہ:۔

"یہ اختلافات حقیقتاً بنیادی نہیں ہیں۔ اور انہیں فروعی
کہا جاسکتا ہے۔"

اب یہ متضاد بیانات حضرت مسیح موعود کے عقیدہ کے سراسر خلاف ہیں۔ اور "ہرچہ دانا کند۔ کند ناداں۔ لیک بعد از بعید پشیمانی" پر عمل کر کے اب خلیفہ صاحب نے اپنے سابقہ مفتریانہ عقائد ترک کر دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے۔ کہ اُن کے پیروؤں کو بھی اس بارہ میں ان کی اتباع کی توفیق مل جائے۔

سوال ۱۲:۔ کیا ایسا شخص جو ایسے نبی کو نبی نہیں مانتا جو رسول کریم کے بعد آیا ہو۔ اگلے جہان میں سزا کا مستوجب ہوگا؟

جواب:۔ ہم ایسے شخص کو گنہگار تو سمجھتے ہیں۔ مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اسکو سزا دے گا یا نہیں۔ اس کا فیصلہ کرنا خدا کا کام ہے۔

تبصرہ:۔

اس کے متعلق سابقہ بیانات بھی ملاحظہ ہوں:۔

"جب آپ نبی ثابت ہوئے تو آپ کا ماننا جزو ایمان ہوا.....
الہاماً فرمایا جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا۔ اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا............ وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے" (الفضل ۶ رمئی ۱۹۱۴ء)

اب اسس حوالہ میں بیعت میں داخل نہ ہونے والے کو الہام کی رو سے جہنمی قرار دیا گیا ہے۔ جو گویا خدائی فیصلہ ہے۔ مگر جواب میں اس سے انکار کیا ہے۔ جب جماعت احمدیہ لاہور نے یہی کہا تھا۔ کہ حضرت اقدس مرزا صاحب کو نہ ماننے والا کافر تو نہیں، مگر قابلِ مواخذہ ضرور ہے۔ کیونکہ وہ اللہ اور رسول کے ایک حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ تو نہ صرف یہ کہ اس عقیدہ کو تسلیم نہ کیا۔ بلکہ بڑی تحدی سے حضرت اقدس کے نہ ماننے والے کو کافر اور خارج از دائرہ اسلام قرار دیا۔ اور کہا :-

"کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا۔ وہ کافر اور خارج از دائرہ اسلام ہیں" (آئینۂ صداقت صـ۳۵)

اور کلمتہ الفضل صـ۳۵ پر ہے کہ :-

"مسیح موعود کے منکرین کو مسلمان کہنے کا عقیدہ ایک خبیث عقیدہ ہے" "جو ایسا اعتقاد رکھے اس کے لیے رحمتِ الٰہی کا دروازہ بند ہے"

یہی وجہ تھی کہ جماعتِ لاہور کے ممبران پر فاسق ہونے کا فتوٰے دیا۔ مگر عدالت کے روبرو اپنے اُن مندرجہ بالا معتقدات سے انحراف کرلینے میں ہی عافیت سمجھی۔ کیوں کہ اس سے پہلے جماعتِ لاہور نے حقیقت الوحی کے صـ۱۶۳ کا حوالہ پیش کر کے خود حضرت مسیح موعود کی تحریر سے اسکی وجہ بھی نکال کر دکھلا دی تھی۔

کہ کیوں حضرت مسیح موعود کا منکر کافر نہیں بلکہ صرف قابل مواخذہ ہے تو تسلیم نہ کیا حالانکہ خود حضرت اقدس فرماتے ہیں :۔

"اس گناہ کا داد خواہ ۔ میں نہیں ہوں ۔ بلکہ ایک ہی ہے جس کی تائید کے لئے میں بھیجا گیا ہوں ۔ یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلعم ۔ جو مجھے نہیں مانتا وہ میرا نہیں بلکہ اس کا نافرمان ہے ۔ جس نے میرے آنے کی پیشگوئی کی ہے"

یہاں حضرت اقدس اپنے نہ ماننے والے کو صرف ایک حکم کا نافرمان کہتے ہیں کافر نہیں کہتے بلکہ مسلمان سمجھتے ہیں ۔ مگر اس حوالہ کو بھی در خور اعتنا نہ سمجھا ۔ اور اپنے اس غلط عقیدہ پر اصرار کیا ۔ اس لئے اب عدالت کے روبرو مجھ دیہی عقائد بیان کرنے پر وہ پرانا فتویٰ مبارک ہو ۔ کہ مسیح موعود کے منکروں کو مسلمان کہنا ایک خبیث عقیدہ ہے ۔ اور جو ایسا عقیدہ رکھے ، اس کے لئے رحمت الٰہی کا دروازہ بند ہے ۔ اور جو لوگ بیعت میں داخل نہیں ہوئے ، خواہ انہوں نے حضرت مرزا صاحب کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور خارج از دائرہ اسلام ہیں جن کے لئے دوزخ اور سخت عذاب کا وعید ہے ۔ جو انہیں بھگتنا ہوگا ۔

سوال ع۱۳ :۔ کیا ایک نئے نبی پر ایمان لانا دوسرے لوگوں کے متعلق اس کے ماننے والوں کے رویہ پر اثر انداز نہیں ہوتا ۔

جواب :۔ اگر تو آنے والا صاحب شریعت ہے ۔ تو اس کا جواب اثبات میں ہے لیکن اگر وہ نئی شریعت نہیں لاتا ۔ تو دوسرے لوگوں کے متعلق

اس کے ماننے والوں کے رویہ کا انحصار اسی سلوک پہ ہوگا۔ جو دوسرے لوگ اُن کے ساتھ کرتے ہیں۔

تبصرہ :۔

اپنے جواب میں خلیفہ صاحب کا صاحب شریعت اور نئی شریعت نہ لانے والے نبی کی تفریق کرنا بلا وجہ ہے۔ جو اُن کے سابقہ عقیدہ کے صریحاً خلاف ہے۔ تعجب ہے کہ جب خلیفہ صاحب کے عقیدہ کے مطابق نفسِ نبوت کے لحاظ سے ان ہر دو یعنی تشریعی اور غیر تشریعی نبی میں کوئی فرق نہیں۔ اور اس لئے ان ہر دو پہ ایمان لانے یا نہ لانے کا فرق کرنا بے ایمانی اور کفر ہے۔ تو ان کے نہ ماننے والوں سے برتاؤ کرنے میں کیوں فرق کیا جاوے۔ خلیفہ صاحب لکھتے ہیں :۔

"اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ اس کے ہر نبی اور رسول پر ایمان لانا چاہیئے۔ خواہ وہ شریعت لے کر آنے والا ہو یا بغیر شریعت کے۔ کیوں کہ شریعت لانے والا .... اور شریعت نہ لانے والا بھی نبی اور رسول ہے۔ بلحاظ نبوت کے ان میں کوئی فرق نہیں پس اس لئے کسی نبی کے متعلق یہ کہنا کہ اس پہ ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ شریعت لے کر نہیں آیا۔ بے ایمانی اور کفر ہے۔ کیوں کہ ہر نبی اپنے وقت کا بادشاہ ہے۔ اور جو شخص اپنے زمانہ کے بادشاہ

کا باغی ہو خواہ وہ گذشتہ تمام بادشاہوں کا وفادار
ہو۔ وفادار نہیں کہلا سکتا"
(اسلام کی پانچویں کتاب صد ۶۹-۷۰)

اس عبارت کا مفہوم صاف اور واضح ہے کہ کوئی شخص خواہ سب نبیوں کو مانتا ہو۔ مگر مرزا صاحب نبیٔ وقت کو نہ مانتا ہو وہ باغی ہے۔ اب ایک باغی کے خلاف حکومتِ وقت جو اقدام کرے گی۔ وہ جارحانہ ہی ہوگا۔ سو خلیفہ صاحب بھی موجودہ زمانہ کے نبی یعنی حضرت مرزا صاحب کے منکر اور باغی کے خلاف کاروائی کرنے میں حق بجانب ہوں گے۔ چنانچہ غالباً اسی وجہ سے انوارِ خلافت میں ہے۔ کہ:۔

"ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو کافر سمجھیں"

اور کلمۃ الفصل صد ۲۰ پر ہے کہ:۔

"ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰؑ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰؑ کو نہیں مانتا یا عیسیٰؑ کو مانتا ہے ... مگر محمدؐ کو نہیں مانتا یا محمدؐ کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا (جو خلیفہ صاحب کے نزدیک غیر تشریعی مگر حقیقی نبی مثل عیسیٰؑ کے ہیں۔ ناقل) وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

اب ان اعلانات اور حوالجات سے واضح نہیں ہوتا کہ خلیفہ صاحب نبیٔ وقت (یعنی حضرت مرزا غلام احمد صاحب علیہ السلام) کے باغیوں یعنی منکرین

کے خلاف جارحانہ کارروائی کر رہے ہیں۔ اور کیا یہ اُن کے حالیہ جواب کے صریحاً برعکس نہیں۔ اور انکے مریدوں پر (جو خلیفہ صاحب کی ہر غلط منطق کو بھی حقائق اور معارف شمار کرتے ہیں) بجا طور پر فرض نہیں ہو جاتا۔ کہ وہ حضرت مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو کافر بلکہ پکا کافر اور خارج از دائرہ اسلام جاننا جزو ایمان سمجھیں اور اگر خلیفہ صاحب اور ان کے پیرو فی الواقع حضرت مرزا صاحب کو غیر تشریعی حقیقی نبی مانتے ہیں تو اُن کے منکرین کے خلاف شرع شریف کی رو سے بھی یہی فتویٰ صحیح ہوگا کیوں کہ جب حضرت عیسٰیؑ کو ماننا ایک مسلمان کے لئے ضروری شرط ہے اور جو۔ اُن کو نہیں مانتا وہ کافر ہے۔ تو اسی طرح جو اُن جیسے غیر تشریعی نبی حضرت مرزا صاحب کو نہیں مانتا وہ بھی کافر بلکہ پکا کافر خارج از دائرہ اسلام ہوگا۔ کیوں کہ حضرت مرزا صاحب پر ایمان لانا بھی ایمان کی ایک شرط ہوگی۔ مگر یہ سب کچھ در حقیقت حضرت اقدس مرزا صاحب کے عقیدہ اور دعویٰ کے سراسر خلاف ہے۔ جو بار بار کہتے رہتے ہیں۔ کہ میرا ابتداء سے یہی مذہب ہے۔ کہ میرے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں بن جاتا۔ ہاں اگر وہ غیر تشریعی حقیقی نبوت کے دعویدار ہوتے تو ضرور ہے کہ اپنے نہ ماننے والے کو پکا کافر اور خارج از دائرہ اسلام قرار دیتے جیسا کہ حضرت عیسٰیؑ اور محمد رسول اللہ کو نہ ماننے والا پکا کافر ہو جاتا ہے

غرض اپنے جواب میں خلیفہ صاحب نے اپنے سابقہ عقیدہ کا لفظوں کی بھول بھلیوں میں اخفا کرنا چاہا ہے۔ ورنہ ان کا واضح اعلان ہے۔ کہ جس شخص نے باقاعدہ بیعت نہیں کی اور خواہ وہ حضرت اقدس مرزا صاحب کے سب

دعوؤں کو بھی مانتا ہو۔ وہ کافر ہے۔ اور اس میں بعض مقتدر ہستیاں بھی آجاتی ہیں جنہوں نے دعویٰ تو تسلیم کیا لیکن بیعت نہیں کی۔ ان میں حضرت خواجہ غلام فرید صاحب آف چاچڑاں اور مولانا ابوالکلام آزاد قابل ذکر ہیں۔

سوال ۱۴: کیا دوسرے مفہوم کے لحاظ سے (یعنی شریعت نہ لانے والے نبی کے لحاظ سے) (ناقل) احمدی ایک جداگانہ کلاس نہیں ہیں؟

جواب: ہم کوئی نئی امت نہیں ہیں۔ بلکہ مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ ہیں

تبصرہ:۔

اب اس جواب کے مقابلہ میں خلیفہ صاحب کا سابقہ عقیدہ ملاحظہ ہو:۔

۱۔ "کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہ سنا ہو۔ وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔"

(آئینہ صداقت صـ ۳۵)

۲۔ احمدیوں اور غیر احمدیوں میں فرق بیان کرتے ہوئے خلیفہ صاحب فرماتے ہیں

حضرت مسیح موعود نے فرمایا ہے:۔

"اُن کا اسلام اور ہے اور ہمارا اور۔ ان کا خدا اور نبی ہمارا اور۔ ہمارا حج اور ہے اور ان کا حج اور۔ اسی طرح ہر بات میں اختلاف ہے۔"

(الفضل ۲۱ اگست ۱۹۱۷ء)

۳۔ قادیان یا ربوہ کے جلسہ سالانہ کو ظلی حج کہا ہے۔ اور کچھ عرصہ کے بعد یہ ظلی حج بھی شائد اصل حج بن جاتا جس طرح حضرت مرزا صاحب ظلی نبی کو حقیقی اور اصلی نبی بنا دیا۔ مگر ۱۹۵۳ء میں فسادات برپا ہو گئے۔ اور یہ نہ ہو سکا۔

۴۔ پھر "الفضل" ۱۳ جنوری ۱۹۳۵ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ:- قادیان وہ مقام ہے جس کو خدا تعالیٰ نے تمام دنیا کے لئے ناف کے طور پر بنایا ہے۔ اور اس کو تمام دنیا کیلئے اُم قرار دیا ہے کہ ہر ایک فیض دنیا کو اس مقدس مقام سے حاصل ہو سکتا ہے۔ حالانکہ یہ الفاظ مسلمانانِ عالم صرف مکہ معظمہ کی نسبت استعمال کیا کرتے ہیں۔

حوالہ جات مندرجہ بالا کے نتیجہ کے طور پر عملی اقدام کے لئے رشتہ ناطہ۔ نماز نمازِ جنازہ وغیرہ معاملات کے متعلق امتناعی فتاویٰ جاری کئے گئے۔ جن پر جماعت ربوہ کا چالیس سال سے عملدر آمد چلا آ رہا ہے۔ پھر یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں۔ کہ وہ مسلمانوں کا ایک فرقہ ہیں جبکہ وہ (ربوی حضرات) اُن کو مسلمان ہی نہیں سمجھتے۔ اِن حوالجات کی روشنی میں خلیفہ صاحب کے حالیہ جواب کے غلط یا صحیح ہونیکا فیصلہ ناظرین خود کرلیں۔ کیوں کہ اس قدر باتیں کہہ کر جو ان کو مسلمانوں سے الگ کرتی ہیں۔ ان کا یہ کہنا کہ وہ مسلمانوں کا ایک فرقہ ہیں۔ بالکل غلط اور بے بنیاد دعوے ہے۔

اب سب سے ضروری بات یہ ہے کہ نبی خواہ تشریعی ہوں یا غیر تشریعی وہ تو مستقل اور حقیقی نبی ہونے ہیں۔ اور خلیفہ صاحب کے نزدیک حضرت مرزا صاحب چونکہ غیر تشریعی نبی ہیں اس لئے وہ ایسے حقیقی نبی ہیں جیسے حضرت عیسیٰ ؑ جو نئی شریعت نہیں لائے تھے۔ بلکہ نبی سابق یعنی حضرت موسےٰؑ کی شریعت کے پیرو تھے۔ لیکن اگر حضرت عیسیٰ کے آنے سے ایک نئی امت بنی اور اگر حضرت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب ان جیسے نبی تھے تو نئی امت کیوں نہ بنی یا کیوں نہیں بن سکتی یہ اس لئے کہ حضرت مسیح موعود حقیقی نبی نہیں تھے۔ ہاں جب خلیفہ صاحب نے ان کی وفات کے بعد ان کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کیا تو الگ امت بنانے کی اساس بھی رکھی۔ جو فسادات کی وجہ سے پروان نہ چڑھ سکی

مستقل اور حقیقی نبوت کے لئے حضرت مرزا صاحب نے ایک شرط یہ ضروری قرار دی ہے۔ کہ ایک حقیقی نبی، نبیٔ سابق کی امت نہیں کہلاتا اور بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھتا ہے۔ اور براہِ راست نبوت پاتا ہے۔ اور یہ چونکہ شرائط حضرت اقدس میں پائی نہیں جاتی تھیں۔ لہٰذا وہ حقیقی نبی ہونے سے انکار کرتے تھے۔ اور اس لئے نہ وہ غیر تشریعی حقیقی نبی تھے۔ اور نہ انہوں نے نئی امت بنائی بلکہ وہ حضرت نبیٔ کریم صلعم کے ایک مقرب ترین مجدد اور امتی تھے۔

سوال ۱۵:۔ ازراہ کرم ۱۷؍اگست ۱۹۱۶ء کا الفضل ملاحظہ فرمایئے۔ جہاں آپ نے اپنی جماعت اور غیر احمدیوں میں فرق بیان کرتے ہوئے کہا ہے:۔

"ورنہ حضرت صاحب نے تو فرمایا ہے۔ اُن کا اسلام اور ہے اور ہمارا اور۔ اُن کا خدا اور ہے اور ہمارا اور۔ ہمارا حج اور ہے، اور اُن کا اور۔"

جواب: ۔ اُس وقت جب یہ عبارت شائع ہوئی میرا کوئی ڈائری نویس نہیں تھا۔ اس لئے میں یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ میری بات کو صحیح طور پہ رپورٹ کیا گیا یا نہیں۔ تاہم اس کا مجازی رنگ میں مطلب لینا چاہیئے۔ میرے کہنے کا مطلب یہ تھا۔ کہ ہم خلوص سے عمل کرتے ہیں۔

تبصرہ:۔

اس سوال اور اس کے جواب کو اگر بغور مطالعہ کیا جاوے، تو معلوم ہوگا کہ جب خلیفہ صاحب کو اپنے خطرناک بیان کے نتائج کا احساس ہوا، تو پہلے تو یہ غیر معقول عذر پیش کیا کہ میرا کوئی ڈائری نویس نہیں تھا۔ اس لئے نہیں کہا جاسکتا کہ اُن کی بات کو صحیح طور پر رپورٹ کیا گیا یا نہ۔ یہ عذر نامعقول اس لئے ہے کہ یہ بیان تو حضرت اقدس مرزا صاحب کی طرف ایسے انداز میں منسوب کر دیا گیا ہے۔ کہ گویا سارا بیان ہی حضرت اقدس کے اپنے الفاظ میں ہے۔ اور پھر ایسی بے پر کی اڑانے کی کسی ڈائری نویس یا اخبار نویس کو کیسے جراُت ہو سکتی تھی۔ کہ ایسی بے بنیاد باتیں حضرت اقدس کی طرف منسوب

کرتا جو مسلمانوں کی اصلاح اور وصل کے لئے آئے تھے۔ نہ فصل کے لئے مگر بالآخر خلیفہ صاحب نے اسے صحیح تسلیم کر کے کہا کہ اس کا مجازی رنگ میں مطلب لینا چاہیئے۔ اب اگر فی الواقع ان کا صحیح مفہوم رپورٹ نہیں ہوا تھا۔ تو پھر انہوں نے یہ کیوں کر کہہ دیا کہ اس کا مجازی مطلب لینا چاہیئے۔ حالانکہ عبارت تو اس قدر صاف اور واضح ہے۔ کہ اس میں مجاز کا کوئی قرینہ ہی نہیں پایا جاتا۔ تو کیوں اس کے مجازی معنے لئے جاویں۔ اس کے متعلق کچھ نہیں فرمایا۔ حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ صاحب ہیچ قسم کے بیانات شایع کر کے اپنی ایک نئی امت کی اساس رکھ رہے تھے۔ چنانچہ یہانتک فرما دیا۔ کہ:۔

> "غیر احمدیوں سے ہماری نماز الگ کی گئی۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں۔ ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے۔ اور دنیوی تعلقات کا رشتہ ناطہ ذریعہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے ہیں۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے۔ تو میں کہتا ہوں کہ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ اور اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کیا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ حدیث سے ثابت ہے،

کہ بعض اوقات نبی کریم صلعم نے یہود تک کو
سلام کا جواب دیا ہے"
(کلمۃ الفصل صہ ۷۹)

۲ "غیر احمدیوں کے ساتھ ہمارے کوئی تعلقات
ان کی غمی اور شادی کے معاملات میں نہ ہوں"
(الفضل ۱۰ ر جون ۱۹۱۶ء)

اب غور طلب امر یہ ہے۔ کہ کیا حضرت مسیح موعود کی طرف (جو بقول خلیفہ صاحب سالہا سال تک مسلمانوں کے جنازے پڑھتے رہے ہے۔ اور اب اس بارہ میں اُن کا اپنے قلم سے لکھا ہوا ایک فتویٰ بھی خلیفہ صاحب کو مل گیا ہے) ایسے خطرناک اور غیر اسلامی اعلانات منسوب ہو سکتے ہیں۔ بالخصوص جب حضرت اقدس کا کوئی ایک حوالہ بھی تو ان اعلانات کی تائید میں پیش نہیں کیا گیا۔ حضرت اقدس نے تو نہ قولاً نہ عملاً یہ حکم دیا ہے۔ کہ غیر احمدیوں کو اپنی لڑکیاں دینا حرام ہے۔ اس لئے خود خلیفہ رشید الدین صاحب جو خلیفہ صاحب کے خسر اور ایک مخلص اور پکے احمدی تھے۔ اپنی دوسری لڑکی غیر احمدی قریبی رشتہ دار کو دی۔ اور تقریب میں خود خلیفہ صاحب بنفس نفیس شریک بھی ہوئے۔ لہٰذا ان تمام بے بنیاد اور غیر اسلامی فتاویٰ کی ذمہ داری سے حضرت اقدس کی ذات بابرکات بری الذمہ ہے کیوں کہ یہ سب غیر اسلامی مفتریانہ فتوے بعد میں اس زمانہ کی اختراع ہیں۔ جب حضرت مرزا صاحب کی وفات کے بعد خلیفہ صاحب نے مخالفین کے ہمنوا ہو کر ان کی طرف دعوائے نبوت منسوب کیا۔

اور، دراصل یہ سب کچھ ایک حقیقی نبی بنانے کے بعد اس کی ایک الگ امت بنانے کے لئے کیا گیا۔

ہاں قابل افسوس بات یہ ہے کہ غالباً اب جماعت مربوعہ میں کوئی ایسا رجل رشید نہیں رہا۔ جو عقل سے کام لے کر ایسے اقوال کے خلاف آواز اٹھائے غالباً مریدان نہ تو عقل سے کام لیتے ہیں۔ اور خلیفہ صاحب کے غالیانہ اور منفردانہ عقائد کے مقابلہ میں حضرت مسیح موعود کے واضح اور محکم عقائد اور احکام کی پیروی ضروری سمجھتے ہیں۔ پرانے احباب کا یہ رویہ تو عوام کے لئے گمراہ کن بھی ہے کیوں وہ یہ جرأت نہیں کر سکتے۔ کہ ایسے خطرناک اعلان آئندہ حضرت اقدس کی طرف منسوب کئے جاویں۔ جس سے اُن کی اور سلسلہ احمدیہ کی بدنامی ہوتی ہے۔ ہمیں تعجب تو جناب چوہدری ظفر اللہ خان پر ہے۔ جو بفضلہ تعالیٰ اپنی ذہانت۔ قابلیت اور تبحر علمی وقانونی کے باعث دنیا کی قانونی عدالت میں انٹرنیشنل تنازعات کے فیصلے کے لئے منتخب ہوئے ہیں۔ کیا پہلے نہیں تو اب بھی وہ یہ نہیں سمجھ سکتے، کہ جب خلیفہ صاحب اپنے سابقہ عقائد سے منحرف ہو چکے ہیں۔ تو پھر اُن کے غالیانہ فتاویٰ پر جو حضرت اقدس مرزا صاحب کے قول اور فعل کے سراسر خلاف ہیں، کیوں عمل درآمد کیا جاوے۔ اور کیوں ان کو ترک نہ کیا جائے۔ اور بھی حضرت اقدس کے کئی پرانے عالم۔ فاضل متقی اور پرہیزگار بزرگ ہوں گے۔ ان سب کو تو اس بات کا احساس ہونا چاہیئے۔ کہ ان کی خاموشی سلسلہ احمدیہ اور خود حضرت اقدس کی بدنامی اور ذلت کا باعث ہو رہی ہے۔

سوال ۱۶:- ازراہ کرم "ذکر الٰہی" کے صفحہ ۲۲ کو دیکھئے جس میں حسب ذیل عبارت ہے:-

"میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ دُنیا میں دو گروہ ہیں ایک مومن دوسرے کافر، پس جو حضرت مسیح موعود پر ایمان لانے والے ہیں۔ وہ مومن ہیں۔ اور جو ایمان نہیں لائے، خواہ اُن کے ایمان نہ لانے کی کوئی وجہ ہو۔ وہ کافر ہیں۔"

جواب:-

"اس عبارت میں مومن سے مراد وہ شخص ہے۔ جو مرزا غلام احمد پر ایمان لاتا ہے۔ اور کافر سے مراد وہ شخص ہے۔ جو آپ کا انکار کرتا ہے۔"

تبصرہ:-

خلیفہ صاحب نے رسالہ ذکرِ الٰہی میں اور تحقیقاتی عدالت کے روبرو اپنے بیان میں مسلمانوں کی تکفیر کی وجہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا انکار ہی قرار دی ہے۔ اور یہ وہ بات ہے۔ جو حضرت اقدس کی زندگی میں ہی کہی گئی تھی۔ کہ آپ دوسرے مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔ اس الزام کا جواب حضرت اقدس نے خود اپنی زندگی کے آخری ایام میں حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۲۰ پر یوں رقم فرمایا ہے جس کا ایک ایک لفظ جہاں مخالفین کے الزام

کی تردید کرتا ہے، وہاں جماعت ربوہ کے عقائد کی نہ صرف تردید کرتا ہے۔ بلکہ ان کے لئے سخت تنبیہہ بھی ہے۔ فرماتے ہیں :۔

"پھر اس جھوٹ کو تو دیکھو کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے بیس کروڑ مسلمانوں، اور کلمہ گویوں کو کافر ٹھہرایا ہے۔ حالانکہ ہماری طرف سے تکفیر میں کوئی سبقت نہیں ہوئی۔ خود ہی انکے علماء نے ہم پہ کفر کے فتوے لکھے۔ اور شور ڈالا۔ کہ یہ لوگ کافر ہیں ...... کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کوئی ایسا کاغذ یا اشتہار یا رسالہ ہماری طرف سے ان لوگوں کے فتوئے کفر سے پہلے شائع ہوا ہے جس میں ہم نے مخالف مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہو تو وہ پیش کریں۔ ورنہ خود سوچ لیں۔ کہ یہ کس قدر خیانت ہے، کہ کافر ٹھہرائیں آپ اور پھر ہم پہ یہ الزام لگائیں، کہ گویا ہم نے تمام مسلمانوں کو کافر ٹھہرایا ہے۔ اس قدر خیانت اور جھوٹ اور خلاف واقعہ تہمت کس قدر دل آزار ہے"

[illegible]

اب عبارت بالا میں جہاں مخالفین مخاطب ہیں وہاں اب وہی جھوٹا الزام منسوب کرنے والے موافقین بھی برابر کے مخاطب ہیں۔ اس لئے اگر مخالفین کی طرف سے ایسا الزام خیانت جھوٹ، اور خلاف واقعہ تہمت ہے۔ جو حضرت

اقدس کی دلآزاری کا موجب ہے۔ تو جب وہی بات موافقین اور معتقدین منسوب کریں تو کیوں دلآزاری کا باعث نہیں !

حوالہ بالا میں حضرت اقدس نے غالباً تصرفِ الٰہی سے لفظ مولوی اور سجادہ نشین سے پہلے لفظ مخالف نہیں لگایا۔ اس میں شاید یہی بھید تھا۔ کہ چونکہ آئندہ ان الفاظ میں مخالف اور موافق برابر کے مخاطب ہونگے لہٰذا ان الفاظ کو عام کر دیا۔ اور صرف مخالفین کے لئے محدود اور مخصوص نہیں کیا۔ کیونکہ ربوی مولوی صاحبان بحیثیت مولوی ہونے کے اور خلیفہ صاحب بحیثیت سجادہ نشین الزام لگانے میں مخالفین میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اور حضرت اقدس کی طرف خیانت۔ جھوٹ اور خلاف واقعہ تہمت منسوب کرتے ہیں جس سے حضرت کی دلآزاری ہوتی ہے۔ کیونکہ خلیفہ صاحب کہتے ہیں :-

"ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو کافر سمجھیں۔ اور غیر احمدیوں کا فرض ہے کہ ہمیں کافر کہیں۔"

اب خلیفہ صاحب مسلمانوں کو کافر کہنے کا فرض پہلے یعنی ابتداءً اپنے ذمہ لگاتے ہیں۔ اور پھر غیر احمدیوں کے ذمے۔ احمدیوں کو کافر کہنے کا فرض لگاتے ہیں۔ اور اس طرح تکفیر مسلمانان میں سبقت کر کے حضرت اقدس کے لئے دلآزاری کا موجب بن جاتے ہیں۔

اس کے علاوہ خلیفہ صاحب نے رسالہ "تشحیذ الاذہان" میں ایک مضمون بعنوان -

"مسلمان وہی ہے جو سب ماموروں کو مانے"

لکھ کر ان سب لوگوں کو کافر قرار دیا جو حضرت مسیح موعود کو نہیں مانتے۔ یا آپ کو برا کہتے ہیں یا خواہ ان کو حضرت اقدس کے دعوے کی واقفیت بھی نہ ہو یا خواہ ان کو راستباز بھی مانتا ہو۔ لیکن بیعت نہ کی ہو۔ چنانچہ رسالہ مذکور کے صفحہ ۱۴۹ پر لکھتے ہیں :۔

"کہ جن پر تبلیغ نہیں ہوئی ان کا حساب کتاب
خدا کے ساتھ ہے۔ ہم نہیں جانتے کہ تبلیغ ان
کو ہو چکی یا نہیں .... چونکہ شریعت
کی بناء ظاہر پر ہے۔ ہم ان کو کافر کہیں گے"

اور صفحہ ۱۴۸ پر یوں تحریر فرماتے ہیں :۔

"پس نہ صرف اس کو جو آپ کو کافر نہیں کہتا۔ مگر
آپ کے دعوے کو نہیں مانتا کافر قرار دیا گیا ہے
بلکہ وہ بھی جو آپ کو دل سے سچا قرار دیتا ہے اور
زبانی بھی آپ کا انکار نہیں کرتا۔ لیکن بیعت میں
اسے کچھ توقف ہے۔ کافر قرار دیا گیا ہے"

پھر خلیفہ صاحب کی ایک تقریر "فاروق" مورخہ ۱۶ جنوری ۱۹۱۶ء کے صفحہ ۱ پر بالفاظ ذیل منقول ہے :۔

"جیسے ایک غیر احمدی کا فرض ہے۔ کہ جب تک
وہ بیعت میں داخل نہ ہو مسیح موعود اور اس کے متبعین

کو مسلمان نہ سمجھے۔ ایسے ہی ایک احمدی کا
فرض ہے کہ جو مسیح موعود کی بیعت میں داخل
نہیں۔ اسے مسلمان سمجھے"

اب اس کے بالمقابل حضرت مسیح موعود کی تحریر مندرجہ حقیقت الوحی
صفحہ ۱۶۷ بھی ملاحظہ ہو۔ حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

ڈاکٹر عبدالحکیم اپنے رسالہ مسیح الدجال وغیرہ
میں میرے پر یہ الزام لگاتا ہے۔ کہ گویا میں نے
اپنی کتاب میں یہ لکھا ہے کہ جو شخص میرے
پر ایمان نہیں لائے گا۔ گو وہ میرے نام سے
بھی بے خبر ہو گا۔ اور گو وہ ایسے ملک میں ہو
گا جہاں تک میری دعوت نہیں پہنچی تب بھی وہ
کافر ہو جاوے گا اور دوزخ میں پڑے گا۔ یہ
ڈاکٹر صاحب کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے کسی
کتاب یا اشتہار میں ایسا نہیں لکھا۔"

اب ناظرین خلیفہ صاحب کے بیانات کا مقابلہ و موازنہ حضرت
مسیح موعود کی مذکورہ تحریر سے کر کے خود نتیجہ اخذ کر لیں کہ ان میں مطابقت
ہے یا صریح مخالفت۔ کیونکہ جس بات کو ڈاکٹر عبدالحکیم کے منسوب کرنے پر
حضرت اقدس سراسر افترا قرار دیتے ہیں۔ تو اگر خلیفہ صاحب وہی بات
حضرت مسیح موعود کی طرف منسوب کر کے ان کا مذہب قرار دیں۔ تو یہ کیوں

سراسر افتراء نہیں ہے۔ بھائیو کچھ تو غور خوض سے کام لو۔

کیوں نظر آتا نہیں راہ صواب
پڑ گئے کیسے یہ آنکھوں پہ حجاب

سوال ۱۷ :-

عام مسلمان تو احمدیوں کا جنازہ اس لئے نہیں پڑھتے، کہ وہ احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ آپ بتائیے کہ احمدی جو غیر احمدیوں کی نماز جنازہ نہیں پڑھتے۔ اس کی اس کے علاوہ کیا وجہ ہے جس کا آپ قبل ازیں اظہار کر چکے ہیں کہ آپ نے جوابی کارروائی کے طور پہ یہ طریق اختیار کیا تھا۔

جواب :-

بڑا سبب تو .... یہ ہے کہ غیر احمدیوں کا جنازہ اس لئے نہیں پڑھتے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ اپنے دعویٰ کے دس سال بعد تک نہ صرف مرزا غلام احمد صاحب نے احمدیوں کو اجازت دے رکھی تھی۔ کہ وہ غیر احمدیوں کے جنازے پڑھیں بلکہ خود بھی ایسی نماز جنازہ میں شریک ہوتے رہے۔ اور دوسرا سبب جو اصل میں پہلے کا حصہ ہے یہ ہے، کہ ایک متفقہ حدیث کے مطابق جو شخص دوسرے مسلمانوں کو کافر کہتا ہے، وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔

تبصرہ :-

اس سوال کے جواب میں جو عقیدہ بیان کیا گیا ہے۔ وہ جماعت احمدیہ لاہور کا عقیدہ ہے جس پر اُن کا عملدرآمد بھی ہے اور یہی حضرت مسیح موعود کا صحیح عقیدہ اور مذہب ہے۔ خلیفہ صاحب کا اصل عقیدہ جن پر ان کی جماعت کا ایمان اور عمل ہے۔ وہ مندرجہ ذیل اقوال سے واضح ہو جاوے گا۔ اور جو ان کے حالیہ جواب کے بالکل برعکس ہے۔ ملاحظہ ہو:۔

"حضرت مسیح موعود نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے۔ جو نبی کریم صلعم نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں۔ ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا۔ انکے جنازے پڑھنے سے روکا گیا۔ اب باقی کیا رہ گیا۔ جو ہم اُن سے مل کر کر سکتے ہیں دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں ایک دینی دوسرے دنیوی دینی تعلقات کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت میں اکٹھا ہونا ہے۔ اور دنیوی تعلقات کا ذریعہ رشتہ ناطہ ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے ہیں۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا

ہوں۔ نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی اجازت بھی ہے
اگر یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کیا جاتا
ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے
ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم صلعم نے
یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے
(کلمۃ الفصل صفحہ ۷۹)
"غیر احمدیوں کے ساتھ ہمارے کوئی تعلقات
ان کی غمی اور شادی کے معاملات نہ ہوں"
(الفضل ۱۸ جون ۱۹۱۶ء)
" یہ طرزِ عمل جس قانون پر مبنی ہے۔ اس کا
لانے والا ہی خاتم النبیین ہے " . . .
قانون یہ ہے کہ جو شخص مرزا صاحب کا
انکار کرتا ہے۔ وہ دائرہ اسلام سے خارج
ہے۔ اور اس کے لئے دعا جائز نہیں"
(الفضل ۱۷ اکتوبر ۱۹۲۲ء)
"غیر احمدی کا بچہ بھی غیر احمدی ہے۔
(حالانکہ کل مولود یولد علی الفطرت
الاسلام۔ ناقل) اس لئے اس کا جنازہ
نہیں پڑھنا چاہیئے . . . . باقی رہا ایسا

شخص جو حضرت کو سچا مانتا ہے۔ لیکن اس
نے ابھی بیعت نہیں کی ہمیں اس کے متعلق
یہی کرنا چاہیئے۔ کہ اس کا جنازہ نہ پڑھیں"

(انوارِ خلافت ص ۹۳)

"غیر احمدی کے پیچھے جس نے اب تک سلسلہ
میں باقاعدہ بیعت نہ کی ہو۔ خواہ حضرت صاحب
کے دعاوی کو بھی مانتا ہو نماز جائز نہیں"۔

(الفضل ۵ راگست ۱۹۱۵ء)

ان حوالجات کے مطالعہ کے بعد کوئی عقل مند انسان یہ تسلیم کر سکتا ہے کہ خلیفہ صاحب نے سب کچھ جوابی کاروائی کے طور پر کہا ہے یا اس مسلمہ حدیث کے مطابق فتویٰ دیا ہے جس کی رو سے مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ ہاں بعض ایسے لوگوں کے لئے حضرت اقدس ایک شعر میں تنبیہ فرما گئے ہیں۔ جو عقل و دانش سے کام نہیں لیتے۔

ہوش کن اے در چہ افتادہ
عقل و دیں از دست خود در دادہ

حضرت اقدس ان لوگوں کو جو جہالت کے گڑھے میں پڑے ہیں اور اپنا عقل اور دین پیر کے حوالے کر چکے ہیں۔ ہوش میں آنے کی تلقین اور تنبیہہ فرماتے ہیں:۔ اور ہم بھی یہی درخواست کرتے ہیں۔

کیا عام مسلمان احمدیوں کو یہودی اور نصرانی قرار دیتے ہیں

کہ خلیفہ صاحب جوابی کاروائی کے طور پر مسلمانوں پر نصرانی اور یہودی ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ خلیفہ صاحب تو مسلمانوں کو حضرت اقدس مرزا صاحب کو صرف نہ ماننے کی وجہ سے کافر اور خارج از دائرۂ اسلام قرار دے کر ان کے پیچھے نماز اور ان کے لئے نماز جنازہ یا دعا اور استغفار جائز قرار نہیں دیتے۔ لیکن غضب یہ کہ یہ سب کچھ حضرت اقدس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ مگر اُن کا ایک حوالہ تک پیش نہیں کرتے۔ بھلا اگر فی الواقعہ خلیفہ صاحب کی طرف سے یہ جوابی کاروائی تھی۔ تو جو شخص حضرت اقدس کے سب دعاوی کو مانتا ہے۔ اور ان کو سچا بھی سمجھتا ہے۔ تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے کیا ایسے شخص کے خلاف یہ جوابی کارروائی قرار دی جا سکتی ہے؟ پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ جو جواب خلیفہ صاحب نے تحقیقاتی عدالت میں دیا۔ وہ ان کے سابقہ فتاویٰ۔ عقائد اور مسلک کے خلاف ہے۔ اور اس لئے عدالت میں ان کا بیان مبنی بر صداقت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اس کا مزید ثبوت یہ ہے۔ کہ خلیفہ صاحب نہ صرف ان لوگوں کافر قرار دیتے ہیں۔ جو حضرت مرزا صاحب کو نہیں مانتے ہیں یا ان کے سب دعوؤں کو تو سچا تسلیم کرتے ہیں۔ مگر بیعت میں شامل ہونے میں انہیں ابھی تامل ہے۔ بلکہ وہ تو ان لوگوں کو بھی فاسق کہتے ہیں جو حضرت مرزا صاحب کو محدث اور مسیح موعود مان کر بیعت کرنے میں سابقین میں سے تھے۔ ان میں ایک حضرت مولوی محمد علیؒ صاحب بھی ہیں جو حضرت اقدس کی وفات تک ان کی صحبت میں رہ کر سلسلہ کی

عدیم المثال خدمات انجام دیتے رہتے۔ اور اس طرح اپنے تقویٰ وطہارت کے متعلق حضرت اقدس سے سند ہائے خوشنودی بھی حاصل کرلیں چنانچہ حضرت مولوی صاحب کی نسبت حضرت اقدس کے چند اعلانات مشتے نمونہ از خروارے پیش کئے جاتے ہیں۔ حضرت فرماتے ہیں۔

(۱) جب سے وہ (مولینا محمد علی صاحب) میرے پاس ہیں۔ظاہری نظر سے اور پوشیدہ طور پر انکے حالات۔ اخلاق اور شرافت کی رو سے تجسس کرتا رہا ہوں۔ سو خدا کا شکر ہے۔ کہ میں نے ان کو دینداری کے ہر پہلو میں نہایت عمدہ انسان پایا ہے۔ باحیا۔ نیک اندروں۔ پرہیزگار آدمی ہے۔ اور بہت سی خوبیوں میں رشک کے لایق ہے (مجموعہ اشتہارات)

(۲) مجھے بہت خوشی ہے کہ ایک جوان صالح (اخی فی اللہ مولوی محمد علی) جماعت میں شامل ہوا ہے .... اور وہ خدمت دین کے لئے قادیان میں مقیم ہے .... مجھے یقین ہے کہ میری فراست اس بات میں خطا نہیں کرے گی۔ کہ جوان موصوف خدا تعالیٰ کی راہ میں ترقی کرے گا اور خدا کے فضل سے .... تقویٰ اور دین میں .... ایسے نمونے دکھلائے گا۔ کہ ہم جنسوں کے لئے پیروی کے لایق ہوں گے۔ اے خدا ایسا ہی کر۔ (مجموعہ اشتہارات صفحہ ۹۸)

(۳) اگر آپ (مولوی محمد علیؓ صاحب) کی خدا تعالیٰ کے نزدیک فطرت نیک نہ ہوتی تو میرا اس قدر نیک ظن ہو ہی نہیں سکتا۔ اور ہرگز نہ ہوتا ...

.... اور آپ کے لئے پنجوقت غائبانہ دعا کرتا ہوں۔

(۴) میں چاہتا ہوں ایسے لوگ پیدا ہوں۔ جیسے مولوی محمد علیؓ صاحب ...... کوئی ان کا .... قایم مقام نظر نہیں آتا۔

حضرت اقدس کے مذکورہ ارشادات کی روشنی میں تو مولوی محمد علی صاحب ایسے اعلیٰ پایہ کے متقی ثابت ہوتے ہیں۔ جو رشک اور پیروی کے لایق ہیں۔ جن کا قایمقام ملنا مشکل ہے اور اگر خدا تعالیٰ کے نزدیک ان کی فطرت نیک نہ ہوتی۔ تو ان کی نسبت ایک مامور من اللہ کا اسقدر نیک ظن ہر گز نہ ہوتا۔ اور نہ وہ ان کے لئے پنج وقت دعائیں کرتے۔ مگر خلیفہ صاحب انہیں فاسق کہتے ہیں۔ کیوں کہ جب خلیفہ صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی طرف غلط عقائد منسوب کئے۔ تو نسبت ابنیت کی پرواہ نہ کرکے مولینا مرحوم ان کے غلط عقائد کی شدومد سے تردید کرتے رہے ہے۔ اور اگر حضرت مسیح موعود کو حقیقی نبی نہ ماننے والا فاسق ہے۔ تو نہ صرف حضرت اقدس جو بقول خلیفہ صاحب سالہا سال تک باوجود نبی ہونے کے اپنی نبوت کو محدثیت قرار دیتے رہے ہے۔ اس فتویٰ کے مستحق ٹھہرتے ہیں۔ بلکہ اس کے اطلاق سے تو خود خلیفہ صاحب بھی نہیں بچ سکتے جو ۱۹۱۱ء تک آپ کو مدعی محدثیت ہونا مانتے تھے چنانچہ خلیفہ صاحب اپنی ایک تحریر میں جو الحکم ۱۴ مارچ ۱۹۱۱ء میں بعنوان خاتم النبیین چھپ چکی ہے لکھتے ہیں:۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو
خاتم النبیین کے مرتبہ پر قایم کرکے آپ پر ہر قسم کی نبوت کا

خاتمہ کر دیا۔ گویا اوائل ۱۹۱۱ء تک خود خلیفہ صاحب حضرت اقدس کو نبی نہ سمجھتے تھے۔ تو اپنے فتویٰ کی رو سے خود خلیفہ صاحب بھی ۱۹۱۱ء تک فاسق رہے کیا ایسا فتویٰ جوابی فتویٰ ہو سکتا ہے جس کے مستحق خود بھی ہو جاتے ہوں! اور کیا یہ حضرت اقدس کا مذہب ہو سکتا ہے۔ کہ جو شخص ان کے دعوؤں کو مانتا ہو صرف غفلت یا تساہل کی وجہ سے بیعت نہ کر سکا ہو۔ وہ اس کو کافر کہیں یا اس کے لئے دعائے مغفرت ناجائز سمجھیں خصوصاً جب حضرت اقدس نے سب مسلمانوں کا باستثنائے مکذبین اور مکفرین کے جنازہ پڑھنے کا فتویٰ بھی دے رکھا ہو۔ جیسے اب خلیفہ صاحب نے خود بھی تسلیم کر لیا ہے۔ کہ وہ انہیں اب ملا ہے جس پر غور ہو رہا ہے۔ خلیفہ صاحب نے اسی عدالت کے روبرو اب یہ بھی اقرار کر لیا ہے۔ کہ خود حضرت مسیح موعود کا اس پر عملدرآمد رہا ہے۔ اور سالہا سال تک مسلمانوں کا جنازہ پڑھتے رہے ہیں۔ پس حوالجات بالا کی روشنی میں خلیفہ صاحب کے حالیہ جواب کو مبنی بر صداقت نہیں کہا جا سکتا۔ حضرت اقدس تو مسلمانوں کے لئے اپنے دل میں ہمدردی رکھتے تھے! اور انکی اصلاح کے لئے مامور تھے نہ ان کو کافر بنانے اور دین سے خارج کرنیکیلئے آئے تھے۔ خود فرماتے ہیں:-

گو وہ کافر کہہ کے ہم سے دور تر ہیں جا پڑے
ان کے غم میں ہم تو پھر بھی ہیں حزین و دل فگار

یعنی حضرت مرزا صاحب تو ان کو کافر نہیں کہتے۔ بلکہ وہ خود حضرت پر کفر کا فتویٰ لگا کر دور جا رہے ہیں۔

سوال ۱۸ :- کیا آپ اب بھی یہی عقیدہ رکھتے ہیں جو آپ نے کتاب آئینہ صداقت کے پہلے باب میں ص۳۵ پر ظاہر کیا تھا۔ یعنی یہ کہ تمام وہ مسلمان جنہوں نے مرزا غلام احمد صاحب کی بیعت نہیں کی۔ خواہ انہوں نے مرزا صاحب کا نام بھی نہ سنا ہو وہ کافر ہیں۔ اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں؟

جواب :-

یہ بات خود اس بیان سے ظاہر ہے۔ کہ میں ان لوگوں کو جو میرے ذہن میں ہیں مسلمان سمجھتا ہوں۔ پس جب میں کافر کا لفظ استعمال کرتا ہوں۔ تو میرے ذہن میں دوسری قسم کے کافر ہوتے ہیں جس کی نسبت میں پہلے ہی وضاحت کر چکا ہوں۔ یعنی وہ ملت سے خارج نہیں ہیں۔ جب میں کہتا ہوں کہ اسلام سے خارج ہیں۔ تو میرے ذہن میں وہ نظریہ ہوتا ہے جس کا اظہار مفردات راغب .... جہاں اسلام کی دو قسمیں کی ہیں دون الایمان اور فوق الایمان الخ

تبصرہ :-

خلیفہ صاحب کے جواب سے واضح ہوتا ہے۔ کہ عدالت میں انہوں نے اخفائے حقیقت سے کام لیا ہے ورنہ اگر فسادات سے پہلے۔ ان کا یہی مذہب اور عقیدہ تھا۔ جو اب عدالت میں بیان کیا ہے۔ تو کم از کم کسی کتاب۔ رسالہ یا اشتہار و اخبار میں ایسا لکھا ہوتا۔ جسے اب اپنے بیان کی تائید میں پیش کر سکتے۔ اور اگر

انہوں نے ایسا کیا ہوتا تو جماعت لاہور سے تمام اختلافات کا تصفیہ اور خاتمہ کب ہی کا ہو چکا ہوتا۔ اور پھر اگر بالفرض ان کا حالیہ بیان ہی فی الواقع مبنی بر حقیقت ہے۔ تو اپنے ذہن میں کوئی خاص نظریہ رکھ کر عوام کے لئے نہایت واضح اور صریح الفاظ میں، ایسے خطرناک فتوے شائع کرنا۔ جو بانئ سلسلہ کے عقیدہ کے سراسر خلاف پڑتے ہوں۔ کونسی مصلحت یا حکمت ہے۔ بلاشبہ کافر کا لفظ تو اپنے لغوی اور اصطلاحی معنوں کے لحاظ سے الگ الگ مفہوم میں استعمال ہو سکتا ہے۔ اور اس لئے اس کی تاویل بھی ہو سکتی ہے۔ مگر" دائرۂ اسلام سے خارج" کے الفاظ تو ایسے سادہ اور صاف ہیں کہ کسی مجاز یا استعارہ کے متحمل ہی نہیں ہو سکتے۔ اور پھر ان فسادات سے نہ ہی قبل اور نہ ہی بعد اپنے کسی اخبار یا اشتہار میں اس نئے مفہوم کی تشریح اور تاویل شائع کرائی گئی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اب اُن کے مرید تحقیقاتی عدالت میں بیان کردہ عقیدۂ کو خلیفہ صاحب کا اصلی اور حقیقی عقیدۂ تسلیم ہی نہیں کرتے اور اُن کا خیال ہے کہ یہ بیان تو دفع وقت کے لئے تھا چنانچہ وہ اپنے پرانے عقائد پر ہی محکم ایمان رکھتے۔ اور اُن پر عمل کرتے ہیں۔ اور اس لئے نماز۔ نماز جنازہ۔ اور رشتہ ناطہ وغیرہ مسائل کے متعلق سابقہ احکام اور فتاوٰے پر ہی بدستور شدت سے پابندِ عمل ہیں۔ اور اپنے عزیز ترین خویش و اقارب مثل ماں باپ۔ بہن بھائی وغیرہ کے جنازے نہیں پڑھتے۔ البتہ اتنا فرق ضرور ہے۔ کہ پہلے کی

طرح احمدیوں کے ایسے اقدام پر تحسین و آفرین اب اخبارات میں شائع نہیں کی جاتی۔ فوق الایمان اور دون الایمان بھی نئی ایجاد ہے کیوں کہ اس سے پہلے خلیفہ صاحب کی تحریرات اور ان کے اعلانات میں اس قسم کا کوئی اعلان نہیں پایا جاتا۔ وگرنہ جو شخص حضرت اقدس مرزا صاحب کے سب دعووں کو مانتا ہو۔ مگر بیعت نہ کی ہو۔ اس کو کافر کہنا اور اس کا جنازہ ناجائز قرار دینا حالیہ بیان کی روشنی میں کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔ غرض قادیانی حضرات کا خیال درست ہے۔ کہ یہ وقتی بات تھی۔ کیوں کہ اگر خلیفہ اپنے سابقہ عقائد عدالت میں بیان کرتے تو انہیں یقین تھا۔ کہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا جاتا۔

سوال ۱۹:۔

کیا آپ نے انوار خلافت کے صہ ۹۳ پر کہا ہے۔ کہ ایک اور سوال رہ جاتا ہے کہ غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے۔ ان کا جنازہ نہ پڑھنا چاہیئے۔ لیکن اگر غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے۔ وہ تو مسیح موعود کا منکر نہیں۔ میں سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے۔ تو ہندوؤں کے بچوں کا جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا۔

جواب:۔

جی ہاں۔ لیکن یہ بات میں نے اس لئے کہی تھی۔ کہ غیر احمدی علماء نے یہ فتویٰ دیا تھا کہ احمدیوں کے بچوں کو بھی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا جائے۔ واقعہ یہ ہے کہ احمدی عورتوں اور بچوں کی نعشیں قبروں سے اکھیڑ

کر باہر پھینکی گئیں۔ چونکہ یہ فتویٰ اب تک قایم ہے اس لئے میرا فتویٰ بھی قایم ہے۔

اَب ہمیں بانیٔ سلسلہ کا فتویٰ مِلا ہے جس کے مطابق ممکن ہے غور و خوض کے بعد پہلے فتویٰ میں ترمیم کردی جاوے۔

تبصرہ :۔

سوال میں خلیفہ صاحب کی جو عبارت پیش کی گئی ہے۔ وہ اس قدر واضح ہے کہ اس پر کسی مزید تنقید اور تبصرہ کی ضرورت ہی نہیں کیوں کہ اس کے معنی بجز اس کے اور کوئی ہو ہی نہیں سکتے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کے نہ ماننے والے مسلمان، ہندوؤں اور عیسائیوں کی طرح کافر ہیں۔ جن کے سبب ہی جنازہ پڑھا ہی نہیں جاتا۔ اور چونکہ ان کے معصوم بچے بھی ماں باپ کے مذہب پر ہونے کی وجہ سے کافر ہی ہوں گے۔ اس لئے ان کا جنازہ بھی نہیں پڑھنا چاہیئے۔ اور پھر نعشیں نکال کر باہر پھینکنے والے تو بالغ مرد ہیں۔ معصوم بچوں کا کیا گناہ کہ اُن کا جنازہ پڑھنا ناجائز قرار دیا جاوے۔ لہٰذا خلیفہ صاحب کی یہ دلیل ایک بہانہ ہی ہے۔

ہاں خلیفہ صاحب کے جواب کا یہ حصہ خصوصیت سے قابل غور ہے کہ۔

"چونکہ انکا (یعنی غیر احمدی علماء کا) فتویٰ اب تک قایم ہے (یعنی خلیفہ صاحب کا فتویٰ شرعی فتویٰ نہیں۔ بلکہ جوابی فتویٰ ہے۔ ناقل) اب ہمیں بانیٔ سلسلہ کا ایک فتویٰ مِلا ہے جس کے مطابق ممکن ہے کہ غور وخوض کے بعد پہلے فتوے میں ترمیم کردی جاوے" اس بیان سے واضح ہے :۔

(۱) غیر احمدی کا جنازہ نہ پڑھنا جس پر قادیانیوں کا فی الحال عملدر آمد ہے کوئی شرعی فتویٰ نہیں، کیوں کہ شرعی فتویٰ تو حضرت مسیح موعود کا ہے۔ جواب طلب ہے جس میں اگر یہ نماز جنازہ کی اجازت ہے۔ تاہم یہ امر زیرِ غور ہے کہ اس فتوے پر عمل کیا جائے یا نہ۔ کیوں کہ خلیفہ صاحب تو اپنے فتوے کو ہی قابلِ عمل سمجھ کر حضرت اقدس کے شرعی فتوے پر ترجیح دیتے ہیں۔ قادیانی حضرات غور فرمائیں کہ کیا خلیفہ صاحب کا عمل حضرت اقدس کے فرمان کے مطابق قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور کیا اس سے حضرت اقدس کا استخفاف اور استحقار نہیں ہوتا

کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو!

(۲) خلیفہ صاحب کے نزدیک حضرت مسیح موعود قولاً حکم و عدل ہوں تو ہوں لیکن عملاً تو ہرگز نہیں۔ ورنہ جب ان کا فتویٰ مل گیا تھا تو اس پر بلا حیل و حجت فوراً عمل کیا جاتا۔ اور اپنا سابقہ فتویٰ خلافِ شرع سمجھ کر رد کر دیا جاتا۔ جو نہیں کیا گیا بلکہ اُسی پر عمل ہو رہا ہے۔

(۳) یہ کہ "غور و خوض کے بعد اگر ممکن ہوا تو موجودہ فتویٰ میں ترمیم کی جاوے گی۔" (یہ) بھی ممکن ہے کہ حضرت مسیح موعود کا فتویٰ ہی رد کر دیا جائے جیسا کہ فی الواقعہ کر دیا گیا ہے۔ کیا یہ اس شخص کے فتویٰ کا حشر ہو رہا ہے۔ جو قولاً نہ صرف حکم و عدل سمجھا جاتا ہے۔ بلکہ ایسا حقیقی نبی بھی تسلیم کیا جاتا ہے جس کی بیعت نہ کرنے والا خواہ اُسے سچا ہی کیوں نہ مانتا ہو تو بھی کافر ہے۔ مگر اس کے فتوے پر عمل نہ کرنے والا جو عملاً منکر ہے اپنے آپ کو خلیفہ برحق بھی منواتا اور مانا جاتا ہے۔

(۴)۔ اس پر مستزاد یہ ہے کہ یہ وہی فتویٰ ہے۔ جو حضرت امیر مولینا محمد علی رحمت اللہ علیہ نے ۱۹۱۵ء میں خلیفہ صاحب کو دیا تھا جس پر غور و خوض کا وعدہ کیا گیا تھا۔ اور جسے اب چالیس سال کے بعد دوہرایا گیا ہے۔ مگر۔ وہ وعدہ ہی کیا جو وفا ہو گیا۔ کیا یہ خلیفہ صاحب کے شایانِ شان تھا۔ کہ حقیقت کے خلاف عدالت میں یہ کہیں کہ وہ فتویٰ اب ملا ہے۔

(۵) حقیقت یہ ہے۔ کہ خلیفہ صاحب کسی حکم و عدل کے تابع فرمان نہیں ہیں۔ وہ تو خدا کا مقرر کردہ خلیفہ ہیں۔ ورنہ جماعت احمدیہ میں کفر اسلام کا فتنہ ہی نہ اٹھتا۔ اس کے ثبوت میں خلیفہ صاحب کی عبارت ذیل ملاحظہ ہو

"پھر ایک سوال غیر احمدی کا جنازہ پڑھنے کے متعلق کیا جاتا ہے۔ اس میں ایک مشکل پیش کی جاتی ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود نے بعض صورتوں میں جنازہ پڑھنے کی اجازت دی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ بعض حوالے ایسے ہیں جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے۔ اور ایک خط بھی ملا ہے جس پر غور کی جاوے گی۔" (انوارِ خلافت۔ صـ ۹۱)

اس تحریر میں خلیفہ صاحب اقرار کرتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود کے بعض حوالے ایسے ہیں۔ جن میں غیر احمدیوں کے جنازے پڑھنے کی اجازت ہے۔ بلکہ اب تو ایک فتویٰ بھی مل گیا ہے۔ لیکن باوجود حضرت مسیح موعود کو نبی ماننے اور ان کے منکر کو کافر خارج از دائرۂ اسلام جاننے کے وہ خود ان کے ارشادات کی

تعمیل کرنے کے لئے تیار نہیں۔ وہ اپنے غیر اسلامی فتووں کو ہی قابل عمل سمجھتے ہیں اس شان اور عظمت کا خلیفہ بھی کوئی ہوا ہوگا۔ جو اپنی اس مشکل کے حل کے لئے حضرت مسیح موعود کی طرف یہ خطرناک بات منسوب کرنے سے دریغ نہیں کرتا کہ حضرت مسیح موعود کا عمل اس کے (یعنی اپنے فتووں کے فاقل) خلاف ہے (انوار خلافت صد ۹۱) گویا حضرت مسیح موعود کو قرآن کے اس حکم کے تحت لا کھڑا کیا۔ کہ کبر مقتا عند اللہ ان تقولو ما لا تفعلون ط یہ امور غور کرنے کے لائق ہیں۔ کیوں کہ خلیفہ صاحب نے حضرت مسیح موعود کی نسبت یہ ایک ایسی بات کہہ دی ہے جس کی ان کے پاس کوئی دلیل ہی نہیں۔ بے جا نہ ہوگا کہ اس بارہ میں حضرت اقدس کا عمل ثابت کرنے کے لئے خلیفہ صاحب کے ایک مرید کا عمل پیش کردیں۔ دوست محمد خان حجانہ مرحوم سکنہ ضلع ڈیرہ غازی خان ایک پرجوش احمدی اور میرے استاد اور محسن تھے۔ انہی کے طفیل میں بچپن ہی سے احمدیت سے وابستہ ہوا فجزاہ اللہ تعالیٰ۔ ان کے والد حضرت اقدس کے سخت مخالف تھے۔ ان کا انتقال ہوا تو دوست محمد خان نے اپنے غیر احمدی رشتہ داروں سے الگ لاہوری احمدیوں کے ساتھ اپنے مخالف باپ کا جنازہ پڑھا۔ وہ خلیفہ صاحب کی بیعت تو کر چکے تھے۔ مگر تاحال تکفیر کا مسئلہ عام نہ ہوا تھا۔ بعد میں جب تکفیر کا چرچا ہوا، تو میں نے ان کا سابقہ عمل ان کے نئے عقیدہ کے خلاف بطور حجت پیش کیا۔ تو کہا میں نے بعد میں استغفار کرلیا تھا۔ یہ بات ان کے لڑکوں کو معلوم ہے جو جماعت ربوہ کے رکن ہیں۔

سوال ۲۰ القول الفصل کے صفحہ ۴۵ پر ہے :-

" اس کے بعد خدا تعالیٰ کا حکم آیا جس کے بعد نماز غیروں کے پیچھے حرام کی گئی - اور اب صرف منع نہ تھی - بلکہ حرام تھی - اور حقیقی حرمت صرف خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے "

کیا اس عبارت سے ظاہر نہیں ہوتا کہ احمدیوں کو غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت کی وجہ کچھ اور ہے - جواب :- اس کا مطلب صاف ہے کہ جس وجہ سے احمدیوں کو غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع کیا گیا جس کی بعد میں وحی کے ذریعہ بھی تصدیق کر دی گئی -

تبصرہ :-

خود سوالات میں خلیفہ صاحب کی تحریرات سے جو اقتباس پیش کئے گئے ہیں ، اور خلیفہ صاحب نے جو ان کے جوابات دیئے ہیں ، وہ اس قدر واضح اور صاف الفاظ ہیں کہ اُن کے مفہوم کو سمجھنے کے لئے کسی منطقی یا متبحر عالم کی ضرورت نہیں ہے - ایک معمولی عقل کا آدمی سمجھ سکتا ہے - سوال ۲۱ کے جواب میں خلیفہ صاحب کہتے ہیں - کہ ہم غیر احمدیوں کے پیچھے حضرت نبی کریم صلعم کے اس فرمودہ کے مطابق نماز نہیں پڑھتے - کہ امام نیک اور صالح ہو لیکن ایک نبی کا منکر چونکہ نیکی میں کمزور ہوتا ہے - اس لئے وہ امام نہیں ہو سکتا - اب کہاں القول الفصل میں یہ لکھنا کہ خدا کا حکم آنے پر غیروں کے پیچھے نماز حرام کی گئی - اور کہاں اب فقہ کے مسئلہ کی بناء

پر نماز نہ پڑھنے کی وجہ نیک اور صالح امام کا انتخاب قرار دینا۔ اور پھر یہ کو نسا فقہ کا مسئلہ ہے۔ کہ کمزور ایمان والے یا کم صالح مسلمان کے پیچھے نماز ناجائز یا حرام ہو جاتی ہے جس کی تائید میں خدا تعالیٰ کو وحی بھیجنا پڑی مگر حقیقی جواب تو خلیفہ صاحب کے ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ:۔

"ہمارا فرض ہے ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں۔ اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ .... وہ خدا کے ایک نبی کے منکر ہیں"

مگر عدالت میں یہ صرف فقہی مسئلہ رہ گیا۔

فاعتبروا یا اولی الابصار

سوال ۲۱:۔

آپ نے انوار خلافت کے صفحہ ۹۰ پر اس ممانعت کی ایک مختلف وجہ بیان کی ہے۔ عبارت یہ ہے:۔

"ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں۔ اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں۔ کیوں کہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں یہ دین کا معاملہ ہے۔ اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں۔"

جواب:۔

میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ کفر کی ایک قسم ایسی بھی ہے۔ جو ایک شخص کو ملت سے خارج نہیں کرتی ہمارے نبی کریم صلعم نے

فرمایا ہے کہ ہمیں ایسے شخص کو امام بنانا چاہیئے جو دوسروں سے زیادہ نیک اور صالح ہو ایک نبی کے انکار سے انسان کی نیکی کمزور ہو جاتی ہے۔

تبصرہ :۔

غیر احمدیوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کی اصل وجہ تو وہی ہے۔ جو انوار خلافت میں ہے۔ کہ ایک نبی کے انکار کی بناء پر غیر احمدیوں کو کافر سمجھ کر ان کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے۔ مگر اب جواب میں خلیفہ صاحب اسکی وجہ فقہ کے مسئلہ کے ماتحت زیادہ نیک اور صالح امام کا انتخاب کرنا بتلاتے ہیں۔ جو حقیقت پر مبنی نہیں۔ حضرت مسیح موعود نے بھی مکفرین۔ مکذبین یا متردین فی التکذب کے پیچھے نماز ناجائز قرار دی ہے۔ مگر نہ اس لئے کہ وہ بقول خلیفہ صاحب ایک نبی کے منکر ہیں۔ بلکہ صرف شرعی مسئلہ کے ماتحت تکفیر کی سزا کے طور پر یعنی ایسے لوگ جو نہ صرف حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کو نہیں مانتے۔ بلکہ انہیں کافر خارج از دائرۂ اسلام بھی سمجھتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب ان تمام ارکانِ اسلام پر ایمان رکھتے تھے۔ جو مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہیں۔ اس لئے مکفرین ان کو کافر کہہ کر فقہ کے مسئلہ کے مطابق خود کافر ہو جاتے ہیں اور تعزیراً ان کے پیچھے نماز حرام ہو جاتی ہے۔ اور یہ شرع کا عام مسئلہ ہے حضرت مرزا صاحب سے مخصوص نہیں۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب ۱۸۹۹ء میں مولوی محمد حسین محرک فتویٰ کفر نے عدالت گورداسپور میں اقرار کیا کہ میں آئندہ حضرت مرزا صاحب کو کافر اور دجال نہیں

کہوں گا۔ یعنی انہیں مسلمان سمجھوں گا۔ تو حضرت اقدس نے بھی اسے کافر دجال نہ کہنے کا عہد کر لیا۔ بدقسمتی سے مسلمانوں میں آج کل تکفیر عام اسلئے ہے کہ مسلمانوں نے خفہ کی اس تحریر پہ عمل بالکل ترک کر دیا ہے۔ ورنہ اس پہ سختی سے عمل کیا جاتا تو فتوے لگاتے وقت علماء احتیاط سے کام لیتے۔ کہ اگر کوئی فتویٰ ناجائز ثابت ہوا۔ تو تعزیر کے طور پر انہیں کافر قرار دے کر امت سے خارج کر دیا جاوے گا۔ مگر اب چونکہ کسی کو یہ خوف نہیں رہا۔ اس لئے معمولی معمولی اختلافات پر بھی جھٹ کفر کا فتویٰ لگا دیا جاتا ہے۔ اور اس کا نتیجہ اس شعر میں بیان کر دیا گیا ہے جس کی حقیقت سے کسی کو انکار نہ ہو گا۔

دینِ حق از کافری رسوا تر است
زاں کہ ملا مومنِ کافر گر است

دینِ اسلام تکفیر کی وجہ سے سخت رسوا اور بدنام ہے۔ کیوں کہ مولوی صاحبان دوسروں کو کافر بنانا ہی مومنوں کا کام سمجھتے ہیں۔ ہاں حضرت مرزا صاحب کی ذات اس سے بری ہے۔ اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت اقدس نے بعض شرائط کے تحت احمدیوں کو دوسرے مسلمانوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت دے رکھی تھی۔ وہ خط ہے جو علاقہ بلوچستان کے ایک صاحب کے استفسار پر خود اپنی قلم سے لکھا جو "بدر" ۲۴-۳۱ دسمبر ۱۹۰۸ء میں چھپا اور جو درج ذیل ہے:۔

" چونکہ عام طور پر اس ملک کے مُلّاں لوگوں نے

اپنے تعصب کی وجہ سے ہمیں کافر ٹھہرایا ہے،
اور باقی لوگ ان کے پیرو ہیں۔ پس اگر ایسے
لوگ ہوں کہ وہ صفائی ثابت کرنیکے لئے اشتہار
دے دیں کہ ہم ان مکفر مولویوں کے پیرو نہیں
ہیں۔ تو پھر ان کے ساتھ نماز پڑھنا روا ہے
ورنہ جو شخص مسلمان کو کافر کہے۔ وہ آپ
کافر ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے پیچھے نماز کیوں
پڑھیں۔ یہ تو شرع شریف کی رو سے جائز
نہیں ہے۔"

اب یہاں حضرت اقدس نے اپنے دعوے کے ماننے یا بیعت کرنے کی کوئی شرط نہیں لگائی۔ صرف شرع شریف کے مسئلہ پر عمل کیا ہے۔ کہ جو شخص مولویوں کا پیرو اور اُن کے فتویٰ کفر سے متفق نہیں ہے۔ اور اس امر کا اطمینان کرا دے تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے پھر مولوی نورالدین رح نے حضرت مرزا صاحب کی وفات کے بعد کھاریاں کے ایک احمدی کے استفسار پر جواب میں لکھا کہ:۔

"جو لوگ مناقب طبع نہیں۔ اور واقعی
حسن ظن رکھتے ہیں۔ وہ کسی قدر
معذور ہو سکتے ہیں۔ آپ استخارہ کے
بعد انکے پیچھے نماز پڑھ لیں"

اب ناظرین خلیفہ صاحب کے فتاوے اور تحریرات کا مقابلہ ان دو بزرگ ہستیوں کے ارشادات سے کریں۔ انہوں نے تو غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کے لئے حضرت مرزا صاحب کو ماننے یا اُن کی بیعت کرنے کی شرط نہیں لگائی۔ صرف ان کو مسلمان جاننے کی شرط لگائی ہے۔ اس لئے اس کے خلاف خلیفہ صاحب کا یہ کہنا کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔ کہ جو شخص حضرت اقدس کی بیعت میں شامل نہیں ہے، خواہ ان کے سب دعوٰں کو بھی سچا مانتا ہو، وہ کافر خارج از دائرۂ اسلام ہے۔ اور اس لئے اس کے پیچھے نماز پڑھنا حرام ہے یا اس کی موت پر اس کا جنازہ پڑھنا۔ اور اس کے لئے دعائے مغفرت کرنا ناجائز ہے۔ یہ حضرت اقدس کے عقیدہ اور عمل کے سراسر خلاف ہے۔ اور اس لئے اب خلیفہ صاحب نے خود بھی عدالت کے روبرو تسلیم کر لیا ہے کہ:۔

"احمدیہ کریڈ میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ
جو بانئے سلسلہ احمدیہ کو نہیں مانتا، اس کے
حق میں نماز جنازہ ناجائز ہے . . . .
. . . . اسی سال حضرت مسیح موعود کی
ایک تحریر اپنے قلم سے لکھی ہوئی ملی
ہے . . . . جس سے معلوم ہوتا
ہے کہ جو شخص حضرت بانئے سلسلہ
کا مکفّر یا مکذّب نہ ہو، اُس کا جنازہ پڑھ

لینے میں حرج نہیں۔ کیوں کہ جنازہ صرف
دعا ہے (عدالت کے سات سوالوں کا جواب
بحوالہ خلیفہ صاحب ربوہ کے دو مذہب)
(ببیں تفاوت راہ از کجاست تابکجا) سہ

بایں جماعت ربوہ کا عمل تاہنوز خلیفہ صاحب کے سابقہ غیر اسلامی فتاوی پر ہی ہو رہا ہے۔ لاہور میں حضرت مسیح موعود کی آخری تقریر مسٹر فضل حسین سے گفتگو کے رنگ میں ہوئی تھی۔ جس میں آپ نے فرمایا تھا

"ہم کسی کلمہ گو کو اسلام سے خارج نہیں
کہتے۔ جب تک کہ وہ کافر کہہ کر خود کافر نہ
بن جاویں" بدر ۲۴ مئی ۱۹۰۸ء

اس پر سوال ہوا۔ کہ غیر احمدی اگر آپ کو کافر کہتے ہیں تو آپ نہ کہیں۔ تو فرمایا:-

"جو ہم کو کافر نہیں کہتا۔ ہم اس کو ہرگز
ہرگز کافر نہیں کہتے۔"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ اپنے انکار کی وجہ سے کسی کو کافر نہیں کہتے تھے۔ بلکہ اسی فرمانِ نبوی کے تحت کہتے تھے۔ کہ ایک مسلمان کو کافر کہنے والا خود کافر ہو جاتا ہے۔ واضح رہے کہ کسی مسلمان کو کافر کہنا دراصل امتِ محمدیہ سے اس کی ہستی کو مٹانے کے مترادف ہوگا۔ اس لئے حدیث شریف کے ماتحت ایک

بلکہ کو قصاص کے طور پر کافر قرار دینا مسلمانوں کی تکفیر نہیں کہلاتا بلکہ ایک تعزیر ہے جیسے قتل کا فعل قاتل کے لئے تو جرم ہے لیکن ملکی تعزیر کے ماتحت قصاص کے طور پر قاتل کو پھانسی لگانا جرم نہیں یہی وجہ ہے۔ کہ غیر احمدی علما اور جماعت رلوی ایک دوسرے کی تکفیر کر کے فقہ کی رو سے تعزیراً کافر ہو جاتے ہیں۔

سوال ۲۲ کیا غیر احمدی کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار پر بھی آپ کے سابقہ جواب کا اطلاق ہونا چاہیئے

جواب:۔ ہاں۔

تبصرہ:۔

سوال نمبر ۲۱ کے تحت خلیفہ صاحب کے سابقہ عقائد کی روشنی میں ثابت کیا جاچکا ہے۔ کہ اگرچہ ان کا حالیہ جواب ان کے سابقہ عقیدہ اور عمل کے صریح خلاف ہے۔ تاہم ہمیں خوشی ہے کہ خدا کے خوف سے نہ سہی عدالت کے خوف سے ہی انہوں نے حضرت اقدس کا صحیح عقیدہ بیان کر کے اپنے غلط اور غیر اسلامی عقیدہ میں تبدیلی کر لی۔ لیکن اس کے مطابق عمل میں تبدیلی کرنا ہنوز باقی ہے جس کے لئے ہم مؤدبانہ استدعا کرتے ہیں۔

سوال ۲۳ :۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ پیرایۂ ذیل میں عامۃ المسلمین کا عقیدہ ہے جیسا کہ مومن کے لئے دوسرے احکامِ الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے۔ ایسا ہی اس پر کہ آنحضرتؐ کے دو بعثت ہیں

ایک محمدی جو جلالی ہے، دوسرا احمدی جو جمالی رنگ میں ہے۔

جواب:۔

عامۃ المسلمین کے نزدیک اس کا اطلاق آنحضرت صلعم پر ہوتا ہے لیکن ہمارے نزدیک اس کا اصلی اطلاق تو آنحضرت صلعم پر ہوتا ہے لیکن ظلی طور پر مرزا غلام احمد پر بھی ہوتا ہے۔

تبصرہ:۔

قرآن کریم میں آنحضرتؐ کے جمالی ظہور کے متعلق اِسْمُہٗ اَحْمَد کی پیشگوئی مشہور ہے۔ اس کے بارہ میں خلیفہ صاحب کا سابقہ ایمان اور اعلان تو یہ تھا کہ:۔

(۱) " پس اس آیت میں ضمنی طور پر رسول کریم صلعم کی بھی خبر دی گئی .... اس کے اصل مصداق مسیح موعود ہیں۔"

(۲) " پس اس آیت میں جس رسول احمد نام والے کی خبر دی گئی ہے، وہ آنحضرت صلعم نہیں ہو سکتے۔"

(انوار خلافت بحوالہ خلیفہ صاحب کے دو مذہب)

اب خلیفہ صاحب کے سابقہ اعلان اور حالیہ .... بیان کے موازنہ سے تو یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ عدالت کے رعب یا پبلک کے خوف سے چالیس سالہ عقیدہ سے انحراف پر خلیفہ صاحب کی ایمانی کمزوری یا مصلحتِ وقت کی نشان دہی بآسانی ہو سکتی ہے۔ یہ ہے خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی استقامت کا حال۔ ہاں اگر اس اعتراض کے جواب میں جناب خلیفہ صاحب کہہ دیں کہ

نہ ہی ہم نے اور نہ ہی فاضل جج صاحبان اور عوام الناس نے اِن کے بیان کا صحیح مفہوم سمجھا ہے۔ تو غالباً ان کے پیرو اس پہ ایمان لانے میں ذرا بھی تامل نہ کریں گے

خداوندا یہ تیرے سادہ لوح بندے کدھر جائیں،
کہ درویشی بھی عیّاری ہے سلطانی بھی عیّاری

سوال ۲۴:۔

کیا یہ صحیح نہیں کہ موجودہ ایجی ٹیشن شروع ہونے سے قبل آپ اپنی جماعت کو یہ مشورہ دیتے رہے کہ وہ غیر احمدی کے پیچھے نماز نہ پڑھیں اور غیر احمدیوں سے اپنی لڑکیوں کی شادی نہ کریں۔

جواب:۔

میں یہ سب کچھ غیر احمدی علماء کے اسی قسم کے فتوؤں کے جواب میں کہتا رہا ہوں۔

تبصرہ:۔

خلیفہ صاحب کے جواب سے واضح ہوتا ہے کہ ایسے جوابی فتوے اگر انہیں جوابی فتوے تسلیم بھی کر لیا جاوے۔ تو وہ خلیفہ صاحب کے زمانہ میں ہی دیئے گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں میں ہی ایسے سب فتوے دیتا رہا ہوں۔ کیوں کہ ایسے فتوے نہ حضرت اقدس نے اپنی زندگی میں اور نہ ان کے بعد مولوی نورالدین صاحب کی زندگی میں کسی نے دیئے تھے۔ حالانکہ فتویٰ کفر تو حضرت مسیح موعود پہ ان کی زندگی میں ہی لگ چکا تھا۔ اس لئے جیسا

کہ اس سے قبل دکھایا جا چکا ہے۔ کہ خلیفہ صاحب کے سابقہ اعتقادات اور تحقیقاتی عدالت کے روبرو اب کے دیئے ہوئے بیانات میں بہت بڑا تضاد ہے۔ کہاں یہ کہنا کہ غیر احمدیوں کا اسلام، خدا اور حج اور ہے۔ اور احمدیوں کا اور۔ بلکہ ہر ایک بات میں اختلاف ہے۔ اور کہاں اب یہ کہنا کہ یہ سب کچھ غیر احمدی علماء کے اسی قسم کے فتوؤں کے جواب میں کہتا رہا ہوں۔ کیوں کہ کفر کا فتوے لگ جانے پر حضرت صاحب اپنی زندگی میں نماز، نماز جنازہ اور رشتہ ناطہ کے متعلق واضح احکام اور فتاوی دے گئے ہیں۔ جن پر جماعت کا عمل درآمد رہا۔ اور اس لئے احمدی دوسرے مسلمانوں کو سلام کہتے تھے ان سے مل کر نمازیں پڑھتے تھے، ان سے رشتے ناطے کرتے تھے۔ اور جیسا کہ خلیفہ صاحب کسی سابقہ سوال کے جواب میں خود بھی کہہ چکے ہیں۔ کہ حضرت اقدس مرزا صاحب اپنی زندگی میں یہ سب کچھ کرتے رہے۔ نہ غیر مسلم یا کافر اور خارج از دائرۂ اسلام سمجھ کر۔ کیوں کہ غیر مسلموں کو نہ تو وہ سلام کہتے تھے۔ نہ اُن کے جنازے پڑھتے تھے۔ اور نہ ہی اُن کو اپنی لڑکیاں بیاہ دیتے تھے اور اگر حضرت اقدس نے غیر احمدیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی ممانعت فرمائی۔ تو حدیث اور فقہ کی رُو سے صرف اُن لوگوں کے پیچھے جنہوں نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا۔ یا جو ایسے فتوے کے پابند ہیں۔ اور یہ تو خلیفہ صاحب عدالت میں ہی اقرار کر چکے ہیں۔ کہ جنازہ کے متعلق حضرت مرزا صاحب کے اپنے ہاتھ سے لکھا ہوا فتویٰ اُن کے پاس موجود ہے۔ کہ غیر احمدیوں کا جنازہ پڑھ لیا جائے۔ ہاں تا حال اس پر عمل درآمد کا حکم صادر نہیں فرمایا جس سے واضح ہے۔ کہ وہ حضرت

اقدس کو عملاً حکم عدل تسلیم نہیں کرتے خواہ منہ سے ہزار بار ایسا کہیں۔ پھر رشتہ ناطہ کے متعلق حضرت اقدس کا جو عمل رہا۔ اس کے ثبوت میں صرف ایک مثال کافی ہے۔ کہ خود خلیفہ صاحب کی سالی دختر ڈاکٹر رشید الدین صاحب ساکن لاہور کا نکاح ایک غیر احمدی رشتہ دار سے حضرت اقدس کی اجازت سے خلیفہ صاحب کی موجودگی میں ہوا۔ نماز اور نماز جنازہ کے متعلق تو پہلے سوالوں کے ضمن میں کافی حوالے دیئے جا چکے ہیں۔ مگر رشتہ ناطہ کے متعلق حضرت اقدس نے صرف اتنا لکھا ہے کہ:-

> " اسی لئے قرین مصلحت معلوم ہوا۔ کہ اُن کے (یعنی افراد جماعت کے۔ ناقل) باہمی اتحاد کے بڑھانے کے لئے اور نیز اُن کے اہل واقارب کے بد اثر اور بد نتائج سے بچانے کے لئے لڑکوں اور لڑکیوں کے نکاح کے بارہ میں کوئی احسن انتظام کیا جاوے ۔ . . . . کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ایسے لوگوں سے ہماری جماعت نئے تعلق پیدا کرے۔ جو ہمیں کافر کہتے ہیں۔ اور ہمارا نام دجال رکھتے ہیں۔ یا خود تو نہیں مگر ایسے لوگوں کے ثنا خوان اور تابع ہیں "
>
> (فتاویٰ احمدیہ حصہ دوم)

اب اس عبارت میں حضرت اقدس نے لڑکے اور لڑکیوں کی کوئی

تفریق یا تخصیص نہیں فرمائی۔ مگر حضرت اقدس کے اس فرمان اور اعلان کے برعکس خلیفہ صاحب کا عقیدہ سال ۱۹۵۳ء سے قبل یہ تھا۔ کہ :۔

"جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے۔ وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا، اور نہ یہ جانتا ہے۔ کہ احمدیت کیا چیز ہے۔ کیا کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین ہے۔ جو کسی ہندو یا عیسائی کو اپنی لڑکی دیدے۔ اِن لوگوں کو تم کافر کہتے ہو۔ مگر اس معاملہ میں وہ تم سے اچھے رہے۔ کہ کافر ہو کر کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے۔

. . . .

. . . .۔ مگر تم احمدی ہو کر کافر کو دیتے ہو"

(ملائکۃ اللہ صہ ۶ بحوالہ خلیفہ صاحب کے دو مذہب)

کیا حوالہ بالا سے یہ واضح نہیں ہے کہ خلیفہ صاحب غیر احمدیوں کو ایسا کافر۔ خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہیں۔ جیسے تمام مسلمان ہندوؤں اور عیسائیوں کو۔ اس لئے خلیفہ کا فرمان یہ ہے کہ جسطرح ایک غیر احمدی مسلمان کے لئے ایک غیر مسلم کو اس کے کفر اور خارج از اسلام ہونے کی وجہ سے اپنی لڑکی دینا شرعاً حرام ہے۔ اسی طرح غیر احمدیوں کو اپنی لڑکیاں دینا۔ ان کے کفر کی وجہ سے حرام قرار دیا گیا ہے۔ تو کیا اب عدالت کے روبرو ان کا یہ فرمان خود

اپنے مذکورہ سابقہ عقیدہ اور حضرت اقدس مرزا صاحب کے احکام اور عمل کے سراسر خلاف نہیں ہے؟ اور کیا اب اس امر کی اشد ضرورت نہیں کہ خلیفہ صاحب کے ایسے خطرناک غیر اسلامی فتاوے کو رد کر کے حضرت اقدس کے اصل فتاویٰ کے مطابق اپنے عمل میں سچے دل سے تبدیلی کر لیں تاکہ حضرت مسیح موعود کے عملاً منکر ہو کر جاہلیت کی موت مرنے سے بچ جاویں اور آئندہ اس قسم کے شعر نہ لکھا کریں کہ :-

ربوہ کو ترا مرکز توحید بنا کر
اک نعرۂ تکبیر فلک بوس لگائیں

بلکہ وحدت ملت اسلامیہ کے لئے خانہ کعبہ ہی کو مرکز توحید رہنے دیں۔ جو سب مسلمانوں کے لئے مسلّمہ مرکز ہے۔ اور تا قیامت رہیگا

سوال ۲۵ :-

موجودہ ایجی ٹیشن شروع ہونے سے پہلے کیا آپ ان مسلمانوں کو جو مرزا صاحب کو نہیں مانتے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج نہیں کہتے رہے؟

جواب :-

ہاں میں کہتا رہا ہوں اور ساتھ ہی میں کافر اور خارج از دائرہ اسلام کی اصطلاحوں کے مفہوم کی بھی وضاحت کرتا رہا ہوں جس میں یہ اصطلاحیں استعمال کی گئی ہیں

تبصرہ :-

اس سوال کا جواب حقیقت پر مبنی قرار نہیں دیا جا سکتا۔ پہلے بیان

ہوچکا ہے۔ کہ دائرۂ اسلام سے خارج کوئی اصطلاح نہیں ہے جس کے مفہوم کی وضاحت خلیفہ صاحب کرتے رہے ہیں۔ اور اگر فی الواقع کوئی ایسی وضاحت کی ہوتی۔ تو کم از کم ایک آدھ حوالہ تو اپنی تائید میں پیش کیا ہوتا۔ جو نہیں کیا کیوں کہ یہ تو ایک عام فہم جملہ ہے جس کا مفہوم بالکل سہل اور واضح ہے۔ اور کسی مخاطب کو خواہ کتنی ہی کم قابلیت اور عقل رکھتا ہو اس کے سمجھنے میں کوئی مشکل پیش نہیں آسکتی۔ اس لئے خلیفہ صاحب کا ان آسان اور عام فہم الفاظ کے مجموعہ کو ایک تاویل طلب اصطلاح قرار دینا ایک عذر گناہ .... ہی شمار کیا جاسکتا ہے۔

سوال ۲۶ :-

کیا احمدیوں اور غیر احمدیوں کے درمیان اختلافات بنیادی ہیں؟

جواب :-

اگر لفظ بنیادی کا وہی مفہوم ہے۔ جو ہمارے رسول کریم نے لیا ہے۔ تب یہ اختلافات بنیادی نہیں ہیں۔

تبصرہ :-

جواب میں خلیفہ صاحب اقرار کرتے ہیں۔ کہ اختلافات بنیادی نہیں، بلکہ فروعی ہیں۔ لیکن اس سے قبل یہی بات حضرت مسیح موعود کی تحریرات کی روشنی میں جماعت احمدیہ لاہور نے پیش کی تو قابل پذیرائی نہ سمجھی گئی۔ مگر اب عدالت کے روبرو ایسا تسلیم کرلیا، اگر اختلافات حقیقت پر مبنی نہیں۔ بلکہ فی الواقع خلیفہ صاحب ربوہ نے اپنا عقیدہ بدل لیا

ہے۔ تو ضروری تھا کہ اپنے سابقہ غالیانہ اور مفتریانہ عقاید سے بیزاری کا اعلان بھی غیر مبہم الفاظ میں کیا ہوتا۔ جو ابھی تک نہیں کیا گیا۔ ہاں جب خلیفہ صاحب کے نزدیک اختلافات بنیادی ہی نہیں رہے۔ تو حضرت اقدس مرزا صاحب حقیقی نبی نہ رہے اور نہ اُن کا انکار کفر رہا۔ کیوں کہ ایک سچے نبی کا ماننا تو ایمان کی ایک ضروری شرط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فروعی اختلافات کی بنا پر کسی کلمہ گو کو کافر اور خارج از دائرۂ اسلام قرار دینے والا حضرت رسالتمابؐ کے فرمان اور حضرت مسیح موعود کے عقیدہ کی رو سے ایک مسلمان کو کافر بنانے کی پاداش میں خود کافر ہو جاتا ہے چنانچہ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ :۔

> "ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجّال نہیں ہو سکتا"۔ اور میں کسی کلمہ گو کا نام کافر نہیں رکھتا جب تک کہ وہ میری تکفیر کر کے اپنے تئیں خود کافر نہ بنا لیوے" (تریاق القلوب)

حضرت کے کلام میں ابتداء کا لفظ قابلِ غور ہے۔ یعنی ان کا یہ عقیدہ ابتدائی زمانہ سے بہت بعد تک کا ہے۔ اور اس سے حضرتِ اقدس کے تبدیلیٔ دعویٰ کے افسانہ کی تردید ہوتی ہے۔ کیوں کہ تریاق القلوب ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی۔

سوال ۲۷ :-

اگر لفظ بنیادی عام معنوں میں لیا جادے تو پھر؟

جواب :-

عام معنوں میں اس کا مطلب اہم ہے۔ لیکن اس مفہوم کے لحاظ سے بھی اختلافات بنیادی نہیں ہیں۔ بلکہ فروعی ہیں۔

تبصرہ :-

بقول خلیفہ صاحب اگر اختلافات فروعی ہیں تو حضرت اقدس مرزا صاحب کی طرف دعوئ نبوت منسوب کرنا، اور اس کی بناء پر کفر اور اسلام کے مسئلہ کی بنیاد رکھ کر خطرناک فتاوی دینا بڑی غلطی ہے۔ خود حضرت اقدس نے **حقیقت الوحی** کے ص ۱۷۹ پر اور اُن کے بعد ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم نے اپنے رسالہ "کفر دون کفر" میں اس مسئلہ کو بڑی شرح و بسط سے بیان کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔ کہ خدا اور رسول کا ماننا اصل ہے۔ اور خدا اور رسول کے ہر فرض حکم کی متابعت، اس کی فرع حضرت مسیح موعود کو ماننا اس لئے ضروری ہے، کہ وہ خدا اور رسول کے ایک حکم کی تعمیل ہے۔ لہٰذا مسیح موعود کا کفر صرف ایک فرض حکم یعنی فرع کا انکار ہے، نہ اصل کا۔ اور یہ کفر دون کفر ہے۔ نہ مطلق کفر جس سے انسان اسلام اور ملت سے خارج ہو جاتا ہے۔ اور جب کوئی کہے گا کہ جو مسیح موعود کو نہیں مانتا، وہ خدا اور رسول کو بھی نہیں مانتا۔ یا وہ مسلمان نہیں ہے۔ تو اس نفی سے نفیٔ کمال مراد ہو گی۔ نہ نفیٔ مطلق

اندا اس کا مطلب یہ ہوگا۔ کہ خدا اور رسول کو ماننے کا جو حق ہے۔ وہ ادا نہیں کرتا۔ اور اس لئے کامل مسلمان نہیں ہے۔ کیوں کہ خدا اور رسول کے بعض احکام کی نافرمانی کرتا ہے۔ نہ یہ کہ وہ خدا اور رسول کو ماننے سے بھی انکار کرتا ہے گویا خدا اور رسول پر اس کا ایمان ایسا کامل نہیں ہے۔ جیسا کہ ایک کامل مسلمان کا ہونا چاہیئے۔ نفیٔ کمال کی وضاحت کے لئے چند اور مثالیں درج کی جاتی ہیں۔ حدیث شریف میں ہے لَا صَلوٰۃَ اِلَّا بِحُضُورِ الْقَلْب (۱) کوئی نماز نہیں، مگر حضورِ قلب کے ساتھ۔ اگرچہ نماز تو پڑھی گئی ہے مگر کامل اور حقیقی نماز بغیر حضور قلب کے نہیں ہوتی۔ اسی طرح حدیث میں ہے لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے نفس کے لئے پسند کرتا ہے۔ یہاں بھی نفیٔ کمال ہے یعنی ایسا شخص کامل مومن نہیں ہو سکتا۔ حضرت اقدس کشتیٔ نوح میں فرماتے ہیں:-

"جو شخص دعا میں لگا نہیں رہتا، اور انکساری
سے خدا کو یاد نہیں کرتا۔ اور جو بد رفیق کو نہیں چھوڑتا
یا اپنے ہمسائیوں کو ادنےٰ ادنےٰ چیزوں سے محروم
رکھتا ہے یا اپنے قصوروار کا گناہ نہیں بخشتا یا کینہ ور
آدمی ہے۔ وہ میری جماعت میں سے نہیں"

ظاہر ہے کہ یہ نفی جو آپ نے فرمائی ہے۔ نفیٔ کمال ہے۔ یعنی ایسا شخص پکا احمدی نہیں، ورنہ وہ احمدی تو ہے۔ جو جماعت میں اور بیعت

میں شامل ہے۔ مگر چوں کہ حضرت مسیح موعود کے سب احکام اور ہدایات پر عمل نہیں کرتا۔ اس لئے کامل احمدی نہیں۔ خود حضرتِ اقدس فرماتے ہیں :۔

"ایک یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے ہی انکار کرتا ہے۔ اور آں حضرت کو خدا کا رسول نہیں مانتا دوسرا یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا اور اس کو باوجود اتمام حجت کے جھوٹا جانتا ہے جس کے ماننے اور سچا جاننے کے بارہ میں خدا اور رسول نے تاکید کی ہے .... پس اس لئے وہ خدا اور رسول کے فرمان کا منکر ہے، کافر ہے۔"

حضرت مسیح موعود نے آئمۂ اہلِ سنت کے مذہب کے عین مطابق کفر کی یہ تقسیم کی ہے۔ علامہ ابنِ کثیر نے اپنی کتاب "نہایہ" میں بھی مذہب بیان کیا ہے۔ کہتے ہیں :۔

الکفر صنفان احدھما الکفر باصل الایمان وھو ضدہٗ و الآخر الکفر بفرع من فروع الاسلام فلا یخرج بہٖ من اصل الایمان۔

کفر دو قسم کا ہے۔ ایک اصل ایمان کا کفر اور وہ ایمان کی اصل ہے۔ اور دوسرا اسلام کی فروع میں سے کسی فروع کا کفر۔ تو اس سے انسان ایمان سے یعنی دائرۂ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا۔ اب یہ تو مسلّمہ امر ہے۔ کہ خدا اور رسول پر ایمان لانا اصل ہے۔ اور ان کے ہزار ہا احکام میں سے (جیسے نماز پڑھنا۔ روزہ رکھنا، حج کرنا۔ وغیرہ) ہر ایک فرض حکم کی اطاعت فرع ہے۔ کسی فرع کے انکار کو اصل کا انکار نہیں کہہ سکتے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود پر ایمان لانا ایک حکم کی متابعت ہے۔ اور آپ کے منکر پر فتویٰ کفر دون کفر کا لگے گا۔ یعنی خدا اور رسول کے حکم کی نافرمانی ہوگی۔ نہ یہ کہ اصل کفر کا فتوےٰ لگے گا جس سے انسان اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ بہرحال انکار جس قسم کا بھی ہو۔ اس کا تعلق آنحضرت صلعم سے ہی ہے۔ نہ حضرت مسیح موعود سے۔ حضرت مرزا صاحب کا انکار تو اس لئے قابلِ مواخذہ ہے۔ کہ اس میں آنحضرت صلعم کے حکم کی نافرمانی ہے۔ چنانچہ خود حضرت مسیح موعود حقیقۃ الوحی کے صفحہ ۱۶۳ پر فرماتے ہیں:۔

> "اس گناہ کا (یعنی حضرت مسیح موعود کے انکار کے گناہ کا) دادخواہ میں نہیں ہوں۔ بلکہ ایک ہی ہے جس کی تائید کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ جو شخص مجھے نہیں مانتا۔ وہ میرا نہیں بلکہ اس کا نافرمان ہے جس نے میرے آنے کی پیشگوئی کی۔"

خلاصہ کلام یہ کہ فی الاصل احمدیوں اور غیر احمدیوں کے اختلافات بنیادی نہیں ہیں۔ اور یہ عقیدہ گو خلیفہ صاحب اور انکی جماعت کے سابقہ عقیدہ کے برعکس ہے تاہم اگر یا عقیدہ کیمطابق وہ اپنے عمل میں بھی اصلاح اور ترمیم کرلیں۔ تو جزاہم اللہ۔ کیوں کہ اس سے ایک فتنۂ عظیم کا خاتمہ ہوجاوے گا۔ جو خلیفہ صاحب نے خاتم النبیین والمرسلین کے بعد حضرت مرزا غلام احمد صاحب کی طرف ناحق حقیقی نبوت کا دعویٰ منسوب کرکے کھڑا کیا ہے۔ اور جس کی بنا پر آئے دن مخالف لوگ تحفظِ ختمِ نبوت کے بہانہ سے احمدیوں کے برخلاف قیامت خیز فسادات برپا کرتے رہتے ہیں۔ البتہ یہاں ایک اعتراض کا ازالہ ضروری معلوم ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ اگر ربوی حضرات یہ کہیں کہ خلیفہ صاحب بھی کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج الفاظ نفیِ کمال کے معنوں میں استعمال کرتے رہے ہیں۔ تو ان کا اعتراض اس لئے غلط ہوگا کہ اگر انکی مراد بھی ایسے الفاظ سے نفیِ کمال ہوتی تو وہ مرزا صاحب کی نبوت کے انکار کی بناء پر ایسے واضح اور خطرناک مسائل استخراج نہ کرتے جو حقیقی نبوت کے انکار کا لازمی نتیجہ ہیں۔ اور جو حضرت اقدس مرزا صاحب نے اپنے منکرین اور مخالفین کے خلاف نہیں نکالے۔ انہوں نے تو صرف مکفر اور مکذب وغیرہ کے خلاف صرف یہ شرعی تعزیر لگائی تھی۔ کہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔ مگر اس کے برعکس خلیفہ صاحب نے تو حضرت مسیح موعود کے نہ صرف منکرین کو بلکہ سچا ماننے والے مگر بیعت میں تامل کرنے والوں کو بھی پکا کافر، خارج از دائرۂ اسلام قرار دے کر ان سے رشتے ناطے کرنا اور ان کے پیچھے نماز یا نماز جنازہ پڑھنا حرام

قرار دیا ہے۔ جیسے ہندوؤں اور عیسائیوں کا۔

سوال ۲۸ :۔

کیا مسیح اور مہدی کے ظہور پر اس پر ایمان لانا مسلمانوں کے لئے مسلمانوں کے عقیدہ کا ضروری جزو ہے ؟

جواب :۔

جی ہاں اگر کوئی شخص یہ سمجھ جاتا ہے۔ کہ یہ دعوے درست ہے تو اس پر فرض ہو جاتا ہے۔

تبصرہ :۔

خلیفہ صاحب کا جواب مطابق سوال نہیں ہے۔ ان سے شرعی نقطۂ نظر دریافت کیا گیا تھا۔ کہ کیا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ کہ وہ مسیح اور مہدی کو مانے، مگر خلیفہ صاحب نے مبہم جواب دیا ہے۔ قبل ازیں کئی حوالوں سے دکھایا جا چکا ہے۔ کہ مسیح اور مہدی کو ماننا اس لئے جزو ایمان نہیں۔ کہ آنے والا مسیح اور مہدی تو مجدد اور محدث ہو گا جس کا ماننا جزو ایمان نہیں ہوتا۔ اور نہ اس کا انکار کفر ہے۔ البتہ حقیقی نبی کو ماننا تو ہر مسلمان کے ایمان کا جزو ہے۔ کیوں کہ ہر نبی پر ایمان لانا ایمان کی شرائط میں سے ہے۔ اس لئے ایک نبی کا منکر کافر خارج از دائرۂ اسلام ہو جاتا ہے۔ مگر جو شخص مسیح اور مہدی کے ظہور پر اس کو نہیں مانتا وہ درحقیقت اللہ اور رسول کا انکار نہیں کرتا۔ بلکہ ان کے ایک حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ جو قابل مواخذہ تو ضرور ہے۔ لیکن کفر نہیں۔ البتہ ایسا شخص ان روحانی برکات

اور فیوض سے محروم رہ جاتا ہے۔ جو صادقین کی صحبت اور معیت سے حاصل ہوتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کا شروع سے اخیر تک یہی محکم ایمان اور اعتقاد تھا۔ کہ ان کے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہو جاتا۔

سوال ۲۹ :-

کیا مسیح یا مہدی کو نبی کا رتبہ حاصل ہو گا؟

جواب :- جی ہاں۔

تبصرہ :-

خلیفہ صاحب کے جواب کا مقابلہ حضرت مسیح کی تحریر سے کریں۔ وہ الوصیت میں فرماتے ہیں :-

"یہی معنے اس فقرہ کے ہیں جو آنحضرتؐ نے مسیح موعود کے حق میں فرمایا کہ نبی اللہ اور امامکم منکم یعنی وہ نبی بھی ہے اور اُمتی بھی۔ مبارک وہ جو اس نکتہ کو سمجھے تا ہلاک ہونے سے بچ جائے"۔ اس سے واضح ہوتا ہے کہ مسیح اور مہدی ظلّی اور بروزی نبی کا رتبہ پائے گا نہ حقیقی نبی یا مطلق نبی کا۔ اور ہلاکت سے بچنے کے لئے اس نکتہ کا سمجھنا ضروری ہے۔ کیوں کہ ربوی حضرات کے لئے

دراصل یہ حضرت مسیح موعود کی نصیحت اور وصیت ہے

سوال ع۳۰

کیا مرزا صاحب نے مسیح اور مہدی ہونے کا دعویٰ کیا؟

جواب:۔ جی ہاں!

سوال ع۳۱:۔

تو کیا مرزا غلام احمد پر ایمان لانا جزو ایمان ہے؟

جواب:۔ جی نہیں۔

تبصرہ:۔

سوال بالا ع۲۸ کے جواب میں خلیفہ صاحب تسلیم کر چکے ہیں کہ مسیح اور مہدی کے ظہور پر اس کا ماننا مسلمانوں کے عقیدہ کا ضروری جزو ہے کیوں کہ اسے نبوت کا رتبہ حاصل ہوگا (سوال ع۲۹) اور جب حضرت مرزا صاحب بھی مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں جو نبی کا رتبہ بھی رکھتے ہیں (سوال ع۳۰) تو پھر ان کا ماننا کیوں جزو ایمان نہیں۔ اس کے لئے خلیفہ صاحب نے کوئی دلیل نہیں دی لہٰذا ان کا جواب تعجب انگیز اور حیران کن ہے۔ کیونکہ نہ صرف ان کے حالیہ جوابات میں تضاد ہے۔ بلکہ ان کا جواب ان کے سابقہ عقائد کے بھی سراسر خلاف ہے۔ وہ حضرت اقدس مرزا صاحب کا ماننا اب تک اس لئے جزو ایمان سمجھتے رہے ہیں کہ وہ حضرت موصوف کو نہ صرف مسیح موعود اور مہدی معہود مانتے ہیں بلکہ ان کو ایسا غیر تشریعی حقیقی نبی مانتے ہیں جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام یا دیگر سلسلہ

موسویہ کے غیر تشریعی نبی تھے۔ جن کو نبوت براہِ راست بغیر اتباع کسی سابق نبی کے ملی تھی۔ اور اُن پہ ایمان لانا مسلمانوں کا جزوِ ایمان ہے کلمہ ایمان میں ہے۔ امنت باللہ..... وکتبہ ورسولہ، اور کل اٰمن باللہ..... وکتبہ ورسلہ، سب انبیاء پہ ایمان لانا ضروری شرط ہے اور اسی لئے حضرت عیسیٰ پہ ایمان لانا بھی ضروری شرط ہے۔ تو پھر اُن جیسے نئے نبی یعنی حضرت اقدس مرزا صاحب پہ ایمان لانا کیوں ضروری نہیں۔ لہٰذا خلیفہ صاحب کا یہ جواب کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ماننا جزوِ ایمان نہیں۔ ان کے سابقہ عقیدہ کی رُو سے مبنی برحقیقت نہیں ہے۔ جب حضرت مرزا صاحب مسیح موعود اور مہدی معہود ہیں۔ جو بقول خلیفہ صاحب نبی کا درجہ رکھتے ہیں۔ تو حضرت اقدس کا ماننا جزوِ ایمان کیوں نہیں ؟ حالانکہ خلیفہ صاحب ایسی تفریق کرنے والوں پہ بے ایمانی اور کفر کا فتوےٰ لگاتے ہیں۔ فرماتے ہیں:۔

(۱) اللہ تعالیٰ اپنے ہر نبی پہ وحی و الہام ضرور نازل کرتا ہے۔ مگر ہر نبی پہ شریعت نازل نہیں کرتا۔ کیوں کہ نئی شریعت اتارنے کی اسوقت ضرورت ہوتی ہے جب پہلی شریعت بگڑ جائے ..... اور جو نبی اس (پہلی) شریعت کے بعد آتے ہیں وہ لوگوں کے لئے نئی شریعت نہیں لاتے۔ بلکہ اسی (پہلی) شریعت پہ لوگوں کو چلاتے اور نمونہ بن کر آتے ہیں۔ مثلاً حضرت موسےٰ علیہ السلام

کو توریت ملی۔ اور جس قدر نبی آپ کے بعد آئے، وہ سب توریت پر ہی
عمل کرتے تھے۔ ..... چنانچہ حضرت عیسیٰ خود توریت کے پیرو تھے ....
..... یا جیسے ہمارے آنحضرت صلعم ..... ہیں۔ کہ آپ کو قرآن شریف
دیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کے غلام حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو نبی بنا کر بھیجدیا تاکہ .... ان کے لئے نمونہ ہوں
(مضمون خلیفہ صاحب مندرجہ اسلام کی پانچویں کتاب مصنفہ محمد شریف
صد ۸۸)

(۲) جن مشہور انبیاء کا ذکر قرآن شریف میں ہے۔ اسی کتاب میں
ان کے نام لکھنے کے بعد خلیفہ صاحب لکھتے ہیں:۔
"یہ سب نبی ..... مخلوق کی ہدایت کے لئے ....
دنیا میں آئے۔ اور اس زمانہ میں .... حضرت احمد قادیانی
مسیح موعود مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام مبعوث کئے گئے۔"

(۳) مگر قرآن شریف چونکہ محفوظ رہنے والی کتاب ہے۔ اس لئے
اس کا وقت اب قیامت تک ہوگا۔ اب جو نبی بھی قیامت تک ہوگا۔ وہ
آنحضرت کی امت سے .... آئے گا"

(۴) اسلام کو انسانی خیالات کی تعدی سے محفوظ رکھنے کے لئے اللہ
تعالیٰ ہمیشہ اپنے نبی بھیجتا رہے گا .... چنانچہ اب ایک نبی۔ احمد
ہندوستان میں .... ظاہر ہوا ہے۔ میں اس کا خلیفہ ہوں"
(اسلام کی پانچویں کتاب صد ۷۳-۷۴)

(۵) اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ اس کے ہر نبی اور رسول پر ایمان لانا چاہیئے خواہ وہ شریعت لے کر آئے ہوں یا بغیر شریعت کے ..... بلحاظ نبوت کے ان میں کوئی فرق نہیں۔ اس لئے بعض کے متعلق یہ کہنا کہ اس پر ایمان کی کیا ضرورت ہے۔ کیوں کہ وہ شریعت لے کر نہیں آیا۔ بے ایمانی اور کفر ہے"

(اسلام کی پانچویں کتاب)

شرائط ایمان میں یہ بھی ہے کہ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ یعنی مسلمان اقرار کرتے ہیں۔ کہ ہم بلا تفریق سب رسولوں پر ایمان لاتے ہیں اس لئے دنیا میں کوئی بھی مسلمان نہیں جو تشریعی اور غیر تشریعی نبوت کی تفریق کر کے صرف تشریعی نبیوں پر ایمان لانا جزو ایمان جانتا ہو۔ اور دوسروں پر نہ۔ ہاں خلیفہ صاحب خود حضرت مرزا غلام احمد صاحب کو ایسا غیر تشریعی حقیقی نبی جیسے عیسیٰ علیہ السلام تھے۔ مان کر بھی عدالت کے روبرو ان پر ایمان لانا جزوِ ایمان نہیں سمجھتے۔ اور اس طرح خود ہی تفریق کرتے ہیں، تو بے ایمانی اور کفر کا فتویٰ کس پر اطلاق پا دے گا؟ فاعتبروا یا اولی الابصار

لیکن افسوس اس بات کا ہے، کہ خلیفہ صاحب ہر بات حضرت اقدس مرزا صاحب کے خلاف کہنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہیں۔ لہٰذا خلیفہ صاحب کے مذکورہ حوالجات کے برعکس اس بارہ میں خود حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ارشاد بھی ملاحظہ کے لائق ہے۔ جو حفاظت اور تجدید و تائیدِ دین کے لئے مجددوں کی آمد مانتے ہیں نہ نبیوں کی

فرماتے ہیں :-

"اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ ہم نے ہی یہ ذکر نازل کیا ہے۔ اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ محافظت کا لفظ ہی دلالت کرتا ہے کہ مجدد پیدا ہوتے رہینگے جب ایک صدی گزر جاتی ہے۔ اور پہلی نسل اُٹھ جاتی ہے۔ اور پچھلے عالم اولیاء اور ابدال فوت ہو جاتے ہیں۔ تو دین کو تازہ رکھنے کے لئے خدا تعالیٰ ...... نئے آدمی پیدا کرتا ہے ہر صدی کے سر پر ایسے مجدّد ہوتے ہیں۔ کہ غلطیوں بدعتوں اور غفلتوں کو ان کے ذریعہ سے دور کیا جاتا ہے۔ یہ خصوصیّت آنحضرت صلعم ہی کو ملی۔ اور یہی آپ کی حیات پر دلالت کرتی ہے"

(حقیقی احمدی کی امتیازی خصوصیات)

اس سے ظاہر ہے۔ کہ حفاظت قرآن اور تجدید و تائید دین کیلئے خلیفہ صاحب تو نبیوں کی آمد مانتے ہیں۔ اور چودہ سو سال میں صرف ایک نبی یعنی حضرت مرزا صاحب کو۔ لیکن خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ ایمان اور اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ اس غرض کے لئے نبی نہیں۔ بلکہ ہر صدی کے بعد ایک نہ ایک مجدد آتا رہا ہے۔ اور آتا رہے گا۔ چنانچہ اس صدی کے وہ خود مجدد اور مسیح موعود ہیں۔ اور نبی نیا ہو یا پرانا اس لئے نہیں

آسکتا۔ کہ حضرت مرزا صاحب ختم نبوت کے بعد کسی نبی کا آنا بکلّی ممتنع اور ناممکن قرار دیتے ہیں۔ اب دیکھیں کہ جماعت ربوہ اور اُن کے اکابرین ان واضح حوالوں کی روشنی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا صحیح عقیدہ قبول کرتے ہیں یا خلیفہ صاحب کا غلط اور غیر اسلامی عقیدہ جو نہ صرف قرآن و حدیث اور حضرت اقدس کے عقیدہ کے کے خلاف ہے۔ بلکہ خود خلیفہ صاحب کے حالیہ بیان کے بھی بالکل برعکس ہے۔ ہمارے ناقص خیال میں ترجیح خلیفہ صاحب کے سابقہ غلط عقیدہ کو دی جا دے گی۔ اور ان کے حالیہ بیان اور حضرت اقدس مرزا صاحب کے سب ارشادات کو نظر انداز کر کے پس پشت ڈال جائے گا۔ کیوں کہ وہ خلیفہ صاحب کے سابقہ عقائد کو قرآن کریم اور حدیث شریف کے خلاف ثابت کرتے ہیں

سوال ۳۲ :-

اگر کوئی شخص مرزا غلام احمد صاحب کے دعویٰ پر دوبارہ غور کرنے کے بعد دیانت داری سے اس نتیجہ پر پہنچتا ہے۔ کہ ان کا دعویٰ غلط تھا۔ تو کیا پھر بھی وہ مسلمان رہے گا؟

جواب :-

جی ہاں عام اصطلاح میں وہ پھر بھی مسلمان سمجھا جاوے گا۔

تبصرہ :-

خلیفہ صاحب کے جواب میں عام اصطلاح کے الفاظ قابل غور

ہیں۔ شرعی اصطلاح نہیں فرمایا۔ اس لئے گمان ہوتا ہے، کہ ان الفاظ میں
بعد ازاں حسب منشا تاویل کرنے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔ ورنہ عام
اصطلاح کے الفاظ ایزاد کرنے کی قطعاً ضرورت نہیں تھی۔ اتنا کہنا کافی
تھا کہ وہ مسلمان رہے گا۔ اگر ہماری یادداشت صحیح ہے۔ تو عرصہ ہوا ایک دفعہ
قادیان سے آکر خلیفہ صاحب لاہور میں تقریر کر رہے تھے، کہ حاضرین میں
سے کسی نے سوال کر دیا۔ کہ جو مسلمان حضرت مرزا صاحب کو نہیں مانتا آپ
اُسے کیا سمجھتے ہیں، تو کہا جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے، ہم اُسے مسلمان
کہتے ہیں۔ بعد میں جب اعتراض ہوا کہ خلیفہ صاحب تو منکرین حضرت مرزا
صاحب کو کافر۔ خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہیں لیکن اب لاہور میں انہیں
مسلمان قرار دے دیا۔ تو جواب میں اس کی یہ تاویل کی گئی۔ کہ جو اپنے
آپ کو مسلمان کہتا ہے ہم بھی اسے مسلمان کہتے ہیں لیکن سمجھتے اس لئے نہیں
کہ اصطلاح شرع میں تو وہ کافر ہی ہے کیوں کہ ایک نبی کے منکر ہیں۔ بہر حال
ہماری دعا ہے کہ ہمارا گمان غلط ہو۔ اور ربوی حضرات اب فی الواقع حسب الحکم
بیان کے مطابق غیر احمدیوں کو اسلام کی اصطلاح کی رو سے بھی مسلمان
سمجھتے اور یقین کرتے ہوں کیوں کہ یہ خود حضرت اقدس مرزا صاحب کے
عقیدہ کے بھی عین مطابق ہے۔ جیسا کہ وہ تریاق القلوب صہ ۱۳۰ پر فرماتے ہیں

"ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعویٰ
کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال
نہیں ہو سکتا"

اور حاشیہ میں اس کی تشریح بھی کردی ہے کہ :-

"یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ کا انکار کرنیوالے کو کافر کہنا صرف اُن نبیوں کی شان ہے جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت یا احکامِ جدیدہ لاتے ہیں لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث ہوں، گو وہ کیسے ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعتِ مکالمہ مخاطبہ سے سرفراز ہوں۔ ان کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں بن جاتا۔"

یہ تو خود خلیفہ صاحب کو بھی مسلّم ہے کہ حضرت مرزا صاحب انبیاء ماسبق کی طرح نہ ہی نئی شریعت لائے۔ اور نہ احکام جدیدہ۔ اس لئے وہ ایسے نبی نہیں جن کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال ہوسکتا ہو۔ کیوں کہ وہ تو اپنے آپ کو ان ملہمین اور محدثین میں شامل کرتے ہیں جو جناب الٰہی میں خواہ کتنی ہی اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ اور مخاطبہ سے سرفراز ہوں۔ یہاں تک کہ اُن کو ظلی بروزی نبی ہونے کا خطاب عزت بھی کیوں نہ مل چکا ہو۔ ان کے انکار سے کوئی شخص کافر نہیں ہوسکتا۔ ہاں مرزا صاحب کو نہ ماننے والا کافر تو تب ہوتا ہے کہ ان کے دعویٰ کو نہ ماننے کے ساتھ ہی ان کو مسلمان بھی نہیں سمجھتا۔ اور ان پہ کفر کا فتویٰ لگاتا ہے۔ لہذا ایک مسلمان کو

کافر کہنے کی پاداش میں شرع شریف کے فتوی کے مطابق خود کافر ہو جاتا ہے۔ اس لئے حضرت مرزا صاحب کی ذات اس الزام سے پاک ہے۔ کہ انہوں نے کبھی حقیقی نبوت کا دعویٰ کیا ہو یا اپنے منکر کو کافر خارج از دائرۂ اسلام کہا ہو۔ ان کے نزدیک ہر کلمہ گو مسلمان ہے۔

سوال ۳۳

کیا ۱۸۹۱ء سے پہلے حضرت مرزا صاحب نے بار بار نہیں کہا تھا کہ وہ نبی نہیں ہیں اور یہ کہ ان کی وحی، وحیٔ نبوت نہیں۔ بلکہ وحیٔ ولایت ہے

جواب:-

انہوں نے ۱۹۰۰ء میں لکھا تھا کہ اس وقت ان کا خیال تھا کہ ایک شخص صرف اس صورت میں ہی نبی ہو سکتا ہے۔ کہ وہ کوئی نئی شریعت لائے لیکن اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ انہیں بتلایا کہ نبی ہونے کے لئے شریعت لانا ضروری شرط نہیں۔ اور یہ کہ ایک شخص نئی شریعت لائے بغیر بھی نبی ہو سکتا ہے۔

تبصرہ:-

خلیفہ صاحب کا جواب حضرت اقدس مرزا صاحب کے فرمان مندرجہ اخبار "الحکم" ۷ ار اگست ۱۸۹۹ء کے خلاف ہے انہوں نے اصطلاح اسلام کی رو سے حقیقی رسول اور نبی کے لئے چار شرائط

ضروری قرار دی ہیں:۔

(۱) کامل شریعت لانا

(۲) بعض احکام سابقہ کو منسوخ کرنا۔

(۳) نبیٔ سابق کی امت نہ کہلانا۔

(۴) براہِ راست بغیر استفادہ کسی نبی کے خدا تعالیٰ سے تعلق رکھنا۔

مگر خلیفہ صاحب نے اپنے جواب میں صرف ایک شرط کا ذکر کر کے باقی تین کو چھوڑ دیا ہے۔ وہ جانتے تھے کہ ان شرائط کی رو سے حضرت اقدس ہرگز نبی ہونے کا دعوےٰ نہیں کر سکتے۔ کیوں کہ حضرت اقدس نفیٔ نبوت کے ثبوت میں شرط ۳ اور ۴ ہی پیش کر کے "الوصیت" میں لکھتے ہیں:۔

"کہ اگر یہ کمال کسی فرد امت کو براہ راست بغیر پیروئ نورِ نبوت محمدیہ کے مل سکتا تو ختم نبوت کے معنی باطل ہوتے پس ....

خدا تعالیٰ نے مکالمہ مخاطبہ کاملہ کا شرف ایسے افراد کو عطا کیا جو فنا فی الرسول کی حالت تک اتم درجہ تک پہنچ گئے .... اور امتی ہونے کا مفہوم اور پیروی کے معنیٔ اتم اور اکمل درجہ ان میں پائے گئے۔"

ظاہر ہے کہ حضرت مرزا صاحب نے چونکہ حضرت نبی کریم کی کامل متابعت

سے استفادہ حاصل کر کے فنافی الرسول کا درجہ پایا تھا۔ اس لئے وہ اصطلاح اسلام میں نبی نہیں ہو سکتے۔ اور چونکہ مقررہ شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی ان میں پائی نہیں جاتی۔ اس لئے خلیفہ صاحب بھی نہ کوئی دلیل پیش کر سکے۔ اور نہ یہ بتلا سکے۔ کہ کب اور کہاں اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ بتلایا کہ نئی شریعت لائے بغیر بھی کوئی شخص اصطلاح اسلام کی رو سے حقیقی اور کامل نبی ہو سکتا ہے۔ اس کے برخلاف خود حضرت اقدس "الوصیت" کے ضمیمہ کی شرط ۳ میں اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ کہتے ہیں۔ کہ :-

"انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ (یعنی مسیح موعود ناقل) کی جانشین ہے"

یہاں حضرت مرزا صاحب نے اپنے آپ کو نبی کا خلیفہ کہا ہے نبی نہیں کہا۔

پھر "ازالہ اوہام" میں فرماتے ہیں :-

"صاحب نبوتِ تامہ ہرگز امتی نہیں ہو سکتا۔"

کیوں کہ :-

"اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے۔"

اس لئے کہ :-

"رسول اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ دوسرے
(نبی) کا مطیع اور تابع ہو۔ ہاں محدث ......
امتی بھی ہوتا ہے۔ اور ناقص طور پہ نبی بھی۔ امتی وہ
اس وجہ سے کہ وہ بکلی تابع شریعت رسول اللہ اور
مشکوٰۃ نبوت سے فیض پانیوالا ہوتا ہے۔ اور نبی اس
وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں کا سا معاملہ اس سے
کرتا ہے۔ اور محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور
برزخ کے۔ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ اگرچہ
کامل طور پہ امتی ہے۔ مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے"۔

اور فرماتے ہیں نبی سے مراد

"صرف اس قدر ہے۔ کہ خدا تعالیٰ سے
بکثرت شرفِ مکالمہ مخاطبہ پاتا ہوں۔"

یعنی نبی کے لفظ سے جو ابہام پیدا ہو سکتا ہے تشریح کر کے اُسے بھی صاف کر دیا۔ لہٰذا حضرت اقدس اپنی قائم کردہ شرائط اور تشریحات کے خلاف کیوں کر دعوائے نبوت کر سکتے تھے۔ اب ہم حضرت اقدس کے اپنے حوالے پیش کرتے ہیں جن سے ظاہر ہو جائے گا کہ حقیقی نبی ہونے کا دعویٰ ہرگز نہیں کیا۔ اس لئے ان کی طرف ایسا دعویٰ منسوب کرنا (ان کے اپنے الفاظ میں) سراسر افتراء۔ ناپاک الزام۔ صریح کذب۔ جہالت اور حماقت ہے۔ اور لہٰذا خلیفہ صاحب کا عدالتی جواب حضرت مسیح موعود کے عقیدہ

کے صریح خلاف ہے۔ اور ان پر ناجائز الزام حضرت اقدس فرماتے ہیں:

(۱) "آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل اور اور یقین کامل سے جانتا ہوں اور اس بات پر محکم ایمان رکھتا ہوں۔ کہ ہمارے نبی خاتم الانبیاء ہیں اور آں جناب کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نیا ہو یا پرانا۔"

(نشان آسمانی ص۲۸)

(۲) " اصل حقیقت جس کی میں علیٰ رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں، یہی ہے جو ہمارے نبی صلعم خاتم الانبیاء ہیں۔ اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ نہ کوئی پرانا اور نہ کوئی نیا۔"

(انجام آتھم حاشیہ ص۲۷)

(۳) " قرآن شریف میں خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کا نام خاتم النبیین رکھ کر۔ اور حدیث میں خود آنحضرت صلعم نے لا نبی بعدی فرما کر اس امر کا فیصلہ فرما دیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی معنوں کے رو سے آنحضرت صلعم کے بعد نہیں آسکتا۔"

(کتاب البریہ حاشیہ ص۱۸۴)

(۴) "قرآن کریم میں ختم نبوت کا بکمال تصریح ذکر ہے۔ اور پرانے یا نئے کی تفریق کرنا۔ یہ شرارت ہے۔ نہ حدیث نہ قرآن میں یہ تفرق موجود ہے۔ اور حدیث لا نبی بعدی میں نفی عام ہے (یعنی ہر قسم کی نبوت کی نفی کی ہے۔ ناقل) پس یہ کس قدر دلیری اور گستاخی ہے کہ۔۔۔۔ نصوص صریحہ قرآن کریم کو عمداً چھوڑ دیا جاوے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جاوے۔"

(ایام الصلح صفحہ ۱۴۶)

ماسوی حضرات غور فرمائیں کہ اگر بعد میں حضرت اقدس نے عقیدہ تبدیل کر کے آنحضرت صلعم کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا تھا، تو یہ دلیری اور گستاخی نہیں۔ اور نصوص صریحہ قرآن کریم اور حدیث لا نبی بعدی کو عمداً چھوڑنا نہیں۔ ہاں حضرت اقدس کی ذات اس سے بری ہے۔

(۵) قرآن شریف۔۔۔۔ آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین میں صریح نبوت کو آنحضرت صلعم پر ختم کر چکا۔" (تحفہ گولڑویہ صفحہ ۸۳)

(۶) "قرآن شریف بعد خاتم النبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ نیا ہو یا پرانا" (ازالہ اوہام صفحہ ۷۶۱)

(۷) "خدا تعالیٰ وعدہ کر چکا ہے کہ بعد آنحضرت صلعم کے کوئی رسول نہیں بھیجا جاوے گا۔"

(ازالہ اوہام صد ۵۸۳)

(۸) "اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے۔ اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے۔ کہ اب جبرائیل بعد وفات رسول اللہ صلعم ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی صلعم کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔"

(ازالہ اوہام صد ۵۷۷)

اب حضرت اقدس کی طرف حقیقی نبوت منسوب کرنے والے پہلے اللہ تعالیٰ صادق الوعد کے قرآنی وعدوں کو اور رسول پاک کی حدیث کی تصریحات کو جھوٹا ثابت کردیں۔ اسکے بعد ہی کسی دوسرے نبی کو لاسکتے ہیں۔ اور پھر

(۹) "جس حالت میں خدا فرمائے کہ تیرے بعد کوئی اور نبی نہیں آئے گا۔ پھر اپنے فرمودہ کے خلاف عیسیٰ علیہ السلام کو بھیجدے پھر کس قدر یہ فعل آنحضرت کی دل آزاری کا موجب ہوگا۔" اس لئے

(۱۰) "میں .... صاف صاف اقرار ......
اس خانۂ خدا مسجد میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء صلعم کی ختم نبوت کا قائل ہوں۔ اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بیدین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔"

(مجموعۂ اشتہارات جلد چہارم صـ۲۳۳)

آخری حوالہ میں ختم نبوت کے بعد حضرت مرزا صاحب کو حقیقی نبی ماننے والے حضرات کے لئے حضرت اقدس بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا فتویٰ بھی قابل غور ہے۔ کاش وہ حقیقتاً حضرت مرزا صاحب کو حکم و عدل تسلیم کرتے، کیوں کہ اب تو خلیفہ صاحب کے مقابلہ میں حضرت اقدس کا فتویٰ درخور اعتناء نہیں سمجھا جاتا۔ پھر حضرت اقدس کا یہ بھی فتویٰ ہے کہ۔ (۱۱) "مکفرین کے اعتراضوں میں سے ایک اعتراض یہ ہے۔ کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے ....
اور اللہ جانتا ہے۔ کہ ان کا یہ قول صریح کذب ہے۔ اور اس میں ذرا بھی سچائی کی چاشنی نہیں۔"

(حمامۃ البشریٰ صـ۷۹-۸۱)

کیوں کہ :۔

(۱۲) "سیدنا و مولینا حضرت محمد صلعم کے بعد کسی دوسرے مدعیٔ نبوت اور رسالت کو کافر اور کاذب جانتا ہوں۔"

(مجموعہ اشتہارات)

اب اس اعلان کے بعد اگر حضرت مدعی نبوت بن جاویں۔ تو وہ نعوذ باللہ اپنے مذکورہ بالا فتویٰ کی رُو سے کافر اور کاذب کیوں نہیں ٹھہرتے؟ لیکن وہ تو اس کی تردید کر کے کہتے ہیں۔ کہ۔

(۱۳) " افتراء کے طور پر ہم پہ یہ تہمت لگاتے ہیں
کہ گویا ہم نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے"
(کتاب البریہ حاشیہ صہ ۱۸۲)

اور کہا:۔

(۱۴) " میں نبوت کا مدعی نہیں۔ بلکہ ایسے مدعی کو
دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔"
(فیصلہ آسمانی صہ ۳)

اس لئے:۔

(۱۵) " جو شخص میرے پہ شرارت سے یہ الزام
لگاتا ہے۔ جو دعویٰ نبوت اور رسالت کا
کرتے ہیں۔ وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے۔"
(ایک غلطی کا ازالہ)

پھر فرماتے ہیں کہ:۔

(۱۶) " جاہل مخالف (اور اب عالم فاضل مرید۔ ناقل) میری
نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی اور رسول ہونے کا
دعویٰ کرتا ہے۔ مجھے کوئی ایسا دعویٰ نہیں۔" (ایک غلطی کا ازالہ)

اور کہا :-

(۱۸) "ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لئے کہتے ہیں کہ اس شخص نے نبوت کا دعوے کیا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر افتراء ہے۔"

(حقیقت الوحی صفحہ ۶۸)

کیوں کہا :-

(۱۹) "اس عاجز نے ان موجودہ علماء (اور اب ربوی علماء فضلاء ناقل) کے مقابل پر کئی مرتبہ خدا تعالیٰ کی قسمیں کھا کھا کر کہا ہیں کسی نبوت کا مدعی نہیں۔ مگر پھر بھی یہ لوگ تکفیر سے باز نہیں آتے۔"

(مکتوب بنام مولوی احمد اللہ امرتسری)

حوالہ جات بالا سے واضح ہے کہ خلیفہ صاحب کا یہ کہنا باطل ہے کہ پہلے حضرت اقدس مرزا صاحب کا یہ خیال تھا کہ نبی صرف شریعت لاکر نبی بن سکتا ہے لیکن بعد میں وحی نازل ہوئی کہ اس کے لئے شریعت لانا ضروری شرط نہیں۔ حالانکہ حضرت اقدس کا تو یہ محکم ایمان تھا۔ جو مسجد میں بڑی تحدی سے قسمیں کھا کر بیان کیا ہے کہ :-

"حضرت محمد صلعم کے بعد کسی مدعی نبوت اور

اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں"۔

خود خلیفہ صاحب کی تحریر زیر عنوان "خاتم النبیین" جو اخبار الحکم ۱۴ مارچ ۱۹۱۱ء میں چھپ چکی ہے کا اقتباس ذیل قابلِ غور ہے :۔

"اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ (حضرت نبی کریم صلعم۔ ناقل) کو خاتم النبیین کے مرتبہ پر قائم کر کے آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا" اور خود ہی اس کی تشریح یوں کر دی کہ "ہمارا ایمان ہے کہ آپ اعلیٰ سے اعلیٰ ترقیات کی ایسی منازل تک پہنچ گئے کہ آپ کی اتباع کی برکت سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں جو بڑے بڑے انبیاء کا مرتبہ رکھتے تھے چنانچہ رسول اکرم فرماتے ہیں کہ اولیائی کانبیاء بنی اسرائیل"۔

اس تحریر سے ثابت ہے کہ مارچ ۱۹۱۱ء تک خلیفہ صاحب کا یہی مذہب تھا کہ نبوت تو ہر قسم کی یعنی تشریعی ہو یا غیر تشریعی ختم ہو چکی ہے۔ اس لئے اسی امت میں حضرت مرزا صاحب سے پہلے ایسے اولیاء آ چکے ہیں۔ جو منصب کے لحاظ سے نبی تو نہ تھے لیکن مرتبہ کے لحاظ سے انبیاءِ بنی اسرائیل کی مانند تھے۔ گویا حضرت خاتم النبیین کی اتباع سے ماضی میں بھی عظیم المرتبت اولیاء اللہ پیدا ہوئے۔ اور آئندہ تا قیامت ہوتے رہینگے لیکن جیسا کہ خلیفہ صاحب نے سوال کے جواب میں کہا ہے۔ اگر فی الواقع حضرت مرزا صاحب نے وحی کے ذریعہ یہ علم پالیا ہوتا کہ غیر تشریعی حقیقی نبوت باقی ہے۔ تو ان کی

وفات کے بعد ۱۹۱۱ء تک خود خلیفہ صاحب کیوں بے خبر رہے۔ کہ ہر قسم کی نبوت کو ختم لکھ دیا۔ یہ اس لئے کہ نہ دراصل حضرت اقدس کو کوئی وحی ہوئی کہ نبوت غیر تشریعی باقی ہے۔ اور نہ اس وقت تک خلیفہ صاحب کو اس کا علم ہوا۔ اس لئے انکا یہی پکا عقیدہ تھا۔ جو فی الحقیقت مصرعہ ذیل میں خود حضرت اقدس کے اپنے بیان کردہ عقیدہ کے عین مطابق بلکہ اس کا صحیح ترجمہ ہے کہ:۔

"ہر نبوت را بر او شد اختتام"

(یعنی ہر قسم کی نبوت حضرت نبی کریم صلعم پہ ختم ہو گئی ہے۔ جس کو الوصیت میں بھی یوں بیان کیا ہے کہ:۔

"اس لئے اس نبوت (یعنی حضرت نبی کریم
صلعم کی نبوت ناقل) پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے۔
اور ہونا چاہیئے تھا۔ کیوں کہ جس چیز کے لئے
ایک آغاز ہے۔ اس کے لئے ایک انجام (یعنی
خاتمہ۔ ناقل) بھی ہے"

(الوصیت صفحہ ۲۸ شایع کردہ انجمن احمدیہ اشاعت اسلام لاہور)

اور حقیقی نبوت کا خواہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی دروازہ بکلی مسدود ہے۔ لہذا خلیفہ صاحب کا یہ کہنا سراسر افتراء ہے۔ کہ ۱۹۰۱ء میں حضرت مرزا صاحب پر وحی آئی تھی۔ کہ ایک شخص نئی شریعت لائے بغیر حقیقی نبی ہو سکتا ہے۔ ورنہ ۱۹۱۱ء میں خود خلیفہ صاحب اخبار میں ایسا مضمون کیونکر شائع کر سکتے تھے

حضرت مرزا صاحب کو مدعیٔ نبوت قرار دینے والے مخالف علماء ہیں یا ربوی احمدی مگر عندیہ دونوں کا مختلف ہے۔ جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مخالف یہودی اور موافق عیسائی ان کی طرف "ابن اللہ" ہونے کا دعوے منسوب کرنے میں تو متفق ہیں۔ لیکن اسی دعویٰ کی بنا پر اگر مخالفین نے اِن کو کاذب ٹھہرایا اور صلیب پر لٹکایا۔ تو ان کی وفات کے بعد وہی دعویٰ منسوب کرکے موافق گروہ ان کو نہ صرف صادق، بلکہ خدا کا بیٹا بھی قرار دیتا ہے اور جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حقیقتاً "خدا کا بیٹا" ہونے کا مدعی قرار دینے میں حق و انصاف سے کام نہیں لیا گیا۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کو مدعیٔ نبوت ٹھہرانے میں مخالف علماء نے ان کی زندگی میں اور مریدوں نے ان کی وفات کے بعد حق و انصاف نہیں کیا۔ اور ان ہر دو بزرگوں کے استعارہ اور مجاز کے الفاظ کو حقیقت سمجھ لیا۔ ایک اصل مسیح تھا تو دوسرا اس کا مثیل چونکہ اُن کے منکرین اور متبعین نے اُن کے انکار اور اعتقاد میں غلو کیا اس لحاظ سے ان میں اشد مشابہت ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے لئے "ابن اللہ" کا لفظ مجازاً استعمال کیا تو اسے کلمہ کفر قرار دے کر یہودی ان کی زندگی میں انہیں سنگسار کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ حالانکہ آپ نے کہا! لفظ ابن اللہ سے سچ مچ خدا کا بیٹا مراد نہیں۔ بلکہ یہ محاورۃ مجازاً استعمال ہوا ہے۔ مگر انہوں نے یہ تشریح قبول نہ کی اور اپنے عقیدہ پر ابتک قائم چلے آتے ہیں۔ مگر طرفہ یہ کہ ان کی وفات کے بعد خود متبعین حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی یہودیوں کے ہمنوا ہو کر انہیں سچ مچ ابن اللہ ہونے کا مدعی قرار دیا۔ اور آج کروڑہا عیسائی یہ ایمان رکھتے ہیں

کہ حضرت عیسیٰ ابن مریم خدا کا بیٹا تھا۔ اور اس نے فی الواقع ابن اللہ ہونے کا دعوےٰ کیا تھا۔

اب مثیل مسیح کا حال سنئے۔ مسیح موعود کے لئے حدیث شریف میں حضرت نبی کریم صلعم نے اپنی پیشگوئی میں نبی کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔ اور ان کے الہامات میں نبی یا رسول کا لفظ بھی وارد ہوا۔ تو آپ نے اپنی تحریرات میں بھی مجاز اور استعارہ کے رنگ میں اپنے لئے نبی کا لفظ استعمال کیا۔ اس پر مخالفین نے آپ پر دعویٰ نبوت کا الزام لگا کر کافر قرار دیا۔ حالانکہ اس کے جواب میں آپ نے بارہا فرمایا کہ:۔

(۱) "یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اپنے اس بندہ پر نازل فرمایا ہے۔ اس میں اس بندہ کی نسبت نبی اور رسول کے لفظ بکثرت موجود ہیں۔ سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ اور خدا کی یہ اصطلاح ہے۔ جو اس نے ایسے لفظ استعمال کئے۔"

(سراج منیر صـ۳)

پھر۔ (۲) "بار بار کہتا ہوں کہ الفاظ رسول اور نبی میرے الہام میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی طرف سے بے شک ہیں لیکن اپنے حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔ اور ایسے ہی وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود

کے لئے آیا ہے۔ وہ بھی اپنے حقیقی معنوں میں اطلاق
نہیں پاتا۔ یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا
ہے جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے۔"

(سراج منیر صفحہ ۳)

اور فرماتے ہیں :-

(۳) "صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہیئے
کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت حقیقی طور پر نبوت
یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور غیر حقیقی طور پر کسی
لفظ کو استعمال کرنا ...... مستلزم کفر نہیں
..... لیکن وہ مکالمات اور مخاطبات جو اللہ جلشانہٗ
کی طرف سے مجھے ملے ہیں جن میں لفظ نبوت اور رسالت
کا بکثرت آیا ہے۔ ان کو بوجہ مامور ہونے کے مخفی
نہیں رکھ سکتا لیکن بار بار کہتا ہوں۔ کہ ان الہامات
میں جو لفظ نبی یا رسول کا میری نسبت آیا ہے۔ وہ
اپنے حقیقی معنوں پر مستعمل نہیں ہے۔"

(انجام آتھم حاشیہ صفحہ ۲۶)

کیونکہ (۴) "یاد رکھنا چاہیئے کہ بعض اوقات الہامات میں
ایسے الفاظ استعارہ اور مجاز کے طور پر اس کے بعض
اولیاء کی نسبت (یعنی حضرت اقدس کے علاوہ

دوسرے اولیاء اللہ کی نسبت بھی۔ ناقل) استعمال
ہو جاتے ہیں۔ اور وہ حقیقت پر محمول نہیں ہوتے
(اس لئے اصل میں۔ ناقل) سارا جھگڑا یہ ہے جس
کو نادان .... اور طرف کھینچ کر لے گئے ہیں
آنے والے مسیح کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان
مقدس حضرت نبوی سے نکلا ہے۔ وہ انہی مجازی
معنوں کی رو سے ہے۔ جو صوفیاء کرام کی کتابوں
میں مسلم اور معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے ورنہ
ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا۔"

(انجام آتھم صـ۲۷ حاشیہ)

اور لکھا ہے۔ (۵) "یہ وہ علم ہے جو خدا نے مجھے دیا ہے....
..... میرے پر یہی کھولا گیا ہے۔ کہ حقیقی نبوت کے
دروازے خاتم النبیین کے بعد بکلی بند ہیں۔ اب نہ کوئی
جدید نبی حقیقی معنوں کی رو سے آسکتا ہے اور نہ
کوئی قدیم نبی۔"

(سراج منیر صـ۶)

مگر ان واضح اعلانات کے باوجود مخالف علماء نے ایک شمانی اور آج
تک حضرت اقدس کو نبوت کا مدعی قرار دیتے اور کافر سمجھتے ہیں۔ لیکن بعینہٖ عیسائیوں
کی طرح اب حضرت مرزا صاحب کے متبعین میں حصہ کثیر نے بھی وفات کے بعد

ان کی طرف دعوےٰ نبوت منسوب کر دیا۔ شاید اس لئے کہ اصل اور مثیل کے دعووں میں کامل مشابہت ہو کر یہ ثابت ہو جائے کہ ان کے منکرین اور متبعین نے ان کے بارہ میں انکار اور اعتقاد میں غلطی اور غلو کیا ہے۔ اور اس طرح حضرت اقدس کا یہ قول سچا ثابت ہوا کہ انکار میں حد سے گزرنے والے اور شیعوں کی طرح اعتقاد میں حد سے گزرنے والے باہم برابر ہیں یعنی حضرت مرزا صاحب کے مخالف اور اعتقاد میں حد سے گزرنے والے موافق (مرید) دونوں غلطی پر ہیں۔ اگر حوالہ بالا ۵ کا مقابلہ خلیفہ صاحب کے اس جواب سے کریں۔ کہ:-

"اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ انہیں بتلایا
کہ ایک شخص شریعت لانے کے بغیر بھی
نبی ہو سکتا ہے۔"

تو خلیفہ صاحب کا یہ بیان صریح کذب قرار دینا پڑے گا۔ کیوں کہ اس کی تائید میں حضرت اقدس کی کسی کتاب۔ رسالہ یا اشتہار کا حوالہ نہیں دیا۔ حالاں کہ خود ربوی حضرات یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ سالہا سال تک حضرت مسیح موعود نبی ہونے سے انکار کرتے رہے اور اپنے آپ کو محدث ظلی اور جزوی نبی لکھتے رہے۔ چنانچہ خلیفہ صاحب فرماتے ہیں:-

(۱) "اپنی بعض تحریرات میں نبی ہونے سے انکار
کرتے رہے۔ اور صاف لکھتے رہے۔ کہ آپ نبی
نہیں، بلکہ محدث ہیں۔ اور یہ کہ آپ کی نبوت

صرف محدثوں والی نبوت ہے نہ کسی اور
قسم کی"

(حقیقت النبوت ص۱۱۹)

(۲) "آپ اپنے الہامات کی یہ تاویل فرماتے کہ نبی سے
مراد محدث ہے۔ اور آپ کا درجہ محدثیت کا ہے
نہ نبوت کا۔ اور نبی کا نام صرف جزوی مشابہتوں
کی وجہ سے رکھ دیا گیا ہے۔ یا لغت کے معنوں کے
لحاظ سے کیوں کہ نبوت کے معنی خبر دینے کے
ہیں۔ پس جو شخص خبر دے وہ جزوی طور پر نبی کہلا
سکتا ہے۔ اور رسول کا نام پا سکتا ہے۔"

(حقیقت النبوۃ ص۱۲۳)

(۳) " اپنے لئے جب نبی کا لفظ الہامات میں دیکھتے تو
اس کے یہ معنی کر لیتے۔ کہ ہر محدث ایک رنگ میں جزوی
نبی ہوتا ہو گا۔ اس لئے مجھے نبی کہا جاتا ہے
اور اس لئے صوفیوں کی معمولی اصطلاح قرار دیتے
تھے۔" (حقیقت النبوۃ۔ ص۱۲۹)

(۴) " ۱۹۰۱ء سے پہلے آپ اپنی نبوت پہلے محدثوں
کی سی نبوت قرار دیتے تھے۔"

(حقیقت النبوۃ ص۱۲۹)

مگر اس واضح اعتراف کے برعکس خلیفہ صاحب کا موجودہ مذہب یہ ہے کہ :-

(۱) "قرآن کریم اور شریعت اسلام کی اصطلاح کی رو سے آپ حقیقی نبی تھے ۔"

(حقیقت النبوۃ ۔ صفحہ ۱۷۴)

(۲) "شریعت اسلام کی اصطلاح کے مطابق جن لوگوں کو نبی کہتے ہیں ۔ اس لحاظ سے تو آپ حقیقی معنوں میں ہی نبی تھے ۔"

(حقیقت النبوۃ صفحہ ۱۸۰)

(۳) "سوائے اس کے چارہ نہیں کہ حضرت مسیح موعود کی نبوت کو محدثوں والی نبوت سے علیحدہ نبوت قرار دیا جاوے ۔ اور وہ ایک ہی نبوت ہے ۔ یعنی نبیوں کی نبوت ۔"

(حقیقت النبوۃ صفحہ ۲۳۹)

ان حوالہ جات کے مقابلہ سے واضح ہو گا کہ خلیفہ صاحب کو اس بات کا اقرار ہے کہ حضرت اقدس کئی سال تک باوجود متواتر اور بار بار وحی کے کہ تم نبی ہو ۔ نبی ہونے سے انکار کرتے رہے اس لئے خلیفہ صاحب کا حالیہ بیان حضرت مسیح موعود کے کم از کم سنہ ۱۹۰۱ء تک کے عقیدہ کے صریح خلاف ہے ۔ لہذا یہ ناجائز الزام ہے کہ حضرت

اقدس نے حقیقی نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ ہاں خلیفہ صاحب کے جواب میں الفاظ" ان کا خیال تھا" خصوصیت سے قابل غور ہیں۔ جو حقیقت کے سراسر خلاف ہیں۔ کیوں کہ حضرت مسیح موعود تو اپنے خیال سے نہیں بلکہ خدا کے الہام کردہ علم کی بناء پر نبوت اور رسالت سے انکار کرتے رہے جیسا کہ سراج منیر میں لکھتے ہیں:۔

" بار بار کہتا ہوں کہ الفاظ رسول اور نبی کے میرے
الہام میں .... بے شک ہیں لیکن اپنے
حقیقی معنوں پر محمول نہیں۔ اور ....
وہ نبی کر کے پکارنا جو حدیثوں میں مسیح موعود کے
لئے ہے۔ وہ بھی .... حقیقی معنوں پر
اطلاق .... نہیں پاتا یہ وہ علم ہے جو
خدا نے مجھے دیا ہے .... میرے پر یہی
کھولا گیا ہے۔ کہ حقیقی نبوت کے دروازے خاتم
النبیین کے بعد بکلی بند ہیں۔"

حوالہ بالا سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت اقدس کا انکار نبوت خدا تعالیٰ کے الہام کا نتیجہ تھا۔ نہ ان کے اپنے خیال کا۔ ہاں جس کو خود حضرت مسیح موعودؑ خدا کا دیا ہوا علم کہتے ہیں۔ خلیفہ صاحب عدالت میں اسے ان کا خیال قرار دیتے ہیں۔

لیکن اس سے قبل اسے نادان مسلمانوں کا عقیدہ قرار دیا تھا۔ اس لئے

حضرت اقدس کی وفات کے بعد مخالف علماء کے ہمنوا ہو کر اور حضرت مسیح موعود کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کر کے خلیفہ صاحب خود ان پر جھوٹا الزام لگاتے ہیں جس کے ثبوت میں ہم خلیفہ صاحب کی تحریر اور مخالف علماء کے فتوے کی عبارت نقل کرتے ہیں۔ اس سے واضح ہو جائے گا کہ ان میں کس قدر مطابقت ہے۔ اور حضرت مسیح موعود کے متعلق غلط عقیدہ وضع کرنے میں ان کے منکرین اور متبعین میں کس قدر مشابہت اور مماثلت پائی جاتی ہے

میاں محمود احمد صاحب خلیفہ قادیان حقیقت النبوۃ صفحہ ۱۲۴ پر لکھتے ہیں	مخالف علماء کا فتویٰ کفر از صفحہ ۷۶ تا ۷۷
حضرت مسیح موعود چونکہ نبی کی تعریف یہ خیال کرتے تھے کہ نبی وہ ہوتا ہے جو نئی شریعت لائے یا بعض احکام منسوخ کرے یا بلا واسطہ نبی ہو۔ اس لئے باوجود اس کے کہ وہ سب شرائط جو نبی کے لئے واقع میں ضروری ہیں آپ میں پائی جاتی تھیں آپ نبی کا نام اختیار کرنے سے انکار کرتے رہے اور گو ساری باتوں کا دعویٰ کرتے رہے	اس الزام کے جواب میں شاید قادیانی یا اس کے حواری یہ عذر پیش کریں اول یہ کہ ہر چند قادیانی نے جس نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ مگر اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیا ہے کہ اس نبوت کا دوسرا نام محدثیت ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نبوت کے دعوے سے محدثیت کا دعویٰ مراد ہے۔ نہ حقیقتاً اور صراحتاً نبی ہونے کا دعوےٰ ۔۔۔۔ جواب یہ ہے کہ اگرچہ قادیانی نے

جن کے پائے جانے سے کوئی شخص نبی ہو جاتا ہے ...... لیکن نہیں جانتے تھے۔ کہ میں دعویٰ کی کیفیت تو وہ بیان کرتا ہوں جو نبیوں کے سوا کسی میں پائی نہیں جاتیں۔ اور نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں۔

یہ بات کہہ دی ہے۔ کہ جس نبوت کا اسکو دعویٰ ہے۔ اور اس کا دروازہ قیامت تک کھلا رہے گا۔ اس کا دوسرا نام محدثیت ہے۔ اور اسی کا وہ مدعی ہے۔ مگر ساتھ ہی اس کے اس نے محدثیت کے معنی ایسے بیان کئے اور اس کی ...... ایسی تشریح کر دی ہے کہ بجز نبوت کچھ مراد نہیں ہو سکتا۔

ان حوالجات سے یہ بات واضح ہوتی ہے۔ کہ مخالف علماء نے پہلے اور خلیفۂ قادیان نے بعد میں یکساں وجوہ کی بناء پر حضرت مرزا صاحب کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کیا۔ ایک نے کہا محدثیت کا مدعی ہے۔ مگر اس کی ایسی تشریح کر دی کہ بجز نبوت کے کچھ مراد نہیں ہو سکتا۔ تو دوسرے نے لکھا، کہ دعویٰ کی وہ کیفیت بیان کرتے ہیں۔ جو نبیوں کے سوا کسی میں پائی نہیں جاتی۔ مگر نبی ہونے سے انکار کرتے ہیں یہ ایک اعجازی توارد ہے۔ ورنہ خلیفہ صاحب کو اگر فتویٰ کفر کی عبارت یاد ہوتی تو وہ کچھ مختلف وجوہات تلاش کرتے۔ مخالف علماء نے تو حضرت مرزا صاحب کی زندگی میں ہی ان پر دعویٰ نبوت کا الزام لگایا جس کو حضرت اقدس نے سراسر افتراء اور صریح کذب قرار دیا تھا۔ مگر انکی وفات کے بعد اگر خلیفہ صاحب انہی وجوہات کی بنا پر وہی الزام دہرائیں تو لازماً وہ بھی صریح کذب ہو گا جس سے مخالف اور غالی موافق میں منشا بہت ثابت ہوتی ہے۔ جس طرح یہود

نے حضرت مسیح کی زندگی میں جو الزام لگایا تھا۔ نصاری نے ان کی وفات کے بعد وہی الزام لگایا۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کا واقعہ ہے کہ مخالفین نے جو الزام ان کی زندگی میں لگایا مریدین نے ان کی وفات کے بعد وہی الزام دہرایا۔ مگر چونکہ حضرت مرزا صاحب اپنی زندگی میں ہی مخالفین کو کاذب قرار دے چکے ہیں۔ تو موافقین کے لئے جو منطقی نتیجہ اخذ ہو سکتا ہے۔ وہ ربوی حضرات خود نکال لیں۔ اور ہمیں معاف رکھیں اگر ہم اس نتیجہ کا مطالبہ اور تقاضا بھی کریں۔

پھر یہ بھی ایک تصرّف خداوندی ہے۔ کہ مخالف علماء اپنے فتوئے کفر کی عبارت کو خود "اس الزام" کے الفاظ سے شروع کرتے ہیں۔ یعنی ان کا فتوئ فی الحقیقت ایک الزام ہے حقیقت نہیں۔ لہذا اگر خلیفہ صاحب کی تحریر بالا کو غور سے دیکھا جائے۔ تو وہ بھی بے بنیاد الزام ہے حقیقت نہیں۔ کیوں کہ بقول خلیفہ صاحب حضرت مرزا صاحب ان ساری باتوں کا دعوئ کرتے رہے جن کے پائے جانے سے ایک شخص نبی ہو جاتا ہے۔ مگر ان کو نبی کی شرائط خیال نہ کر کے نبی ہونے سے انکار کرتے رہے۔ حالانکہ مخالف علمائے نے اپنے فتوئے میں توجہ بھی دلائی۔ کہ آپ کا دعوئ تو نبوت کا ہے۔ مگر نبی ہونے سے انکار کرتے ہو۔ لیکن حضرت مرزا صاحب نے خدا سے علم پا کر علماء کی بات کو سراسر افتراء اور کذب قرار دیا۔ تو اب یہی فتوئے خلیفہ صاحب کے لئے بھی مقدر ہے۔ جو حضرت اقدس کی طرف یہ الزام لگاتے ہیں۔ کہ وہ خدا تعالیٰ سے وحی اور الہام پا کر بھی اپنے خیال کی بنا پر نبی ہونے سے انکار کرتے تھے

اور بقول خلیفہ صاحب اس کی وجہ یہ تھی کہ :-

"مسئلہ نبوت کے متعلق حضرت مسیح موعود پہ دو زمانے گزرے ہیں۔ کہ آپ کو جب اللہ تعالیٰ کی وحی میں نبی کہا جاتا۔ تو آپ اسی پرانے عقیدہ کی بناء پر جو اس وقت کے مسلمانوں میں پھیلا ہوا تھا۔ اپنے آپ کو نبی قرار دینے کی بجائے ان الہامات کے یہ معنی کر لیتے کہ نبی سے مراد ایک جزوی نبوت ہے۔"

(القول الفصل ص۱۹)

یعنی خلیفہ صاحب کا فرمان ہے۔ کہ خدا تعالیٰ سے کامل نبی ہونے کی وحی اور بشارت پانے کے باوجود حضرت اقدس مسلمانوں کے پرانے عقیدہ کے مطابق اسے جزوی نبوت قرار دے لیتے تھے۔ پھر مسلمانوں کے پرانے عقیدہ کے متعلق خلیفہ صاحب یوں رقمطراز ہیں کہ :-

" نادان مسلمانوں کا یہ خیال تھا کہ نبی کے لئے یہ شرط ہے۔ کہ وہ نئی شریعت لائے یا پہلے احکام میں کچھ منسوخ کرے یا بلا واسطہ نبوت پا وے۔" (حقیقت النبوت ص۱۲۳)

اور ۲ " حضرت مسیح موعود بے شک ایک وقت تک نبی کی وہی تعریف کرتے رہے جو آج کل کے مسلمان کرتے

ہیں۔" حقیقت النبوۃ ص۱۴۱)

۳ "نبوت کی آپ پہلے اور تعریف کرتے رہے
جو عوام کے .... عقیدہ کے مطابق
تھی۔ لیکن بعد میں مزید انکشاف پر وہ
غلط معلوم ہوئی

(حقیقت النبوۃ ص۱۴۲)

اقتباسات بالا میں خلیفہ صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب خدا تعالیٰ سے علم پانے کے باوجود سالہا سال تک نبی کی وہی تعریف کرتے رہے جو نادان مسلمانوں کا پرانا عقیدہ تھا۔ اب اگر ایسا عقیدہ رکھنے والے نادان تھے۔ تو اللہ تعالیٰ سے علم پانے کے باوجود حضرت مسیح موعود ایسا عقیدہ رکھنے اور اس پر اصرار کرنے پر۔ نعوذ باللہ نادان بلکہ اللہ تعالیٰ کے نافرمان کیوں نہ ہوئے؟ اور اگر حضرت اقدس کے متعلق ایسا بیہودہ اور نامعقول عقیدہ رکھ کر ربوی حضرات اُن کا درجہ اور رتبہ بڑھانا سمجھتے ہوں تو یہ ان کو مبارک ہو۔ ورنہ عوام کا فتویٰ تو یقیناً اس کے برعکس ہوگا۔ اور "نعوذ باللہ" ایسے نادان نافرمان کو صرف ربوی حضرات ہی نبی بنا سکتے ہیں۔ جو اپنی عقل اور خرد پیر کی نذر کر چکے ہیں۔ ورنہ کوئی عقلمند انسان تو اسے تسلیم نہیں کرے گا۔ اور یہ کہنا بھی بالکل غلط ہے کہ نبوت کی ایسی تعریف نادان مسلمان کرتے تھے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ نبوت کی جامع تعریف کے لئے خود حضرت اقدس مرزا صاحب ہی

یہ شرائط ضروری قرار دیتے تھے۔ دیکھو الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء جس کا حوالہ پہلے نقل کیا جا چکا ہے۔ پھر یہ سوال بھی خود خلیفہ صاحب ہی نے اُٹھایا ہے کہ اگر عوام کا یہ عقیدہ غلط تھا۔ اور قرآن کریم میں ان شرائط کا ذکر ہی نہیں تھا۔ تو حضرت مرزا صاحب جو:-

"قرآن کے عاشق تھے .... اور باریک
در باریک مطالب پہ آگاہ تھے۔ پھر اس مسئلہ میں
کیوں آپ دھوکہ میں رہے"
(حقیقت النبوۃ ص۱۴۳)

اور اس کا جواب خود ہی دیتے ہیں:-

"کہ غلطی اسی طرح ہوئی۔ جس طرح مسیح کی
وفات کے متعلق ہوئی۔"

اور پھر وفات مسیح اور ختم نبوت کے متعلق حضرت اقدس کا غلط عقیدہ رکھنے کی مطابقت دکھانے کیلئے فرماتے ہیں:-

"اسی طرح نبوت کا مسئلہ بھی تھا کہ باوجودیکہ الفاظِ
قرآن شاہد تھے۔ کہ نبی کے لئے شریعت لانے یا براہِ راست
نبوت پانے کے لئے کوئی شرط نہیں۔ لیکن پھر بھی قرآن
کریم میں خاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی
کے الفاظ شبہ پیدا کرتے تھے۔ کہ
اس امت میں نبی کا آنا محال ہے۔ اور
عوام کا یہی عقیدہ تھا۔ کہ نبی وہی ہوتا ہے جو شریعت

جدیدہ لائے۔ یا براہِ راست نبوت پا دے۔ پس
اس غلطی کا لگ جانا بھی کچھ بعید نہ تھا۔"

(حقیقت النبوت صـــ ۱۱۳)

حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ختم نبوت کی تائید میں خود حضرتِ اقدس اخیر تک ساہی دو باتوں یعنی قرآنی الفاظ خاتم النبیین اور حدیث لانبی لعدی ہی کو بطور دلیل پیش کرتے رہے۔

اب اگرچہ خلیفہ صاحب کی مذکورہ تحریرات کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ تاہم مندرجہ ذیل امور قارئین کی توجہ اور غور کے لایق ہیں:-

(۱) خلیفہ صاحب کا یہ کہنا کہ نادان مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق نبی کے لئے یہ شرائط ہیں کہ وہ نئی شریعت لائے یا پہلے احکام میں سے کچھ منسوخ کرے۔ یا بلا واسطہ نبوت پادے۔ سراسر غلط ہے۔ کیوں کہ یہ عقیدہ تو دراصل خود حضرت اقدس مرزا صاحب ہی کا ہے جو نبی کے لئے مذکورہ تین کی بجائے چار شرائط ضروری قرار دیتے ہیں۔ ان میں چوتھی شرط یہ ہے کہ:-

"کسی نبی سابق کی امت نہ کہلائے"

ملاحظہ ہو اخبار الحکم ۱۷ اگست ۱۸۹۹ء
ان شرائط کو حضرت اقدس اسلام کی اصطلاح میں نبی اور رسول کی تعریف قرار دیتے ہیں۔

اس لئے یہ عقیدہ نادان عوام کا نہیں۔ بلکہ خود حضرت مسیح موعود کا ہے۔ سو خلیفہ صاحب نے نادان ہونے کی زد کہاں لگائی قارئین خود قیاس کرلیں۔

(۲) اگر نادان عوام کا یہ عقیدہ ہوتا۔ تو وہ حضرتِ اقدس کو مدعیٔ نبوت کیوں کر قرار دیتے۔ اور ان پر کفر کا فتویٰ کیسے لگاتے جبکہ ان چہار شرائط میں سے کوئی ایک بھی حضرت اقدس میں نہیں پائی جاتی۔ یعنی نہ وہ نئی شریعت لائے نہ کوئی سابق حکم منسوخ کیا۔ نہ براہِ راست نبی ہوئے۔ بلکہ ایک سابق نبی حضرت محمد رسول اللہ صلعم کی امت کہلائے۔ اور ان کی کامل متابعت سے فنافی الرسول کا درجہ پایا۔ کاش کہ خلیفہ صاحب اپنی تائید میں کسی ایک نادان مسلمان کا حوالہ ہی پیش کر دیتے جس میں نبی کیلئے یہ شرائط ضروری قرار دی گئی ہوں۔

(۳) نادان مسلمانوں کا ایسا عقیدہ رکھ کر حضرت مرزا صاحب کے لئے (بقول خلیفہ صاحب) نادان بلکہ اللہ تعالیٰ کا نافرمان بن جانا اس لئے بعید نہ تھا کہ اگرچہ قرآن شاہد تھا۔ کہ شریعت لانا یا براہِ راست نبوت پانا نبی کے لئے شرط نہیں تھی۔ تاہم قرآن میں آیت

خاتم النبیین اور حدیث لانبی بعدی
کی شہادت ابتک موجود ہے جنہیں حضرت اقدس
نے خود ایک لاینحل روک لکھا ہے جو باب نبوت
ہمیشہ کے لئے بند کرتی ہے۔ تو بعد میں دعویٰ
نبوت کرتے وقت یہ شبہ کیوں پیدا نہ ہوا۔ اور
اسلئے اس امت میں اب نبی کا آنا محال کیوں نہیں رہا۔
حالانکہ حضرت اقدس تو فرماتے ہیں:۔

"قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ نے
آنحضرت صلعم کا نام خاتم النبیین رکھا اور حدیث
میں خود آنحضرت صلعم نے لانبی بعدی فرماکر
اس امر کا فیصلہ فرما دیا تھا کہ کوئی نبی نبوت کے حقیقی
معنوں کی روسے آنحضرت صلعم کے بعد نہیں آسکتا۔"
(کتاب البریہ حاشیہ صـ۱۸۴)

اس لئے چاہیئے تھا کہ خلیفہ صاحب اس کے برعکس کوئی حوالہ پیش کرتے جس سے معلوم ہوتا کہ اپنے مذکورہ فیصلہ کے بعد اللہ نے نبیوں کے آنے کا نیا فیصلہ کب اور کہاں صادر فرمایا۔ اور آیت خاتم النبیین کب منسوخ قرار دی گئی۔ وگرنہ اب تو خلیفہ صاحب کا مقال استدلال بے بنیاد الزام ہے۔ کیوں کہ

(۴) حضرت اقدس الوصیت میں جو ۱۹۰۵ء میں لکھی گئی فرماتے ہیں:۔

" بعض افراد نے باوجود امتی ہونے کے نبی کا خطاب
پایا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ یہی معنے اس فقرہ کے
ہیں ۔ جو آنحضرت نے مسیح موعود کے حق میں فرمایا
کہ نبی اللہ اور امامکم منکم یعنی وہ نبی
بھی ہے اور امتی بھی ۔ مبارک وہ جو اِس نکتہ کو سمجھے
تا ہلاک ہونے سے بچ جائے "

اسی لئے حسب فرمان مسیح موعود علیہ السلام اب جماعتِ ربوہ ہلاکت سے تب بچ سکتی ہے کہ اس نکتہ کو سمجھے ؛ ۔ مصرعہ

اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا

(۵) علماء کے فتوے سے واضح ہوتا ہے ۔ کہ حضرت اقدس مرزا صاحب اپنی زندگی میں ہی دعوئ نبوت سے انکار اور محدث ہونے کا اقرار کر کے ان کے فتوئ کفر کی تردید کر گئے ہیں چنانچہ حمامۃ البشریٰ میں لکھتے ہیں :-

" اِن لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا ۔ بلکہ
یہی کہا کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے ۔ اور اللہ
جانتا ہے کہ اُن کا یہ قول صریح کذب ہے
اور اس میں ذرا بھی سچائی کی چاشنی نہیں
اور اس کو انہوں نے اس لئے تراشا ہے کہ

لوگوں کو تکفیر، گالی اور لعن طعن پر اکسائیں۔"

کیا اس حوالہ کی روشنی میں اب حضرت اقدس کی وفات کے بعد خلیفہ صاحب کا اُن کی طرف دعوئے نبوت منسوب کرنا صریح کذب نہیں؟ اور اُن کا یہ قول لوگوں کو تکفیر، گالی گلوچ اور لعن طعن پر نہیں اکساتا۔ اور آئے دن اسی فاسد عقیدہ کی بناء پر احمدیوں کے خلاف قیامت خیز فسادات بپا نہیں کئے جاتے؟ کیا خلیفہ صاحب کے باطل ہونے کے لئے یہ دلیل کافی نہیں؟

(۶) اگر خلیفہ صاحب حضرت اقدس کی وفات کے بعد حضرت اقدس کی زندگی میں ہی یہ کہتے کہ آپ نبی کا نام اختیار کرنے سے اس لئے انکار کرتے ہیں کہ آپ نبی اور محدث کی تعریف میں فرق نہیں جانتے اور اس لئے شرائط تو نبی کی بیان کرتے ہیں مگر مراد اس سے محدث لیتے ہیں۔ اور باوجودیکہ آپ کو اللہ تعالیٰ اپنی وحی اور الہام میں بار بار نبی کہتا ہے پھر بھی آپ نادان مسلمانوں کے پرانے عقیدہ کے مطابق خدائی حکم کو ٹھکرا کر انکار پر ہی مصر ہیں۔ اور نبی کی بجائے محدث ہونے کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ تو کیا خلیفہ صاحب کی یہ بات اور ایسا عقیدہ حضرت مرزا صاحب مان لیتے اور کہتے کہ ہاں میں فی الواقع بے علم ہوں۔ اور نہ نبی اور نہ محدث کی صحیح تعریف جانتا ہوں۔ اس لئے اپنے خیال سے خدا کے الہام اور وحی کی تاویل کر کے نبی کہلانے سے انکار کرتا ہوں حالانکہ بقول پسرم محمود میاں واقعی مجھ میں وہ سب شرائط بھی پائی جاتی ہیں۔ جن کے

پائے جانے سے ایک شخص نبی ہو جاتا ہے۔ مگر صد افسوس کہ میں ہوں کہ اپنی بے علمی اور نادانی سے اللہ تعالیٰ کی لگاتار وحی اور الہام کے باوجود نہ صرف نبی ہونے سے بلکہ اپنی وحی اور الہام کا بھی انکار کرتا ہوں۔ اس لئے علما سچے ان کا فتویٰ کفر برحق۔ اور نعوذ باللہ میں جھوٹا۔ لہذا علماء کے فتویٰ کفر کا مستحق۔ یا اس کے برعکس یہ فرماتے جیسا کہ فی الواقع فرما گئے ہیں کہ چونکہ میرا بیٹا (یعنی خلیفہ صاحب ربوہ) کچھ اپنی بے علمی کے باعث اور کچھ خود خلیفہ بننے کے شوق اور ہوس میں مکفر علماء کی قائم کردہ وجوہات کو سچا سمجھ کر مجھ غیرنبی کی طرف نبوت کا دعویٰ منسوب کرتا ہے۔ اور اس لئے بظاہر تو وہ مجھے نبی بناتا ہے۔ مگر درحقیقت مجھے اپنی وحی اور الہام کا منکر بھی قرار دیتا ہے۔ کہ باوجود خدا سے علم دیئے جانے کے میں اپنے خیال سے نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں۔ لہذا مکفر علما کی طرح میرے بیٹے (یعنی خلیفہ صاحب ربوہ) کا بھی یہ سراسر افتراء۔ صریح کذب۔ جہالت اور شرارت ہے۔ جو یہ کہتا ہے کہ میں مدعیٔ نبوت ہوں۔ کیوں کہ اگر میرے بیٹے کا یہ الزام صحیح مان لیا جائے تو ثابت ہوگا۔ کہ میں اپنی وحی اور الہام پر ایمان نہیں رکھتا۔ حالانکہ میں تو وہ شخص ہوں جس کے لئے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیشگوئی فرما گئے اور اللہ تعالیٰ نے کثرت مکالمہ اور مخاطبہ سے مجھے اس قدر سرفراز فرمایا ہے۔ کہ مجدد اعظم بنا کر نبی کا نام بطور خطاب عزت بخشا اور اسی خطاب عزت کو میرا بیٹا (یعنی خلیفہ ربوہ) حقیقت سمجھ کر مجھے ناجائز طور نبی بناتا ہے لیکن بایں ہمہ وہ مجھے نعوذ باللہ اس قدر کم فہم اور بے علم بھی کہتا ہے کہ جو بات مخالف علماء کو اور میرے اولی العزم بیٹے کو سمجھ آگئی وہ بات

خود مجھے سمجھ نہ آئی حالانکہ میں عمر بھر یہ اعلان بھی کرتا رہا ہوں۔ کہ :-

" یہ وہ علم ہے۔ جو مجھے خدا نے دیا ہے۔
جس نے سمجھنا ہو سمجھ لے۔"

کیا اس سے میری طرف دعوئے نبوت کا بے بنیاد الزام منسوب کرنے والا خود گمراہ اور جادۂ صدق وصفا سے بہت دور نہیں ہو جاتا۔ اور کیا میرے بیٹے پر یہ مقولہ صادق نہیں آتا۔ کہ :-

ہر کہ خود گم است کرا رہبری کند

(۷) پھر خلیفہ صاحب حضرت اقدس کو ایسا ملہم ثابت کرتے ہیں۔ جن کو نعوذ باللہ اپنی وحی اور الہام پر پورا یقین اور محکم ایمان نہ تھا۔ اور اس لئے اُن کی غلط تاویل کر لیتے تھے۔ وگرنہ بقول خلیفہ صاحب انہیں اپنی وحی اور الہام کی صداقت اور حقانیت پر یقین دلانے کے لئے اللہ تعالیٰ کو لگاتار تئیس سال نہ لگتے۔ حالانکہ ملہمین، صادقین کو تو اپنی وحی پر کامل یقین ہوتا ہے جیسا کہ فی الواقعہ حضرت اقدس کو تھا۔ اور وہ اپنے الہامات پر محکم ایمان رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ عمر بھر نبی ہونے سے انکار کرتے رہے۔

بے جا نہ ہوگا کہ یہ ثابت کرنے کے لئے صادق ملہمین کو تو اپنی وحی اور الہام پر اس قدر محکم یقین ہوتا ہے کہ وہ ان کی بنا پر اپنے پیارے بیٹوں تک کو بلا چون وچرا قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ دو مثالیں پیش کردوں۔ پہلی مثال ایک نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ہے۔ جن کو خواب میں دکھایا گیا کہ وہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ ذبیح اللہ کو ذبح کر رہے ہیں۔

تو وہ اپنے بیٹے کی گردن پہ بلا حجت وحیل اور تاویل وِدلیل چھری پھیرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ اور سعادت مند بیٹے کو بھی اپنے باپ کے رویا کے منجانب اللہ ہونے پر اس قدر محکم یقین تھا کہ بغیر حجت قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ سبحان اللہ کیا یقین اور محکم ایمان ہے ؎

فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آدابِ فرزندی۔

دوسری ایک ملہمہ حضرت اُم موسیٰ ہیں۔ جو غیر نبی ہیں۔ مگر ان کو کلام الٰہی پہ اس قدر کامل یقین تھا۔ کہ حکم الٰہی کے ماتحت اپنے لختِ جگر کو بلا خوف و ہراس صندوق میں بند کر کے اس یقین محکم کے ساتھ دریا میں دھکیل دیا کہ اللہ تعالیٰ صادق الوعد کے الہام کے مطابق اس کا بچہ ہر قسم کے خطرہ اور ضرر سے محفوظ رہے گا۔ اور وہ نہ صرف محفوظ رہا بلکہ خود بچوں کے قتل کا حکم دینے والے فرعون کے گھر میں پرورش پا کر جوان ہوا۔ ایک بیٹا تو اپنے ملہم باپ کی وحی پر اس قدر ایمان رکھتا ہے۔ کہ جان تک قربان کرنے کے لئے حاضر کرتا ہے۔ اور دوسرا اپنے باپ کو اپنی وحی اور الہام کا منکر قرار دیتا ہے۔ مگر خود اس کا خلیفہ بننے کے لئے اسے نبی بھی مانتا ہے۔ چنانچہ حضرت نصرا صاحب کو بھی اپنے الہام پر کامل یقین تھا۔ اور انہوں نے اس کے مطابق عمل کیا۔ اور

(۸) اگرچہ خلیفہ صاحب ربوہ نے بعد میں ان کی پوزیشن مشکوک کر دی تاہم اللہ تبارک و تعالیٰ کو یہ کیسے منظور ہو سکتا تھا۔ کہ وہ اپنے امام زمان اور مسیح دوران کی پوزیشن کو مخالفین اور غلو کرنے والے متبعین کے ناجائز

اعترافات اور بے بنیاد الزامات سے پاک کئے بغیر چھوڑ دینا۔ لہٰذا اس بارہ میں
حضرت اقدس تریاق القلوب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک واقعہ بطور
نشان درج فرما گئے ہیں۔ کہ :۔

"ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گورداسپور نے اپنے حکم
۲۴ فروری ۱۸۹۹ء میں مولوی محمد حسین سے
اس اقرار پر دستخط کرائے۔ کہ وہ آئندہ مجھ
دجال، کافر اور کاذب نہیں کہے گا۔۔۔۔۔۔
۔۔۔۔۔۔ اس اقرار کے بعد وہ استفتاء
اس کا کہاں گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اگر وہ
اس فتویٰ کے دینے میں راستی پر ہوتا تو۔۔۔۔
۔۔۔۔۔۔ حاکم کے روبرو یہ جواب دینا چاہیئے
تھا۔ کہ میرے نزدیک بے شک یہ کافر ہے
بالخصوص جس حالت میں خدا کے فضل و کرم
سے اب تک اور اخیر زندگی تک میں انہی عقاید
پر قائم ہوں جن کو محمد حسین نے کلمات کفر قرار
دیا ہے تو پھر یہ کس قسم کی خیانت ہے۔ کہ اس
نے حاکم کے خوف سے اپنے تمام فتووں کو
برباد کر دیا۔۔۔۔۔۔۔ اس سے
زیادہ اور کیا ذلت ہوگی اس شخص نے اپنی

عمارت کو اپنے ہاتھوں سے گرا دیا۔۔۔۔۔

۔۔۔۔ ہاں یہ سچ ہے کہ اس نوٹس پر میں نے بھی دستخط کئے ہیں۔ مگر اس پر منصفوں کے نزدیک میرے پر کچھ الزام نہیں آتا۔ اور نہ ایسے دستخط میری ذلت کا موجب ٹھہرتے ہیں۔ کیوں کہ ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے۔ کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔"

چوں کہ خلیفہ صاحب کی تحریر اور فتویٰ کفر کا مضمون باہم مشابہت رکھتے ہیں۔ اِس لئے خلیفہ صاحب نے بھی حضرت مرزا صاحب کی طرف ناجائز طور پر دعویٰ نبوت منسوب کیا۔ اور ایک نئی امت بنانے کی عمارت کھڑی کر رہے تھے۔ کہ عوام اور حکام کے ڈر سے تحقیقاتی عدالت کے روبرو اپنے تمام فتووں کو برباد کرلیا۔ اور بقول حضرت اقدس اپنی عمارت کو اپنے ہاتھوں سے گرایا۔

حضرت اقدس کے اس مندرجہ بالا نشان میں امور ذیل قابل غور ہیں :۔

(۱) حضرت اقدس کے اُن الفاظ ہیں کہ "میں ابتک اور اخیر زندگی تک اِنہی عقائد پر قایم ہوں جن کو محمد حسین نے کلمات کفر قرار دیا ہے" ایک پیشگوئی تھی کہ بعض لوگ حضرت اقدس پر ان کی وفات کے بعد بھی تبدیلی عقیدہ کا بے بنیاد الزام لگائیں گے۔ مگر حضرت اقدس تو آخیر

زندگی تک اپنے انہی عقائد پر قایم رہنے کا دعوی کرتے ہیں۔ جو ۱۴ فروری ۱۸۹۹ء کو نوٹس پر دستخط کرتے وقت اُن کے تھے۔ وگرنہ "اب تک" کے بعد "اخیر زندگی تک" کے الفاظ بڑھانا بے معنی تھا۔ لہذا اس میں معجزانہ طور پر خلیفہ صاحب کے اس باطل الزام کی قبل از وقت تردید ہے جو انہوں نے حضرت اقدس پر اب لگایا ہوا ہے۔ کہ اس واقعہ کے بعد ۱۹۰۱ء میں انہوں نے اپنا سابقہ عقیدہ بدل کر حقیقی نبوت کا دعویٰ کر لیا تھا۔ اگر ایسا ہوتا تو یہ واقعہ تریاق القلوب میں درج نہ ہوتا۔ جو ۱۹۰۲ء میں شائع ہوئی جبکہ بقول خلیفہ صاحب عقیدہ بدل کر مرزا صاحب مدعیٔ نبوت بن چکے تھے۔

(۲) حضرت اقدس کے جن الفاظ کو مولوی محمد حسین نے دعویٰ نبوت اور کلمات کفر قرار دے کر فتوئے کفر لگایا تھا۔ بقول حضرت اقدس وہ اس میں راستی پر نہ تھا۔ تو بعد ازاں اگر انہی الفاظ کی بناء پر خلیفہ صاحب دعوائے نبوت منسوب کریں تو وہ کیوں کر راستی پر ہو سکتے ہیں۔

(۳) مولوی محمد حسین نے خیانت کر کے عدالت کے خوف سے اپنے فتوؤں کو برباد کیا اور اس طرح اپنی عمارت کفر کو خود گرا کر اپنی ذلت کی تھی تو خلیفہ صاحب عدالت کے روبرو وہی ڈرامہ دُہرا کر حضرت اقدس کے الفاظ خیانت اور ذلت کے فتوے سے کیسے بچ سکتے ہیں۔

(۴) بقول حضرت اقدس خود اُن کا نوٹس پر دستخط کرنا اس لئے قابل الزام نہ تھا۔ اور نہ یہ اُن کی ذلت کا موجب ٹھیرتا ہے۔ کہ اُن

کا تو ابتداء سے اخیر تک یہی مذہب رہا۔ (جس کو اب خلیفہ صاحب نے بھی عدالت کے روبرو تسلیم کر لیا ہے) کہ ان کے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص اور خود محمد حسین کافر اور دجّال نہیں ہو سکتا۔ ہاں اگر خلیفہ صاحب اب تریاق القلوب کی اس عبارت کو منسوخ قرار دیں تو حضرت اقدس کی یہ دلیل باطل ہو جائے گی۔ اور انکا نوٹس پر دستخط کرنا ان کے لئے نعوذ باللہ باعث خیانت و ذلت ہوگا۔ کیوں کہ اس صورت میں مولوی محمد حسین کا فتویٰ تکفیر صحیح ثابت ہوگا۔ گویا قدرت نے انکار میں حد سے بڑھنے والے اور شیعوں کی طرح اعتقاد میں غلو کرنے والے ہر دو سے یہ انتقام لیا کہ عدالت ہی میں دونوں نے عدالت کے خوف سے اپنے فتوؤں کو برباد کیا۔ ؎

فادر کے کاروبار نمودار ہو گئے
کافر جو کہتے تھے وہ نگوں سار ہو گئے

(۶) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس طرح حضرت اقدس مرزا صاحب کا اصل دعویٰ اور پوزیشن بھی خود مخالف یعنی محمد حسین اور موافق یعنی خلیفہ صاحب ربوہ کے بیانات سے واضح ہو گئی کہ حضرت اقدس نے کبھی بھی حقیقی نبی ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ اور نہ ہی انہوں نے اپنی وحی یا الہام کی کوئی تاویل کی بلکہ کامل یقین اور محکم ایمان کے ساتھ حقیقی نبوت سے انکار اور ظلی بروزی مجازی نبوت ہو یعنی محدثیت کا دعویٰ کرتے رہے۔ کیوں کہ خلیفہ صاحب کے بیان سے تحقیقاتی عدالت کے فاضل ججوں نے یہی تاثر اپنی رپورٹ میں لکھا ہے

اور جو جناب جلال الدین شمس نے اپنی کتاب "تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ پر ایک نظر" کے صفحہ ۱۰۸ پر درج کیا ہے فاضل ججوں نے احمدیوں کی طرف منسوب کر کے ختم نبوت کی یہ تشریح لکھی ہے :۔کہ !

"مرزا غلام احمد صاحب نے نبی کا لفظ اپنے لئے ایک خاص معنی میں استعمال کیا ہے۔ اور وہ اصطلاحی مفہوم کے اعتبار سے نبی نہ تھے یعنی وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسا پیغام نہ لائے تھے جس سے سابقہ پیغام کی تنسیخ یا ترمیم یا ابزادی لازم آتی ہے۔ اور اُن کا دعویٰ تشریعی نبوت کا نہیں بلکہ ظلی یا بروزی نبوت کا ہے۔"

پھر لکھتے ہیں :۔

"ہمارے سامنے جو موقف اختیار کیا گیا ہے۔ وہ واضح طور پر یہ ہے۔ کہ مرزا غلام احمد اپنے آپ کو محض اس لئے نبی کہتے ہیں۔ کہ ان کو ایک الہام میں اللہ تعالیٰ نے نبی کر کے مخاطب کیا تھا۔۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور مرزا صاحب کی وحی پر ایمان نہ لانے سے کوئی شخص خارج از اسلام قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔"

(فاضل ججوں کی رائے کے متعلق شمس صاحب فرماتے ہیں ۔ ناقل)

"یہ موقف کوئی نیا مؤقف نہیں۔ بلکہ وہی پرانا
مؤقف ہے۔ جو حضرت بانئے جماعت احمدیہ
نے اپنی کتب میں بار بار بیان کیا ہے۔

دشمس صاحب نے یہاں یہ واضح نہیں کیا کہ پرانے موقف سے مراد ۱۹۰۱ء
سے پہلے کا مؤقف ہے یا تبدیلی عقیدہ کے بعد کا موقف۔ ہاں اس کے بعد
شمس صاحب نے فاضل ججوں کی رائے کی تائید میں حضرت مرزا صاحب کے
چند حوالے نقل کئے ہیں ان میں سے ایک درج ذیل ہے۔ حضرت اقدس
فرماتے ہیں :۔

"یاد رہے کہ بہت سے لوگ میرے دعویٰ
میں نبی کا لفظ دیکھ کر دھوکہ کھاتے ہیں۔ اور خیال
کرتے ہیں کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ
کیا ہے جو پہلے زمانہ میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے۔
...... لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں میرا
ایسا دعویٰ نہیں ہے۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی مصلحت اور
حکمت نے آنحضرت صلعم کے افاضہ روحانی کا کمال
ثابت کرنے کیلئے یہ مرتبہ بخشا ہے۔ آپ کے
فیض کی برکت سے مجھے مقام نبوت تک پہنچایا۔ اس
لئے میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ بلکہ ایک پہلو
سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔ اور میری

نبوت آنحضرت صلعم کی ظل ہے۔ نہ اصل نبوت۔
اسی وجہ سے حدیث اور الہام میں جیسا کہ میرا
نام نبی رکھا گیا ہے۔ ویسا ہی میرا نام امتی بھی رکھا
ہے۔ تا معلوم ہو کہ ہر ایک کمال مجھ کو آنحضرت
صلعم کی اتباع اور آپ کے ذریعہ سے ملا ہے"

یہ حوالہ جوں کہ شمس صاحب نے نقل کیا ہے۔ اس لئے دہلوی حضرات کے لئے قوی تر حجت ثابت ہوگا۔ حضرت اقدس کے اُن الفاظ سے کہ بہت سے لوگ ... نبی کا لفظ دیکھ کر دھوکہ کھاتے ہیں .... کہ گویا میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ جو پہلے زمانہ میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے .... لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں "میرا ایسا دعویٰ نہیں ہے" اب نبوت کا دعویٰ کرنے والے مخالف ہیں یا خلیفہ صاحب۔ تو ان الفاظ میں اُن کے لئے حضرت کا یہ واضح فتویٰ ہے کہ وہ دھوکہ میں ہیں۔ کیوں کہ یہاں حضرت اقدس نے وہی بات دہرائی ہے جو شروع دعوے سے تا وفات کہتے رہے ہیں۔ کہ میں صرف نبی نہیں کہلا سکتا۔ اور یہاں حضرت حضرت اقدس نے خلیفہ صاحب کے اس عقیدہ کی بھی تردید کر دی ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی ایسی غیر تشریعی نبوت ہے جیسے حضرت عیسیٰؑ کی تھی کیوں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو پہلے زمانہ کے نبی ہیں جنکو نبوت براہ راست بلا واسطہ کسی دوسرے نبی کے ملی تھی۔ اور حضرت مرزا صاحب نے جو کچھ پایا وہ حضرت نبی کریم کی متابعت کی طفیل پایا پس دونوں کی نبوت میں نمایاں فرق ہے۔ یعنی ایک کامل ہے دوسری ناقص۔ اس لئے حضرت مرزا صاحب

صرف نبی نہیں کہلا سکتے۔ اور یہ بات بھی غور طلب ہے کہ جب ایک شخص فی الحقیقت نبی ہے تو وہ صرف نبی کیوں نہیں کہلا سکتا فتدبروا یا اولی الابصار یہ اس لئے کہ جو نبوت محمدیہ کا امتی ہو وہ امت محمدیہ کا نبی کیونکر ہو سکتا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ حضرت اقدس کا دعویٰ نبوت کا نہ تھا بلکہ محدثیت کا تھا اور اس لئے عدالت میں مخالف مکفر اور غالی متبع کو بھی اس بات کا اقرار کرنا پڑا کہ حضرت اقدس کا نہ ماننے والا کافر اور دجال نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ حضرت اقدس صرف ظلی اور بروزی نبوت کا دعویٰ کرتے تھے جس کو اصطلاح اسلام میں محدث کہتے ہیں اور اس مقولہ کے مطابق کہ ؎ عدو شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد۔ (یعنی بعض اوقات دشمن کی شرارت میں بھی بھلائی مخفی ہوتی ہے) خود ۱۹۵۳ء کے فسادات بھی جو مخالفین نے کھڑے کئے تھے۔ بالآخر حضرت اقدس کو غلط الزامات سے پاک صاف کرنے کا موجب ثابت ہوئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک ٥

اب تحقیقاتی عدالت کے سوالات ختم کرتا ہوں۔ کیونکہ جو کچھ خلیفہ صاحب کے جوابات پر لکھا جا چکا ہے۔ اس سے ثابت ہو گیا ہے کہ سابقہ عقاید کے برعکس، عدالت میں خلیفہ صاحب نے اپنے وہ عقاید بیان کئے جو خود حضرت مرزا صاحب کے تھے یا اب ممبران احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور کے ہیں جن کی بنا پر خلیفہ صاحب نے ان پر فاسق ہونے کا فتویٰ لگایا ہوا ہے اس لئے اگر فی الواقعہ ایسے عقاید رکھنے والا اس فتویٰ کا مستحق ہو جاتا ہے تو یہ فتوے اب خود خلیفہ صاحب اور ان کی جماعت پر بھی اطلاق پا دے گا۔ ہاں عدالت کے بعد خلیفہ صاحب نے عوام اور مریدوں کی آگاہی اور رہنمائی

کے لئے نہ ہی ان عقائد کا غیر مبہم اور واضح الفاظ میں اعلان کیا ہے۔ اور نہ ہی حالیہ بیان کے مطابق اپنے عمل میں کوئی تبدیلی کی ہے۔ چنانچہ ان کی جماعت قولاً اور عملاً اپنے سابقہ غیر اسلامی عقاید پر قایم ہے۔ اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ مزید دلائل سے یہ ثابت کیا جاوے کہ حضرت مرزا صاحب کی طرف دعوائے نبوت منسوب کرنا درحقیقت ایک خود ساختہ اور بے بنیاد افسانہ ہے۔ جو حصول خلافت کے لئے خلیفہ صاحب کو اس لئے تراشنا پڑا کہ علم و فضل اور خدمت و عمل کے لحاظ سے وہ کسی طرح اس کے اہل اور مستحق نہ تھے۔ اور خلیفہ صاحب نے خود بھی اپنی ایک کتاب میں حضرت مرزا صاحب کی طرف تبدیلی عقیدہ اور دعوئے نبوت منسوب کرنے کے متعلق ایک سوال کیا ہے اور خود ہی اس کا جواب بھی دیا ہے۔ اور اس میں جو خیال اور استدلال پیش کیا ہے سب سے پہلے اس پر کچھ لکھنا ضروری ہے۔

یہ تو خلیفہ صاحب کو مسلّم ہے کہ حضرت اقدس مرزا صاحب ایک طویل عرصہ تک قرآن اور حدیث سے زبردست دلائل دے کر حقیقی نبوت سے انکار اور ظلی بروزی مجازی اور جزوی نبوت یعنے محدثیت کا اقرار کرتے رہے ہیں چنانچہ خلیفہ صاحب خود لکھتے ہیں:-

(۱) "آپ (یعنی حضرت اقدس) ....
نبی ہونے سے انکار کرتے رہے اور صاف
لکھتے رہے۔ کہ آپ نبی نہیں۔ بلکہ محدث ہیں

اور یہ کہ آپ کی نبوت صرف محدثوں والی
نبوت ہے نہ کسی اور قسم کی"
(حقیقت النبوت ص۱۱۹)

(۲) ——— آپ اپنے الہامات کی یہ تاویل فرماتے
کہ نبی سے مراد محدث ہے۔ اور آپ
کا درجہ محدثیت کا ہے نہ نبوت کا۔ اور نبی
آپ کا نام صرف بعض جزوی مشابہتوں کی
وجہ سے رکھ دیا گیا ہے۔ یا صرف لغت کے معنوں
کے لحاظ سے کیوں کہ . . . .
جو شخص خبر دے۔ وہ جزوی طور پر نبی کہلاتا ہے
اور رسول کا نام پا سکتا ہے۔"
(حقیقت النبوۃ ص۱۲۳)

(۳) اپنے لئے جب نبی کا لفظ الہامات میں دیکھتے تو
اس کے یہ معنی کر لیتے کہ ہر محدث ایک رنگ
میں جزوی نبی ہوتا ہو گا۔ اس لئے مجھے نبی
کہا جاتا ہے۔ اور اسے صوفیوں کی معمولی
اصطلاح قرار دیتے تھے۔
(حقیقت النبوۃ ۱۲۹)

اس حوالہ میں "جزوی نبی ہوتا ہوگا" کے الفاظ بھی قابل غور ہیں یعنی یونہی

صرف قیاس تھا۔ اس کا یقین نہ تھا۔

(۴) "۱۹۰۱ء سے پہلے آپ اپنی نبوت پہلے محدثوں کی سی نبوت قرار دیتے تھے"

(حقیقت النبوت ص۱۲۹)

اس کی وجہ کہ کیوں حضرت مرزا صاحب اپنے آپ کو نبی کی بجائے محدث سمجھتے تھے۔ خلیفہ صاحب یہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت اقدس ابتداءً نبی ہونے کے لیئے شریعت لانا۔ سابقہ حکم منسوخ کرنا۔ یا براہِ راست بلا وساطت کسی نبیٔ سابق کے نبی ہونا۔ ضروری قرار دیتے تھے۔ اس لیئے بقول خلیفہ صاحب اگرچہ وہ سب شرائط جو نبی کے لئے واقع ہیں ضروری ہیں۔ آپ میں بھی پائی جاتی تھیں۔ پھر بھی اپنے آپ کو نبی کی بجائے محدث کہتے تھے۔ اور بقول خلیفہ صاحب :۔

"اس غلطی میں مبتلا تھے کہ ان چیزوں کا نام نبوت نہیں۔ مگر جب بار بار آپ پر الہامات نازل ہوئے اور اُن میں وہ صفات بیان کی گئیں جو نبیوں میں پائی جاتی ہیں۔ تو . . . . . . آپ پر یہ حقیقت کھل گئی۔ کہ اس چیز کا نام نبوت ہے۔"

(ملفوظات میاں صاحب الفضل ۲۶ مئی ۱۹۴۹ء)۔
بحوالہ قول سدید)

مگر خود خلیفہ صاحب پر یہ حقیقت ۱۹۱۱ء میں کھلی۔ وگرنہ جیسا کہ اوپر دکھایا جا چکا ہے۔ مارچ ۱۹۱۱ء تک اُن کا وہی عقیدہ تھا جو حضرت اقدس کا وفات تک تھا۔ یا اب جماعت لاہور کا ہے ملاحظہ ہوں خلیفہ صاحب کے مضامین مندرجہ تشحیذ اور الحکم۔

اور پھر "نبوت کا مسئلہ آپ پر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں کھلا ہے۔ اور چوں کہ ایک غلطی کا ازالہ ۱۹۰۱ء میں شایع ہوا ہے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ ۱۹۰۱ء میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے۔"

(حقیقت النبوت صفحہ ۱۲۱)

"اس لئے ۱۹۰۱ء سے پہلے کے حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ اب منسوخ ہیں۔ اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔"

(حقیقت النبوۃ صفحہ ۱۲۱)

——— کاش کہ مذکورہ بے بنیاد مفروضات کی تائید میں حضرت اقدس کا کوئی حوالہ بھی دیا ہوتا جس میں یہ واضح ہوتا۔ کہ میرا سابقہ عقیدہ غلط تھا جسمیں میں نے اب تبدیلی کر لی ہے۔ مگر کوئی ایسا حوالہ ہوتا تو دیتے۔

غرض حوالہ جات بالا سے واضح ہے۔ کہ بقول خلیفہ

صاحب حضرت اقدس نے ۱۹۰۱ء میں اشتہار "ایک غلطی کا ازالہ" لکھ کر اپنے عقیدۂ نبوت میں اس طرح تبدیلی کر لی۔ کہ اس سے پہلے تو وہ محدثیت یا ظلی۔ مجازی نبوت کا دعوےٰ کرتے تھے۔ اس کے بعد عقیدہ تبدیل کر کے حقیقی نبوت کے دعویدار بن گئے۔

اس کے متعلق یہاں اس قدر لکھ دینا خالی از فائدہ نہ ہوگا۔ کہ اگر فی الواقع حضرت اقدس نے اس اشتہار میں اپنے عقیدہ کی تبدیلی کا اعلان کیا تھا تو انہیں لکھنا چاہیئے تھا کہ میں نے اپنے عقیدہ کے متعلق مساجد میں قسمیں کھا کر قرآن اور حدیث اور خود اپنے الہامات کی بنا پر جو دلائل دیتا رہا ہوں، وہ سب غلط ہیں۔ در اصل میں اپنے خیال کے ماتحت خدا کے الہام اور وحی کی غلط تاویل کر کے دیتا رہا ہوں۔ مگر اب بار بار وحی کے آنے اور مزید روشنی حاصل ہونے پر میرا سابقہ خیال اور استدلال غلط ثابت ہوا ہے۔ لہٰذا اب اشتہار کے ذریعہ اپنے نئے عقائد کا اعلان کرتا ہوں۔ اور میں اس مرید کا بھی مشکور ہوں جس نے میری نبوت سے انکار کر کے مجھے اسطرف متوجہ کیا۔ مگر اس کے برعکس حضرت اقدس نے لکھا کیا۔ وہ انہی کے لفظوں میں سنیئے :۔

> " تو آپ نے نبی ہونے کا اعلان کیا۔ اور جس شخص نے نبی ہونے سے انکار کیا تھا۔ اس کو ڈانٹا کہ جب ہم نبی ہیں۔ تو تم نے کیوں ہماری نبوت کا انکار کیا۔"

اب جس غلطی کا اعلان اشتہار" ایک غلطی کے ازالہ" میں ابھی ہونے والا تھا، جیسا کہ خلیفہ صاحب کے اقوال بالا سے ظاہر ہے۔ کہ اس وقت تک حضرت اقدس ابھی خود غلطی میں مبتلا تھے اور اس لئے نبی ہونے کا انکار کرتے تھے۔ تو کیا مرید اس وقت تک نبوت کا انکار کرنے میں بجا طور پر حق پر نہ تھا؟ لیکن اس کے باوجود حضرت مسیح موعود ڈانٹتے ہیں اپنے مرید کو ہیں۔ کیا ایسا فضول اور بیہودہ خیال حضرت اقدس کی طرف منسوب ہو سکتا ہے۔ مگر تصرف الٰہی سے خلیفہ صاحب کے اس بے جا الزام کی تردید خود حضرت اقدس پہلے ہی اسی اشتہار کے خاتمہ پر اس طرح کر گئے ہیں کہ :-

"اب اس تحریر سے (یعنی اشتہار ایک غلطی کے ازالہ کی تحریر سے ناقل) میرا مطلب یہ ہے۔ کہ جاہل مخالف (اب عالم فاضل ربوی۔ ناقل) میری نسبت الزام لگاتے ہیں کہ یہ شخص نبی یا رسول ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ مجھے ایسا کوئی دعویٰ نہیں . . . . پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے۔ جو دعوئے نبوت و رسالت کرتے ہیں، وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے۔ اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول رکھا ہے مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے۔

بلکہ محمد مصطفی صلعم ہے۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمد
اور احمد ہوا۔ پس رسالت اور نبوت کسی دوسرے کے
پاس نہ گئی محمد کی چیز محمد کے پاس رہی علیہ الصلوٰۃ والسلام"

یعنی حضرت اقدس نے فنافی الرسول کا مقام پایا اور اسی کو اپنی سابقہ کتب میں بیان فرمایا۔ اور اس رسالہ میں صرف اسے وضاحت سے دوہرایا۔ اور یہ اُن کے ابتدا سے بیان کردہ عقیدہ کے عین مطابق ہے۔ اور ذرا بھر بھی اختلاف نہیں۔ خود خلیفہ صاحب بھی اپنے ایک حوالہ بالا میں کہتے ہیں کہ :۔

" آپ کا درجہ محدثیت کا ہے نہ نبوت کا۔ اور
نبی کا نام صرف بعض جزوی مشابہتوں کی وجہ
سے رکھ دیا گیا ہے یا صرف لغت کے معنوں
کے لحاظ سے۔ کیوں کہ جو شخص خبر دے وہ جزوی
طور پر نبی . . . . اور
رسول کا نام پا سکتا ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ حقیقی نبوت منسوب کرنے کیلئے خلیفہ صاحب کو بعد میں حضرت اقدس کی طرف اپنے دعویٰ میں غلطی، تبدیلی اور سابقہ کتب کی منسوخی کا افسانہ گھڑنا پڑا۔ ہاں خلیفہ صاحب کو اس بات کا بھی اعتراف ہے کہ حضرت اقدس نے اپنی کسی کتاب، رسالہ، اشتہار یا اخبار میں بلکہ خود "ایک غلطی کا ازالہ" میں بھی ایسی غلطی تبدیلی اور منسوخی کا اعتراف یا اعلان نہیں کیا۔ چنانچہ اس بارہ میں خلیفہ صاحب خود سوال کرتے ہیں کہ :۔

"اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ جس طرح تم کہتے ہو حضرت مسیح موعود نے ۱۹۰۱ء میں اپنے عقیدۂ نبوت میں تبدیلی کی تھی۔ تو کیوں آپ نے اعلان نہ فرمایا کہ پہلے میں نے یوں لکھا تھا، اب اس کے خلاف مجھ پر یوں ظاہر ہوا ہے۔ اور چونکہ آپ نے ایسا نہیں کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے اپنے عقیدہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اور یہ آپکا خیال ہی خیال ہے۔ واقعہ نہیں ہے۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ جبکہ حضرت مسیح موعود کی شایع شدہ تحریر موجود ہے جس میں آپ نے اسلام کی اصطلاح میں شریعت لانے والے یا براہِ راست نبوت پانے والے کو نبی قرار دیا ہے۔ اور یہ تحریر ۱۹۰۱ء سے پہلے کی ہے۔ اور اسی طرح آپ کی وہ تحریر بھی موجود ہے جس میں آپ اسلام۔ قرآن۔ بلکہ خود خدا تعالیٰ کی بتلائی ہوئی اصطلاح میں نبی کی تعریف صرف فلا یظہر علی غیبہ اَحَداً الخ . . . . کو قرار دیتے ہیں کہ میرے نزدیک تو نبی . . . .

میں یہ باتیں ہوں۔ شریعت لانا یا متبع نہ ہونا
ضروری نہیں، اور۔۔۔۔۔۔۔۔لکھتے ہیں
کہ تریاق القلوب کے زمانہ کے بعد آپ کے
خیالات میں ایک تبدیلی ہوئی۔ تو کیا اس قدر
دلائل ایک حق پسند کو تسلی دلانے کے لئے کافی
نہیں۔۔۔۔۔۔ تو اس قول کا کیا فائدہ کہ
آپ نے کوئی اعلان کیوں نہیں کیا۔ جب ایک
بات ایک خاص وقت کے بعد ترک کر
کے اس کے صریح خلاف کہنا شروع کر دیا۔ تو ہر ایک
عقلمند انسان خیال کر سکتا ہے۔ کہ اب پہلا عقیدہ
تبدیل ہو گیا۔ اس کی کیا ضرورت ہے۔ کہ یہ بھی اعلان
کیا جاوے کہ پہلے جو بات میں نے لکھی تھی غلط تھی۔
جبکہ آپ نے ایک عقیدہ کا اظہار کرنے والوں کو
نادان کہا۔ نبوت کی شرائط میں شریعت کو داخل کرنے
سے انکار کر دیا۔ تو خود ہی پہلی تحریر جس میں اس
کے خلاف لکھا تھا منسوخ ہو گئی۔"

(حقیقت النبوۃ صـ ۱۳۸)

سبحان اللہ ایک حق پسند کے لئے خلیفہ صاحب نے کیسے معارف اور دلائل
بیان فرمائے ہیں۔ کہ سوائے تسلّی پانے کے اسے چارہ ہی نہیں رہتا۔

حالانکہ اس تحریر میں تو واضح طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے کہ حضرت اقدس نے نہ ہی اپنی بے علمی غلطی عقیدہ کی تبدیلی یا سابقہ کتب کی منسوخی کا کہیں اقرار یا ذکر کیا ہے۔ اور نہ ہی اعلان کیا۔ لیکن خلیفہ صاحب کے نزدیک تو ایک معترض کی تشفی کے لئے اعلان کی بجائے اتنا کافی ہے کہ جب ایک خاص وقت کے بعد ایک بات ترک کر کے اس کے خلاف لکھنا شروع کر دیا۔ تو پھر ایسے اعلان کا کیا فائدہ اور کیا ضرورت ہے۔ حالانکہ اوپر خلیفہ صاحب خود لکھ چکے ہیں کہ " تو آپ نے نبی ہونے کا اعلان لیکن یہ ایک غلط استدلال ہے۔ اور حضرت اقدس پر بے بنیاد الزام کہ تیئیس سال بعد اپنی غلطی تو معلوم کر لی۔ لیکن اس کا اعلان نہ کیا۔ بلکہ صرف اس کے خلاف لکھنا شروع کر دیا۔ اور اصطلاح اسلام میں نبوت کی تعریف صرف فلا یظہر علی غیبہ احدا الخ ہی قرار دے دی۔ تو کیا مرید اس وقت تک نبوت کا انکار کرنے میں بجا طور پر حق پر نہ تھا۔؟

پس خلیفہ صاحب کا یہ استدلال حضرت اقدس کے کامل اور محکم ایمان اور صریح اور واضح سابقہ اعلان کی روشنی میں سراسر باطل اور افتراء ہے۔ حضرت اقدس تو اس قدر محتاط انسان تھے۔ کہ براہین احمدیہ میں غلطی سے توفی کے معنے ایک جگہ پورا دینے کے کر دیئے۔ تو اس کا بدیں الفاظ اعتراف کیا :-

" میں مانتا ہوں کہ یہ میری غلطی ہے الہامی غلطی نہیں . . . . خدا کا الہام

غلطی سے پاک ہوتا ہے۔ مگر انسان کا
کلام غلطی کا احتمال رکھتا ہے۔"
(ایام الصلح ص ۱۴)

تو اگر تبدیلی عقیدہ کا افسانہ کچھ بھی حقیقت پر مبنی ہوتا جو بقول خلیفہ صاحب وحی اور الہام کی بنا پر کیا تھا۔ تو حضرت اقدس اپنی پہلی غلطی اور تبدیلیٔ عقیدہ کا اعلان کیوں ضروری نہ سمجھتے اور نہ کرتے؟ اس لئے خلیفہ صاحب کی اس دلیل کو کوئی عقلمند اور حق شناس تسلیم نہیں کر سکتا۔ کیوں کہ حضرت مرزا صاحب کے مندرجہ ذیل اعلان کے بالمقابل:-

"کہ میں محکم ایمان اور کامل یقین سے آنحضرت صلعم کے خاتم النبیین ہونے کا قائل ہوں۔ اور علی رؤس الاشہاد گواہی دیتا ہوں کہ اس امت میں آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آسکتا۔ کیوں کہ آپ خاتم النبیین اور حدیث لانبی بعدی کسی نبی کے آنے کی ایک لایحل روک ہے جو باب نبوت ہمیشہ کے لئے بند کرتی ہے۔ اور اس لئے میں خانہ خدا میں صاف صاف اقرار کرتا ہوں کہ میں ختم نبوت کا قائل اور اس کے منکر کو بے دین

اور دائرۂ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں
اور یہ اعتراض ہو کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے
اور وہ کلمۂ کفر ہے۔ تو بجز اس کے کیا کہیں کہ
لعنت اللہ علی الکاذبین المفترین"

اب جب تک حضرت اقدس ان جیسے زوردار الفاظ میں مساجد میں قسم کھا کر اپنے عقیدہ کی تبدیلی کا اعلان نہ کریں تب تک ایک حق پسند کی تشفی کیسے ہو سکتی ہے۔ اور اگر بزعم خلیفہ صاحب فی الواقع حضرت اقدس نے ایک وقت کے بعد بغیر اعلان کے اپنا عقیدہ تبدیل کر لیا ہوتا تو ان کی زندگی میں ہی ان پر وہ اعتراض بھی ضرور کیا جاتا جو خود خلیفہ صاحب نے اب سوال کے رنگ میں پیش کیا ہے۔ کہ

"کیوں آپ نے اعلان نہ فرمایا"

دگرنہ ایک مخالف تو اب بھی یہ اعتراض بجا طور پر کر سکتا ہے۔ کہ ایسا اعلان شاید عمداً نہ کیا گیا ہو مبادا مرید بدظن ہو کر انہیں چھوڑ نہ دیں۔ اس لئے تبدیلیٔ عقیدہ خلیفہ صاحب کا من گھڑت افسانہ ہے جس سے حضرت اقدس کی پوزیشن خطرناک ہو گئی ہے۔ اگرچہ ان کی ذات جیسا کہ ہم ابھی ثابت کرینگے اس الزام سے پاک ہے۔

اب ہم خلیفہ صاحب کے اس دعوی کو لیتے ہیں۔ کہ ۱۹۰۱ء کے بعد حضرت اقدس نبی کی تعریف صرف فلا یظہر علی غیبہ احداً ہی قرار دیتے تھے۔ اور شریعت لانا یا نبی سابق

کی امت نہ ہونا ضروری نہیں سمجھتے تھے۔ اور چونکہ حضرت مسیح موعود نے اپنے لئے اظہارِ غیب کا ہونا لکھا ہے۔ جو خلیفہ صاحب نبی کی شرط سمجھتے ہیں۔ اس لئے ان کے خیال میں آپ رسول اور حقیقی نبی ہیں کیوں کہ فلا یظہر علےٰ غیبہٖ کے یہ معنے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب کا اظہار کسی پر نہیں کرتا۔ مگر اس رسول پر جس سے راضی ہوتا ہے۔ اگرچہ ہم اوپر ایام الصلح کے صہ ۱۷ کے حوالہ میں دکھا چکے ہیں کہ فلا یظہر الخ کی رو سے کامل غیب بیان کرنے والے رسولوں میں حضرت اقدس نے محدث مجدّد اور خود اپنے آپ کو بھی بطور محدث شامل کیا ہے۔ اس لئے اس آیت سے صرف حقیقی نبی مراد لینا غلطی ہے تاہم اگر خلیفہ صاحب کی یہ توجیہہ درست ہوتی تو حضرت مسیح موعود اپنے آپ کو حقیقی رسول اور نبی کیوں نہیں لکھتے تھے؟ اور کیوں وفات تک یہ خود لکھتے رہے۔ کہ اظہار علی الغیب والی نبوت حقیقی نبوت نہیں، حالانکہ بقول خلیفہ صاحب ۱۹۰۱ء کے بعد آپ کو حقیقی نبوت کے یہ معنی معلوم بھی ہو گئے تھے کہ حقیقی نبی کے لئے صاحب شریعت ہونا ضروری نہیں۔ چنانچہ اپنی آخری تقریر اخبار "بدر" ۲۵ جون ۱۹۰۸ء میں حضرت اقدس فرماتے ہیں:-

"ہر صدی کے سر پر موجودہ مفاسد کے لحاظ سے مصلح ہوتا ہے جس سے خدا مکالمہ مخاطبہ کرتا ہے جب خدا کسی سے بکثرت

ہم کلام ہو اور اپنے غیب کی باتیں کثرت
سے اس پر ظاہر کرے تو یہ نبوت ہے
مگر حقیقی نبوت نہیں۔"

گویا صرف اظہار غیب حقیقی نبوت نہیں۔ اس کے جواب میں کہا جاتا ہے۔ کہ حقیقی نبوت سے مراد تشریعی نبوت ہے تو اگر حضرت اقدس کو ۱۹۰۱ء میں پتہ لگ گیا تھا۔ کہ نبی فی الحقیقت وہی ہوتا ہے جس کو کثرت مکالمہ مخاطبہ حاصل ہو تو وہ یہ کیوں کہتے ہیں کہ نبوت تو ہے مگر حقیقی نبوت نہیں۔ اور اگر فی الواقع آپ حقیقی نبی کے معنی صاحب شریعت سمجھتے تھے۔ تو سراج منیر ص۳ میں ایک غیر تشریعی نبی حضرت عیسیٰؑ کو عبارت ذیل میں حقیقی نبی کیوں کہا:۔ "پس جب قرآن کے بعد بھی ایک حقیقی
نبی آگیا، اور وحی نبوت کا سلسلہ شروع
ہوگیا تو کہو ختم نبوت کیوں کر اور کیسے ہوا"

یہاں حقیقی نبی کی بھی تشریح کردی کہ جس پر وحی نبوت نازل ہو وہی حقیقی نبی ہوتا ہے۔ اس لئے فلا یظھر میں لفظ رسول سے صرف حقیقی رسول اور نبی مراد نہیں، بلکہ محدث بھی مراد ہے۔ جو حضرت اقدس کے تیئیس سالہ اعلان اور ایمان کے مطابق ہے چنانچہ حضرت اقدس لکھتے ہیں:۔
" اللہ جل شانہ خود مدعی صادق کے لئے یہ

فلا یظھر علی غیبہ احدا اِلّا مَنِ ارتضی من رسول۔ رسول کا لفظ عام ہے (نہ کہ اصطلاح اسلام۔ والاٰعبیاکہ خلیفہ صاحب نے لکھا ہے۔ ناقل) جس میں لفظ رسول اور نبی اور محدث داخل ہیں۔"

(آئینہ کمالات اسلام صت ۳۲۲)

پھر سراج منیر میں ہی حضرت اقدس یہی آیت اپنی صداقت کے لئے پیش کر کے (حالانکہ اس وقت بقول خود خلیفہ صاحب وہ نبی ہونے سے انکار کرتے تھے)

یہ معنے کرتے ہیں کہ:۔

"غیب کو چنے ہوئے فرستادوں کے سوا کسی پر نہیں کھولا جاتا" یہاں رسول کے معنے چنا ہوا فرستادہ کے ہیں۔ نبی نہیں کئے۔

پھر حضرت اقدس فرماتے ہیں:۔

محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں ..... اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اسکی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے ..... اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہو کر آتا ہے۔

(توضیح المرام)

"محدث وہ لوگ ہوتے ہیں۔ جو شرف مکالمہ
الہیہ سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور اُن کا
جوہر نفس انبیاء کے جوہر نفس سے
اشد مشابہت رکھتا ہے۔ اور وہ خواص
عجیبہ نبوت کے لئے بطور آیات باقیہ
ہوتے ہیں۔"

(برکات الدعاء صہ ۱۲)

اس لئے فلا یظھر علی غیبہ احداً

میں رسول بمعنی چنا ہوا فرستادہ یعنی محدث ہے۔ نہ حقیقی رسول اور نبی۔ رہا عقیدہ اور دعویٰ میں غلطی کا افسانہ سو خلیفہ صاحب حقیقت النبوت میں لکھتے ہیں، کہ ابتداء سے ہی حضرت اقدس کو

۱۔ نبی اور رسول کرکے پکارا گیا۔

۲۔ اپنی وحی میں نبی کہا، اور

۳۔ نبی کے مقام پر کھڑا کیا کیونکہ۔

۴۔ شروع دعوے ہی سے آپ میں نبوت کی سب شرائط پائی جاتی تھیں۔

۵۔ اس لئے خود حضرت اقدس ان ساری باتوں کا دعویٰ بھی کرتے تھے۔ جن سے کوئی شخص نبی ہوجاتا ہے۔ بایں نبی ہونے سے انکار کرتے رہے

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آخر آپ نے ایسا کیوں کیا۔ خلیفہ صاحب کے نزدیک اس کی وجہ یہ تھی کہ:-

"مسیح موعود علیہ السلام شروع میں
اس اجتہادی غلطی میں مبتلا تھے۔ کہ
کہ ان چیزوں کا نام نبوت نہیں"

(ملفوضات خلیفہ صاحب الفضل ۲۶ مئی ۱۹۴۹ء)

کیوں کہ وہ

"نبی کی یہ تعریف فرماتے تھے۔ کہ نبی
وہ ہوتا ہے۔ جو نئی شریعت لائے۔ یا
بعض احکام منسوخ کرے یا بلا واسطہ
نبی ہو"

(حقیقت النبوہ صفحہ ۱۲۴)

اور

"جب تک نبی کی تعریف یہ کرتے رہے
. . . . . نبی ہونے سے انکار کرتے
رہے۔"

اور اسی لئے نبی کی تعریف غلط سمجھنے اور نبوت سے انکار کرنے میں حضرت اقدس غلطی پر تھے۔ اور برابر تیئیس سال تک اس غلطی میں مبتلا رہے۔ چنانچہ خلیفہ صاحب فرماتے

ہیں:-

(۱) "آپ نے تئیس سالہ پچھلی وحی کو دیکھا تو اس میں برابر ان ناموں (یعنی نبیؑ رسول) سے آپ کو یاد کیا گیا۔ پس آپ کو اپنا عقیدہ بدلنا پڑا۔"

(حقیقت النبوت صـ۱۲۳)

سبحان اللہ ایک مامور من اللہ کے متعلق کیا معرفت کی بات کہی ہے۔ کہ اس نے پہلے تو پرواہ نہ کی البتہ تئیس سال کے بعد پچھلی وحی کو دیکھا تو ان ناموں کا علم ہوا تو عقیدہ بدلنا پڑا۔ حالانکہ جن ناموں یعنی نبی اور رسول سے یاد کیا گیا تھا۔ ان کا انکو بخوبی علم تھا۔ اس لئے وہ ان کی بار بار تاویل و تشریح کرتے رہے تاکہ ان کے متعلق کوئی غلط فہمی نہ ہو۔

(۲) "بار بار کی وحی نے آخر آپ کی توجہ کو اس طرف پھیر دیا کہ تیئیس سال سے جو مجھ کو نبی کہا جا رہا ہے۔ تو یہ محدث ...
...... نہیں بلکہ نبی ہی مراد ہے۔"

(حقیقت النبوت صـ۱۲۴)

لیکن اس کے برعکس ہم تو اس مرید کا معجزہ سمجھتے ہیں جس نے حضرت مسیح موعود کی نبوت کا انکار کیا تو آپ کو سمجھ آئی کہ یہ میری غلطی ہے۔ کہ میں نبی ہونے سے انکار کرتا ہوں۔ مگر اپنی غلطی پہ پچھتا

ڈانٹا اپنے مرید کو۔ شاید اپنی غلطی چھپانے کے لئے۔ لیکن یہ ایک بے بنیاد افسانہ ہے جو حقیقت کے خلاف ہے۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے۔ کہ اگر بقول خلیفہ صاحب حضرت مسیح موعود کی غلطی تیئیس سال کے بعد کھلی تھی۔ تو کیوں حضرت اقدس نے کہیں ایسا اعلان نہیں کیا۔ آخر اللہ تعالیٰ کا اس میں کیا منشاء تھا۔ کہ اپنے ایک فرستادہ اور مامور کو اتنی طویل مدت تک غلطی میں مبتلا رکھا حالانکہ مامور من اللہ تو اپنے دعوے میں غلطی نہیں کرسکتا۔ اگر حضرت مرزا صاحب فی الواقع نبی تھے۔ مگر اپنی نبوت سے انکار کرتے رہے تھے تو نبوت کا انکار تو کفر ہے۔ اور اسی بنا پر تو خود خلیفہ صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے نہ ماننے والوں کو "کافر قرار دے رکھا ہے۔ پس اگر ان کے نزدیک خود حضرت مرزا صاحب اپنی وحی اور الہام کے صحیح مفہوم کے خلاف اپنی نبوت کا انکار کرتے رہے۔ تو وہ نعوذ باللہ کافر کیوں نہ ہوئے۔ نبی تو اول المؤمنین ہوتا ہے۔ اس لئے یہ باطل عقیدہ ہے۔ اور خلیفہ صاحب خود غلطی میں مبتلا ہیں جس کی رو سے وہ حضرت اقدس مرزا صاحب کو بہ یک وقت نبی بھی مانتے ہیں۔ اور اپنی نبوت کا منکر بھی۔ یہ شاید اس لئے کہ بقول حضرت اقدس

"وہ علم وہ معرفت وہ فراست نہیں رہی
وہ فکر وہ قیاس وہ حکمت نہیں رہی"

یہی وجہ ہے کہ فرقان قادیان ستمبر ۱۹۴۵ء میں بھی ربوی حضرات لکھتے ہیں کہ :-

(۱) "مخالف علماء . . . . خدائی الہامات میں وضاحت سے . . . . سمجھ رہے تھے ۔ کہ ان میں نبوت کے علاوہ کوئی اور بات پیش نہیں کی گئی ۔ اور یہی ان کی طرف سے کفر کا باعث ہوا

(۲) "فی الواقعہ حضرت مسیح موعود کے الہامات میں حضور کی نبوت ہی تھی جس پر مخالفین نے کفر کے فتوے لگائے ۔"

(۳) "خدا کی وحی میں دعوٰے نبوت موجود تھا ۔ لوگ . . . . دعوٰے نبوت محسوس کر رہے تھے ۔"

(۴) "وحی الٰہی میں اس وضاحت کے ساتھ حضور کی نبوت کو پیش کیا گیا تھا کہ جس کی صرف حضور ہی تاویل فرمارہے تھے . . . . مخالفین . . . . نبوت کے علاوہ کسی اور بات کو ماننے کے

لیے تیار ہی نہ تھے

(۵) "براہین کے زمانہ کے الہامات سے نبوت
اس وضاحت سے ثابت ہو رہی تھی کہ
مخالفین .... حضور پر فتوے
کفر لگانے کے لئے معذور اور مجبور تھے"

گویا اس وقت سب مخالف تو اُن الہامات کا مفہوم صحیح سمجھتے تھے اور کسی بے علمی یا غلطی میں مبتلا نہ تھے۔ البتہ صرف ایک حضرت مرزا صاحب ہی تھے۔ جو خدا کی وحی اور الہام کا اصل مفہوم سمجھنے میں نعوذ باللہ یا غلطی پر تھے یا سرے سے بے علمی کی وجہ سے الہام کا صحیح مفہوم سمجھنے کی استعداد ہی نہ رکھتے تھے اور اپنے نبی ہونے سے انکار کرتے تھے۔ اسی لئے ربوی حضرات ان مخالفین اور مکفرین کی تعریف کرنا اپنا فرض جانتے ہیں چنانچہ اسی فرقان میں ہے:-

"اشد ترین مخالف بھی اگر صحیح بات کہہ جاوے
تو اسے اس کا حق دینا مومن کا فرض ہے
ہم ان مکفرین کی اس جگہ تعریف کئے بغیر
نہیں رہ سکتے۔"

یعنی اگر مخالف صحیح بات کہتے تھے جس کے لئے وہ تعریف کے حقدار ہیں تو حضرت مرزا صاحب یقیناً غلط تھے تو وہ کس بات کے حقدار ہوئے؟ مگر اس کے برعکس خود حضرت اقدس حمامۃ البشریٰ میں مخالف کی بات کو غلط قرار دیکر فرماتے ہیں

"مکفرین کے اعتراضوں میں سے ایک اعتراض
یہ ہے کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے....
.... ان کا یہ
قول صریح کذب ہے۔ اور اس میں ندا
بھی سچائی کی چاشنی نہیں"

یعنی جس بات کو حضرت اقدس صریح کذب کہتے ہیں۔ فرقان اسے صحیح بات کہہ کر اس کی تعریف کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ اس لئے ہر حق شناس کا فرض ہے۔ کہ حق و انصاف کرنے میں لاہوری مومنوں کی دریا دلی کی داد دے۔ کیوں کہ جن الہامات کا صحیح مفہوم خود ملہم نہ سمجھ سکا، وہ مکفرین اور مخالفین جھٹ ہی سمجھ گئے تھے۔ یہ ہے ربوی علم کلام اور ان کا بے بنیاد الزام۔ معلوم نہیں کہ ان کی عقل و دانش اور فہم و فراست پہ یہ کیسے پردے پڑ گئے ہیں۔ کہ مکفرین کے جن الزامات کو خود حضرت اقدس اپنی زندگی میں سراسر افتراء اور صریح کذب قرار دے کر ان کی تردید اور تکذیب کر گئے ہیں۔ آج ان ہی الزامات کو صحیح سمجھ کر لاہوری حضرات ان کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ اگر مخالفین کی بات ہی سچی تھی تو ان کی بات کو حضرت اقدس کا صریح کذب قرار دینا کیا ہوا۔ گویا ربوی مومنوں کی نظر میں حضرت مرزا صاحب نے بھی مومن نہ تھے کہ اگر مکفرین کی صحیح بات کی تعریف کر کے ان کا حق نہ دے سکتے تھے۔ تو کم از کم ان بات کی تردید اور تکذیب تو نہ کرتے اور پھر اگر مکفرین دعوے نبوت منسوب کرنے میں حق پر تھے۔ تو ان کا فتوے کفر بھی لازماً برحق تھا۔ اور حضرت اقدس اور

ان کی جماعت (نعوذ باللہ) کافر اور دجال ثابت ہوئے لیکن طرفہ یہ کہ اس کے برعکس خود ربوی حضرات ہی ایسے مخالفین اور منکرین کو کافر اور خارج از دائرۂ اسلام بھی سمجھتے ہیں تو گویا منہ سے حق دینے والی جماعت بوہ عملاً حق داروں کا حق نہیں دیتی بلکہ ان پر کفر کا فتویٰ لگا کر حق و انصاف کا خون کرتی ہے۔ دراصل متعصب انسان معقولیت کے لحاظ سے اندھا ہو جاتا ہے۔ مولوی ظفر علی خان حضرت مرزا صاحب کو کافر جانتے تھے اور ان کو بھی جو حضرت کو مسلمان سمجھیں۔ مگر اتفاق حسنہ یہ کہ خود ان کے والد حضرت اقدس کو پکا مسلمان سمجھتے تھے۔ تو ان کے نزدیک اُن کے والد صاحب کیا ہوئے؟ اسی طرح ربوی حضرات کا عقیدہ بردے رسالہ فرقان تو یہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی طرف دعویٰ نبوت منسوب کرنے اور ان پر فتویٰ کفر لگانے میں مکفرین حق پر تھے۔ تو کیا اُن کے فتوے کی رو سے حضرت اقدس اور انکی جماعت نعوذ باللہ کافر اور دجال نہ ٹھہری؟ اور پھر ان مخالفین کو کافر کیوں کہیں؟ فاعتبروا یا اولی الابصار

اب بطور خلاصۂ کلام اور اس الزام کی تردید کے لئے کہ حضرت اقدس نے اپنا عقیدہ بدل کر دعوائے نبوت کر لیا تھا، ایک دو حوالے پیش کرنا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ یہ تو خلیفہ صاحب کو مسلّم ہے کہ ۱۹۰۱ء تک حضرت مرزا صاحب نبی ہونے سے انکار کرتے رہے۔ اس لئے اب یہ ثابت کرنے کے لئے کہ ابتداء سے اخیر زندگی تک نبوت کے بارہ میں حضرت اقدس کا ایک ہی عقیدہ رہا۔ ان کے ایک خط سے جو

انہوں نے اپنی وفات سے چند روز قبل ایڈیٹر اخبار عام لاہور کو لکھا تھا، چند اقتباس پیش کرنا کافی ہوگا۔ اور اگر درمیانی زمانہ میں ان کا کوئی حوالہ اس مفہوم کے خلاف پایا جائے، تو اس کی ایسی تاویل کرنی پڑے گی جو ابتداء سے آخر تک کی تحریرات کے مطابق ہو۔ ورنہ حضرت اقدس کے عقیدہ میں تضاد ماننا پڑے گا جو حقیقت کے خلاف ہے۔ اور جسے کوئی احمدی تسلیم بھی نہیں کرسکتا حضرت اقدس لکھتے ہیں:-

"اخبار عام ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء .... میں میری نسبت یہ خبر درج ہے، کہ .... میں .... اپنے تئیں ایسا نبی سمجھتا ہوں کہ قرآن شریف کی پیروی کی کچھ حاجت نہیں رکھتا ......

یہ الزام صحیح نہیں۔ بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے۔ اور نہ آج سے بلکہ اپنی ہر ایک کتاب میں ہمیشہ یہی لکھتا آیا ہوں کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں اور یہ سراسر میرے پر تہمت ہے، اور جس بنا پر میں ... نبی کہلاتا ہوں۔ وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خدا تعالیٰ کی ہمکلامی سے مشرف ہوں اور وہ میرے ساتھ بکثرت کلام کرتا ہے ... اور آئندہ زمانہ کے راز مجھ پر کھولتا ہے۔ اور انہی امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے ...

...... عربی اور عبرانی زبان میں نبی کے یہ معنی ہیں کہ خدا سے الہام پا کر بکثرت پیشگوئی کرنے والا

...... سو خدا نے مجھے اپنے کلام کے
ذریعے بکثرت علم عطا کیا ہے۔ اور ہزار ہا
نشان میرے ہاتھ پر ظاہر کئے ہیں......
.... اس بناء پر خدا نے میرا نام نبی رکھا
ہے۔ اس زمانہ میں کثرت مکالمہ مخاطبہ
الٰہیہ اور کثرت اطلاع بر غیب صرف مجھے ہی
عطا کی گئی ہے ...... تو اس صورت
میں عقل سلیم خود چاہتی ہے کہ جس کی وحی
اور علم غیب کدورت اور نقصان سے پاک
ہو۔ اس کو دوسرے معمولی انسانوں کے ساتھ نہ
ملایا جائے۔ بلکہ اس کو کسی خاص نام کے
ساتھ پکارا جائے۔ تاکہ اس میں، اور
اس کے غیر میں امتیاز ہو۔ اس لئے
محض امتیازی مرتبہ بخشنے کے لئے خدا نے
میرا نام نبی رکھ دیا، اور یہ مجھے ایک عزت کا
خطاب دیا گیا ہے ...... ان معنوں
سے میں نبی ہوں، اور امتی بھی۔ تا کہ ہمارے
سید و آقا کی پیشگوئی پوری ہو۔ کہ آنے
والا مسیح امتی بھی ہوگا اور نبی بھی۔ ورنہ

حضرت عیسیٰؑ ...... کیوں کر امتی بن سکتے
ہیں۔ کیا آسمان سے اتر کر نئے سرے سے
وہ مسلمان ہوں گے۔ یا اُس وقت ہمارے نبی کریم
صلعم خاتم الانبیاء نہیں رہینگے۔"

ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ سے علم غیب پاکر اس خط میں نبوت کے بارہ میں ان سب غلط عقائد اور الزامات کی تردید کردی ہے۔ جو اُن کی وفات کے بعد انکی طرف خلیفہ صاحب نے منسوب کئے چنانچہ سوال وجواب کے رنگ میں خلیفہ صاحب کے الزامات کی تردید حضرت اقدس کے خط مذکورہ کے اقتباسات سے دکھلاتے ہیں

خلیفہ صاحب کے منسوب کردہ عقائد کا مفہوم ہمارے الفاظ میں	خلیفہ صاحب کے منسوب کردہ عقائد کا جواب خط مذکورہ سے خود حضرت اقدس کے اپنے الفاظ میں
۱۔ حضرت مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں اپنا عقیدہ بدل کر حقیقی نبوت کا دعویٰ کرلیا تھا۔	۱۔ "یہ الزام صحیح نہیں۔ بلکہ ایسا دعویٰ نبوت کا میرے نزدیک کفر ہے۔"
۲۔ چونکہ حضرت مرزا صاحب نے ۱۹۰۱ء میں عقیدہ بدل کر دعویٰ نبوت کرلیا تھا اس لئے ۱۹۰۱ء سے پہلے کی کتابوں سے	۲۔ "نہ آج سے بلکہ اپنی ہر کتاب میں ہمیشہ یہی لکھتا آیا ہوں۔ کہ اس قسم کی نبوت کا مجھے کوئی دعویٰ نہیں۔

حجت پکڑنا جائز نہیں ۔

۳ ۔ حضرت مرزا صاحب کثرت مکالمہ
اور مخاطبہ الٰہیہ پانے کی وجہ سے ۱۹۰۱ء
میں حقیقی نبی بن گئے تھے ۔

اور یہ سراسر بیہودہ تہمت ہے
"کیونکہ" جس بنا پر میں ...... نبی
کہلاتا ہوں وہ صرف اس قدر ہے
کہ میں خدا تعالیٰ کی ہم کلامی سے مشرف
ہوں ۔ اور (وہ) میرے ساتھ بکثرت
کلام کرتا ہے (چونکہ ایک ہی بات
اپنی سب کتابوں میں لکھتے آئے
ہیں ۔ اس لئے تبدیلیٔ عقیدہ اور منسوخی
کتب قبل از ۱۹۰۱ء ایک بے بنیاد
افسانہ اور سراسر تہمت ہے ۔ ناقل)
۳" میں اس وجہ سے نبی کہلاتا
ہوں کہ عربی اور عبرانی میں نبی کے
معنی (لغوی معنے) یہ ہیں ۔ کہ خدا سے
الہام پاکر بکثرت پیشگوئی کرنے والا
...... خدا نے مجھے ......
بکثرت علم غیب عطا کیا ہے ......
.... پس اسی بناء پر میرا نام نبی رکھا
ہے" (اس سے حقیقی نبوت کی تردید
ہوتی ہے ۔ ناقل)

۴۔ چونکہ اس زمانہ میں حضرت مرزا صاحب نے ہی کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ پایا اس لئے نبی کا نام پانے کے لئے بھی مخصوص وہی ہو کر حقیقی نبی بن گئے۔

۴۔ اس زمانہ میں کثرت مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ اور کثرت اطلاع بر علوم غیب صرف مجھے ہی عطا کی گئی ہے۔۔۔ ۔۔۔۔ اس صورت میں عقل سلیم خود چاہتی ہے۔ کہ جس کی وحی اور علم غیب کدورت اور نقصان سے پاک ہو۔ اس کو دوسرے معمولی انسانوں کے ساتھ نہ ملایا جاوے بلکہ اس کو کسی خاص نام سے پکارا جائے۔ اس لئے محض امتیازی مرتبہ بخشنے کے لئے خدا نے میرا نام نبی رکھ دیا۔ اور یہ مجھے عزت کا خطاب دیا گیا ہے۔ تا کہ ہمارے سید و آقا کی وہ پیشگوئی پوری ہو کر آنے والا مسیح امتی بھی ہوگا اور نبی بھی" (گویا حقیقی نبی ہونے سے انکار کیا ہے۔ ناقل)

۵۔ حضرت مرزا صاحب امتی ہو کر ایسے غیر تشریعی حقیقی نبی تھے۔ جیسے حضرت

۵۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔۔۔۔ امتی کیونکر بن سکتے ہیں (کیونکہ

عیسیٰ علیہ السلام جو نئی شریعت نہیں
لائے۔ اگرچہ انہوں نے نبوت بلا توسط براہ
راست خدا سے پائی تھی۔

وہ تو براہ راست حقیقی نبی تھے۔ ناقل)
کیا آسمان سے اتر کر نئے سرے سے
وہ مسلمان ہوں گے۔ یا کیا اس وقت
(یعنی جب ایک حقیقی نبی حضرت عیسیٰ
علیہ السلام آ گیا۔ ناقل) ہمارے نبی
کریم صلعم خاتم الانبیاء نہیں رہینگے۔
گویا مسیح موعود کے لئے امتی ہونا
ضروری ہے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
براہ راست مستقل اور حقیقی نبی ہیں اس لئے
وہ دوسرے نبی کے مطیع اور امتی کیونکر
ہو سکتے ہیں۔ اگر بالفرض وہ آ جائیں
تو یا تو امتی بن کر آویں گے جو ناممکن
ہے (اور اس میں ان لوگوں کا رد
ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد
ثانی مانتے ہیں) یا حقیقی نبی کی حیثیت
سے آئیں گے۔ تو حضرت نبی کریم صلعم
آخری نبی نہیں رہینگے۔ جو آیت خاتم
النبیین کے خلاف ہے۔ اور اس طرح
حضرت اقدس نے خلیفہ صاحب کے

	اس عقیدہ کی تردید کی ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب عیسیٰ علیہ السلام کی طرح حقیقی نبی تھے)

مسئلہ کفر و اسلام کے بارہ میں بھی حضرت مرزا صاحب کا عقیدہ ابتدا سے انتہا تک یکساں رہا۔ اور کبھی تبدیل نہیں ہوا۔ ہم چند ایک حوالے ۱۹۰۱ء سے پہلے کے اور اُن کی زندگی کے آخری ایام کے پیش کرتے ہیں جو متحد المفہوم ہیں اس لئے ان تحریرات کے درمیانی زمانہ میں اگر حضرت کی کسی کتاب میں کوئی عبارت بظاہر ان حوالوں کے خلاف سمجھی جاوے۔ تو اُن ابتدائی اور آخری اعلانات کو محکم قرار دے کر اس عبارت کی ایسی تاویل کرنی پڑے گی۔ جو ان کے مطابق ہو۔ ورنہ حضرت اقدس کے اقوال میں تضاد ماننا پڑے گا۔ جو ان کے کذب پر دال ہوگا۔ اور یہ تو سب احمدیوں کے نزدیک حقیقت کے خلاف ہے۔

تریاق القلوب میں حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں۔	لاہور میں اپنی وفات سے چند روز قبل فضل حسین بیرسٹر ایٹ لاء کے ساتھ گفتگو کے وقت اپنا عقیدہ یوں بیان فرمایا۔
ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے۔ کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص	ہم کسی کلمہ گو کو اسلام سے خارج نہیں کہتے جب تک کہ وہ ہمیں کافر کہہ کر خود

کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔
۲۔ یہ نکتہ یاد رکھنے کے لایق ہے
کہ اپنے دعویٰ کا انکار کرنے والے
کو کافر کہنا یہ صرف اُن نبیوں کی شان
ہے۔ جو خدا کی طرف سے شریعت
یا احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب
شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور
محدث ہوئے ہیں۔ (یہاں نبی کا
لفظ نہیں ہے ناقل) گو وہ کیسے
ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے
ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں
اُن کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔"

کافر نہ بن جائے .... اب جو
انہیں (یعنی مسلمانوں کو) کافر کہا جاتا
ہے۔ تو انہیں کے کافر ماننے کا نتیجہ
ہے۔ ایک شخص نے ہم سے مباہلہ
کی درخواست کی۔ ہم نے کہا کہ دو
مسلمانوں میں مباہلہ جائز نہیں۔
اس نے جواب میں کہا۔ ہم تو تجھے پکا
کافر سمجھتے ہیں۔

اس پر سوال ہوا کہ "غیر احمدی آپ
کو کافر کہتے ہیں۔ تو کہیں لیکن آپ
نہ کہیں تو کیا حرج ہے" تو جواب میں
فرمایا کہ "جو ہم کو کافر نہیں کہتا
ہم اس کو ہرگز ہرگز کافر نہیں سمجھتے"

اس قدر صراحت کے باوجود بھی ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی صاحب حقیقت الوحی کا صفحہ ۳۹۱ کھول کر کہے جیسا کہ عام طور پر کہا بھی جاتا ہے۔ کہ اس جگہ تو حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں کہ "غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امور غیبیہ میں اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں ... اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں۔ اور دوسرے لوگ اس نام کے مستحق نہیں۔ کیوں کہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ

اس میں شرط ہے۔ اور وہ ان میں نہیں پائی جاتی" تو اگرچہ اس کا جواب مذکورہ خط سے بصورت سوال وجواب خود حضرت اقدس کے اپنے الفاظ میں دیا جاچکا ہے۔ تاہم اس قدر مزید لکھنا کافی ہوگا کہ مذکورہ خط کی روشنی میں ماننا پڑے گا کہ صرف نام پانا مجازی رنگ میں ہوتا ہے نہ حقیقتہً چنانچہ براہین احمدیہ میں ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود پر یہ وحی نازل کی کہ ملک خطاب العزت ہے" کہ نبی کا نام محض خطاب عزت ہے اور اس کی تائید حضرت اقدس کی آخری ایام کی تحریرات ذیل سے بھی ہوتی ہے:

۱۔ "خدا تعالیٰ کی طرف سے میں نے دو نام پائے ایک امتی نام
جیسا کہ میرے نام غلام احمد سے ظاہر ہے۔ دوسرا نام
ظلی طور پر نبی رکھا گیا۔ جیسا کہ خدا تعالیٰ نے براہین
احمدیہ میں میرا نام احمد رکھا۔ اور اسی نام سے مجھ
کو بار بار پکارا اور یہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اشارہ تھا۔
کہ میں ظلی طور پر نبی ہوں۔ پس میں امتی بھی ہوں
اور ظلی طور پر نبی بھی ہوں" (ضمیمہ براہین احمدیہ
حصہ پنجم ص۱۸۶) اس حوالہ میں حضرت اقدس کو بار
بار احمد کرکے پکارا گیا تو صرف نام پانے سے وہ حقیقتاً
احمد نہیں ہو گئے تھے۔ بلکہ فنا فی الرسول ہونے کی وجہ
سے مجازاً یہ نام پا یا تھا۔

۲۔ "کوئی شخص اس جگہ نبی کے لفظ سے دھوکہ نہ کھائے"

میں بار بار لکھ چکا ہوں کہ یہ وہ نبوت نہیں جو ایک
مستقل نبوت کہلاتی ہے۔ کوئی مستقل نبی امتی
نہیں ہو سکتا مگر میں امتی ہوں پس یہ خدا تعالیٰ کیطرف سے ایک اعزازی نام ہے جو
آنحضرت صلعم کی اتباع سے حاصل ہوا (حاشیہ ضمیمہ براہین حصہ پنجم ۱۸۴) یعنی حضرت اقدس فرماتے ہیں
میں امتی ہوں اگر میں مستقل یا حقیقی نبی ہوتا تو امتی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس لئے تنبیہ فرمائی ہے کہ اس
مجازی نام سے دھوکہ کھا کر اسکو حقیقت نہ سمجھ لینا۔ باایں ہمہ مخالفین اور بعض موافقین نے
دھوکہ کھایا

پھر حقیقت الوحی کے صفحات ۳۹۱-۳۹۰ پر حضرت اقدس نے اس کی تشریح فرمائی ہے کہ کیوں ایک غیر نبی کو نبی کا نام پانے کے لئے مخصوص کیا گیا۔ چنانچہ فرماتے ہیں :-

"غرض اس حصہ کثیر وحی الٰہی اور امورِ غیبیہ میں
اس امت میں سے میں ہی ایک فرد مخصوص ہوں اور
جس قدر مجھ سے پہلے اولیاء ابدال اقطاب اس امت
میں گذر چکے ہیں۔ ان کو یہ حصہ کثیر اس نعمت کا نہیں
دیا گیا پس اس وجہ سے نبی کا نام پانے کے لئے میں

ہی مخصوص کیا گیا۔ اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں کیونکہ کثرت وحی اور کثرت امور غیبیہ اس میں شرط ہے اور وہ شرط ان میں پائی نہیں جاتی۔ اور ضرور تھا۔ کہ ایسا ہوتا۔ تاکہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئی صفائی سے پوری ہو جاتی کیونکہ اگر دوسرے صلحاء جو مجھ سے پہلے گزر چکے ہیں وہ بھی اسی قدر مکالمہ مخاطبہ اور امور غیبیہ سے

حصہ لیتے تو نبی کہلانے کے مستحق ہو جاتے، تو اس
میں آنحضرت صلعم کی پیشگوئی میں رخنہ واقع ہو
جاتا۔ اس لئے خدا تعالیٰ کی مصلحت نے
ان بزرگوں کو اس نعمت کو پورے طور پر
پانے سے روک دیا تا جیسا کہ احادیث
صحیحہ میں آیا ہے۔ کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا
وہ پیشگوئی پوری ہو جائے۔ اب واضح ہو کہ
احادیث نبویہ میں یہ پیشگوئی کی گئی ہے۔ کہ آنحضرت
صلعم کی امت میں سے ایک شخص پیدا ہوگا
جو عیسیٰ اور ابن مریم کہلائے گا۔ اور نبی کے نام
سے موسوم کیا جائے گا۔"

اس اقتباس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ:۔

(۱) آپ صلحاء کے ایسے گروہ کے ایک فرد ہیں جنہوں نے مکالمہ مخاطبہ کا شرف حاصل کیا۔

(۲) لیکن ان سب میں سے اس نعمت کا حصہ کثیر صرف حضرت مرزا صاحب کو ہی دیا گیا جس کی وجہ سے وہ نبی کا نام پانے کے مستحق ہو گئے۔

(۳) دوسرے صلحاء باوجود مکالمہ مخاطبہ پانے کے یہ نام پانے سے اس لئے روک دیئے گئے کہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئی میں رخنہ نہ پڑ جائے

کیوں کہ حدیث میں نبی کا نام پانے کی پیشگوئی تو صرف ایک مسیح موعود کے لئے ہی تھی۔ اس لئے اگر دوسرے اولیاء بھی یہ نام پا لیتے۔ تو ایک تو پیشگوئی کی خصوصیت نہ رہتی۔ دوسرے یہ اشتباہ بھی ہوسکتا کہ حدیث میں پیشگوئی سے مراد شائد حقیقی نبوت ہوگی نہ مجازی۔

(۴) علاوہ بالا میں حضرت مرزا صاحب نبی کے نام سے موسوم ہونے کے ساتھ ہی عیسیٰ اور ابن مریم کہلانا بھی لکھتے ہیں۔ اس لئے اگر نام پانے سے وہ حقیقی عیسیٰ اور ابن مریم نہیں بن گئے تھے۔ تو فقط نبی کا نام پانے سے وہ حقیقی نبی کیوں کر ہوسکتے ہیں۔

(۵) یہی وجہ ہے کہ نبی کا نام پانے کی خصوصیت کی توجیہ بیان کرنے سے قبل خود حضرت مرزا صاحب حقیقت الوحی کے صفحہ <u>۳۹</u> پر فرماتے ہیں :-

" پھر ایک اور نادانی یہ ہے کہ جاہل لوگوں کو بھڑکانے کیلئے کہتے ہیں۔ کہ اس شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر افتراء ہے۔ بلکہ جس نبوت کا دعویٰ کرنا قرآن کی رو سے منع معلوم ہوتا ہے۔ ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا گیا صرف یہ دعویٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں امتی ہوں اور ایک پہلو سے آنحضرت صلعم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی

ہوں۔ اور نبی سے مراد اسقدر ہے کہ خدا تعالیٰ سے بکثرت مکالمہ مخاطبہ پاتا ہوں" اب اگر نبی کا نام پانے سے مراد دعویٰ نبوت ہوتا۔ تو صف ۳۹ کی عبارت بالا میں خود اسے نادانی یا سراسر افترا کیوں لکھتے۔؟

(۶) پھر استفتاء ضمیمہ حقیقت الوحی کے صف ۱۶ پر بھی اپنی نبوت کے معنے کی یوں تشریح فرمائی ہے:۔

وَلَیْسَ مراد ہ من النبوت الا کثیرۃ مکالمۃ اللہ و کثرۃ انباء من اللہ و کثرۃ مایوحی۔ و یقول ما نعنی من النبوت ما یعنی فی الصحف الاولی بل ھی درجۃ لا تعطی الا من اتباع نبینا خیر الوری و کل من حصلت لہ و ذالک الدرجۃ یکلم اللہ ذالک الرجل بکلام اکثر و اجلی۔ و الشریعت تبقی بحالہا لا ینقص منہا حکم و لا یزید ھدی۔

ترجمہ۔ اس نبوت سے مراد صرف اللہ تعالیٰ سے کثرت مکالمہ اور کثرت سے خبروں کا پانا ہے۔ اور کثرت اس کی جو وحی کی جاتی ہے۔ اور وہ کہتا ہے۔ ہم نبوت کے وہ معنی نہیں لیتے۔ جو صحف اولیٰ میں لیے جاتے تھے بلکہ وہ ایک درجہ ہے جو صرف ہمارے نبی خیر الوریٰ کی اتباع کی وجہ سے دیا جاتا ہے۔ اور ہر وہ شخص جس کو یہ درجہ حاصل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس شخص سے اکثر اور روشن کلام کرتا ہے اور شریعت اپنے حال پر باقی رہتی ہے۔ اس سے نہ کوئی حکم کم ہوتا ہے اور نہ کوئی ہدایت بڑھتی ہے۔ یہاں نبوت کو صرف ایک درجہ قرار دیا ہے جو نبی کریم صلعم کی پیروی سے حاصل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے بکثرت کلام

کرتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مستقل نبوت میں تو مکالمہ مخاطبہ کے علاوہ احکام اور ہدایات بھی شامل ہیں۔ تو گویا صرف مکالمات اور مخاطبات پانے سے حضرت اقدس کی مراد جزوی نبوت ہی ہوسکتی ہے۔ چنانچہ آگے خود فرماتے ہیں ان اللہ ما ارادہ من نبوتی الا کثرۃ المکالمہ والمخاطبہ وھو مسلم عندہ اکابر اصل السنۃ فالنزاع لیس الا نزاعاً لفظیاً۔ اللہ تعالیٰ نے میری نبوت سے سوائے کثرت مکالمہ مخاطبہ کے اور کچھ مراد نہیں لیا۔ اور یہ اکابر اہلِ سنت کے نزدیک مسلّم ہے۔ اور نزاع صرف لفظی ہے۔ یہاں نبوت سے مراد صرف کثرت مکالمہ مخاطبہ ہی لیا ہے جس کو اکابر سنت بھی مانتے ہیں (اور یہ بات مسلمہ ہے کہ اکابرین ملت نبوت کو ختم مانتے ہیں) لہذا نزاع اس لئے لفظی ہے کہ جن لوگوں سے مکالمہ مخاطبہ الٰہیہ ہوتا ہے اکابر اہلِ سنت ان کو محدث کہتے ہیں۔ مگر حضرت اقدس ایسے نبی کا نام دیتے ہیں۔ اس لئے یہ نزاع صرف لفظی رہ جاتا ہے کہ اگرچہ الفاظ مختلف ہیں۔ مگر ان کا مفہوم ایک ہی ہے کیونکہ اکابر اہلِ سنت جو کچھ مانتے ہیں، وہ یہ ہے کہ (ا) اس امت میں بعض لوگ ایسے ہوں گے جن کی نسبت حدیث میں آیا ہے کہ یکلمون من غیر ان یکونوا انبیاء یعنی بعض لوگ اگرچہ نبی تو نہیں ہوں گے۔ مگر ان سے مکالمہ ہوگا۔

(۲) اس امت میں وحیٔ ولایت کا سلسلہ جاری ہے۔ مگر وحیٔ نبوت قطعاً مسدود ہے۔ اور یہی حضرت اقدس مانتے ہیں۔ جو خود فرماتے ہیں۔ کہ میں وہی بات پیش کرتا ہوں۔ جو اہل سنت مانتے ہیں اور فرق صرف لفظی ہے۔ پس اس سے یہی مراد ہو سکتی ہے کہ جس کو اکابر اہل سنت اصطلاح شرعی میں محدث کہتے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب اسے لغوی معنے کے لحاظ سے نبی کہتے ہیں مفہوم میں کوئی فرق نہیں۔ صرف الفاظ مختلف اختیار کیئے ہیں۔ اور اس کا مزید ثبوت یہ ہے۔ کہ حضرت اقدس نے اپنے اس دعویٰ اور نظریہ کی تائید میں بھی اکابر اہل سنت میں سے ایک مسلّمہ بزرگ حضرت مجدد صاحب سرہندیؒ کی تحریر پیش کی ہے۔ اور وہ مجدد صاحب کا مکتوب ۵۱ ہے جو عربی میں ہے۔ اور جس کا مفہوم حضرت مرزا صاحب نے اردو میں پیش کیا ہے۔ مگر اس عربی عبارت کے اصل الفاظ "مسمی محدثاً" کا ترجمہ "وہ نبی کہلاتا ہے" کیا ہے اب اگر یہ تشریح قبول نہ کی جائے۔ کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنے ترجمہ میں لفظ نبی کا مفہوم محدث کے ہم معنی لیا ہے اور الفاظ کے اختلاف کو صرف لفظی نزاع قرار دیا ہے۔ اور معنی کے لحاظ سے بھی کچھ فرق نہیں مانا۔ تو ماننا پڑے گا کہ حضرت مرزا صاحب نے نعوذ باللہ خیانت سے کام لے کر محدث کا ترجمہ نبی کر دیا ہے

مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ مجدد صاحب کے مکتوب مذکورہ کی عربی عبارت بھی نقل کردی جاوے۔ تاکہ کسی قسم کا شک و شبہ باقی نہ رہے۔ و ھو اھذا:۔

"اعلم ایھا الاخ الصدیق ان کلامہ سبحانہ مع البشر قد یکون شفاھا وذالک لاحاد من الانبیاء علیھم الصلوٰۃ والتسلیمات وقد یکون ذالک لبعض المکمل من متابعھم بالتبعیۃ والوراثۃ لنسیاء واذا اکثر ھذا القسم من کلام مع واحد منھم سمی محدثا کما کان امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ" یعنی اے صدیق جان لے کہ اللہ سبحانہٗ کا کلام بشر کے ساتھ کبھی ایسا ہوتا ہے۔ گویا وہ آمنے سامنے ہیں اور یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لئے ہے۔ اور کبھی ان کے پیروؤں میں سے جو کمال حاصل کر چکے ہوں۔ بعض کے ساتھ بہ سبب متابعت اور وراثت کے ایسا کلام ہوتا ہے۔ اور اس قسم کا کلام ان میں سے کسی ایک کے ساتھ اگر کثرت کے ساتھ ہو تو وہ محدث کہلاتا ہے۔ جیسا کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام رکھا گیا۔

پس جس کثرت سے مکالمہ مخاطبہ پانے والے کا نام مجدد صاحب سرہندی نے محدث رکھا حضرت مرزا

صاحب نے اس کو نبی کہا۔ اور مجدد صاحب نے اپنے مکتوب میں حقیقی نبی اور ناقص نبی یعنی فقط نبی کا نام پانے والے میں فرق بھی بیان کر دیا۔

اسی مفہوم کو حضرت مرزا صاحب نے ازالۂ اوہام میں یوں بیان کیا ہے:-

"ہاں محدث جو مرسلین میں سے ہے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی۔ . . . . . اور محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے۔ مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے" اور یہی بات حقیقت الوحی میں دہرائی کہ میں نے صرف کثرت مکالمہ و مخاطبہ کی وجہ سے نبی کا نام پایا ہے اور یہ نبوت کا جزو ہے۔ نہ کامل نبوت۔

اس سے ثابت ہوا کہ نبی کا نام پانے کی خصوصیت صرف اعزازی اور مجازی ہے۔ اور اس خصوصیت کی حقیقت کو ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے اپنے رسالہ موسومہ "نبی کا نام پانے کی خصوصیت" میں نہایت دلنشیں پیرایہ میں وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اس کا مطالعہ ازدیاد علم کا باعث ہوگا۔ ہم اس کا خلاصہ اپنے الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔ بعض خصوصیات کی بنا پر انسانوں کو اعزازی اور مجازی رنگ میں خطابات دیئے جاتے ہیں جنکے سمجھنے کے لئے کچھ قواعد ہیں جو درج ذیل ہیں

(۱) ایک جنس کا نام غیر جنس میں سے کسی کو صرف خصوصیت کی وجہ سے دیا جاتا ہے مثلاً انسانوں کو بہادری یا نیکی کی خصوصیت کے لحاظ سے شیر یا فرشتہ کہہ دیتے ہیں۔ لیکن خود ایک شیر یا فرشتہ کو کسی خصوصیت کی وجہ سے نہیں بلکہ ہم جنس ہونے کی وجہ سے شیر یا فرشتہ کہا جاتا ہے۔ اس لئے

(۲) ایک شیر کو شیر کہنے کی وجہ بیان کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔ البتہ جب کسی انسان کو دوسری جنس کا نام دیا جاوے۔ تو اس کی وجہ بیان کرنے کی ضرورت ہوگی کہ کس خصوصیت کی بناء پر وہ اس غیر جنس کا نام پانے کا مستحق ہے۔ اور پھر

(۳) جب ایک جنس میں سے کسی کو ایک دوسری جنس کا نام دیا جاتا ہے۔ تو وہ صرف مجازاً ہی دیا جاتا ہے۔ نہ یہ کہ وہ حقیقتاً اس جنس میں شامل ہو جاتا ہے مثلاً جب ایک نیک انسان کو فرشتہ کہیں گے یا ایک فتنہ پرداز کو شیطان۔ تو ایسے انسان نہ فی الواقع فرشتے یا شیطان بن جاتے ہیں۔ بلکہ وہ رہیں گے تو انسان صرف بعض خصوصیات کی وجہ سے مجازاً فرشتہ یا شیطان کا نام پاتے ہیں ایسا ہی قرآن کریم میں بعض انسانوں کو بعض وجوہ مشابہت کی بناء پر بندر کہا گیا ہے۔ مگر وہ انسان فی الواقع بندر نہیں ہو گئے تھے۔ بلکہ صرف مجازاً ان کو ایسا نام دیا گیا تھا۔

اب اگر ان قواعد کی رو سے دیکھا جاوے تو حضرت مرزا صاحب نے مجازاً اپنے لئے نبی کا لفظ استعمال کیا۔ تو اس خصوصیت کی وجہ سے وہ غیر نبیوں سے نکل کر نبیوں کے گروہ میں شامل نہیں ہو سکتے۔ اس لئے امتی ہی رہتے ہیں۔ اور خود فرماتے ہیں سمیت نبیاً من اللہ علی

طریق المجاز لا علی وجہ الحقیقت - میرا نام خدا کی طرف سے نبی بطور مجاز رکھا ہے۔ نہ کہ حقیقت کے طور پر یعنی اس خصوصیت کی بنا پر کہ حضرت اقدس نے کثرت مکالمہ مخاطبہ کا شرف حاصل کیا تو ان کو مجازاً نبی کا نام دیا گیا" دگرنہ (۲) اگر وہ حقیقی نبی ہوتے۔ تو صرف نبی کہلاتے۔ اور یہ نام پانے کی توجیہہ کی ضرورت نہ ہوتی۔ جو وہ عمر بھر کرتے رہے۔

اس لئے (۳) چونکہ حضرت مرزا صاحب حقیقی نبی نہیں تھے۔ بلکہ ایک خصوصیت کی بنا پر نبی کا نام پایا تھا۔ اس لئے نبیوں سے تمیز کرنے کے لئے اپنے لئے الفاظ ظلی۔ مجازی اور امتی شامل کرتے تھے تا کہ دھوکہ کھا کر مجاز کو حقیقت نہ سمجھ لیا جاوے۔ مگر اس احتیاط کے باوجود انکی زندگی میں تو صرف مخالفین نے مگر وفات کے بعد بعض متبعین نے بھی مجاز کو حقیقت سمجھ لیا۔ جو حضرت اقدس کے الفاظ میں سراسر افتراء ہے لہذا ایک حق شناس کی تشفی کے لئے تو یہ کافی ہے حضرت اقدس محدث تھے نبی کا نام مجازاً اور اعزازاً پایا تھا۔ اور یہ حضرت نبی کریم صلعم کی اس پیشگوئی کے عین مطابق ہے کہ مسیح موعود کامل امتی ہوگا۔ اور ایک وجہ سے مجازی نبی بھی۔

اب ختم نبوت اور مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق بطور اعادہ عرض ہے کہ:-

ا۔ ختم نبوت کے متعلق

(۱) حضرت باری تعالیٰ قرآن میں فرماتے ہیں ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لٰکن رسول اللہ و خاتم النبیین - یہ آیت تا قیامت

ختم نبوت کے لئے قطعی حجت رہے گی

(۲) حضرت نبی کریم صلعم کی حدیث ہے کلما ھلک نبیٌ خلفہٗ نبیٌ وَ اِنَّہٗ لا نبی بعدی سیکون خلفاء فیکثرون (بخاری)
جب کبھی نبی مرتا ہے۔ تو اس کے بعد نبی آتا ہے۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ ہاں کثرت سے خلیفے آئیں گے

(۳) حضرت مرزا صاحب ضمیمہ حقیقت الوحی صـ۶۴ پر لکھتے ہیں۔

(۱) والنبوۃ قد انقطعت بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور تحقیق نبوت ہمارے نبی صلعم کے بعد منقطع ہو گئی

(۲) وانا رسولنا خاتم النبیین وعلیہ انقطعت سلسلۃ المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوۃ بعد رسولنا المصطفٰی علی طریقۃ المستقلۃ وما بقی الا کثرۃ المکالمۃ۔ اور تحقیق ہمارے رسول مصطفٰی صلعم کے بعد کسی شخص کا حق نہیں کہ مستقل طور پر نبوت کا دعویٰ کرے

(۳) اس نبوت (نبوت محمدیہ) پر تمام نبوتوں کا خاتمہ ہے اور ہونا چاہیئے تھا۔ کیوں کہ جس چیز کے لئے کچھ آغاز ہے اسکے لئے ایک انجام بھی ہے (الوصیت صـ۱۰)

حضرت مرزا صاحب کی یہ تحریرات ۱۹۰۱ء سے بعد کی ہیں اس لئے اس لئے قیامت تک نہ یہ منسوخ ہوں گی اور نہ ان سے حجت پکڑنی غلط ہوگی اس لئے سب کو دل سے ان کی صداقت قبول کرنی چاہیئے۔

(۴) خود خلیفہ صاحب لا تشحیذ الاذہان اپریل ۱۹۱۰ء میں لکھتے ہیں

"مگر آپ (یعنی حضرت نبی کریم صلعم ناقل) کی بعثت
کے بعد سلسلہ (یعنی سلسلۂ نبوت ناقل) کمجل بند ہو
گیا...... ہم نے آپ کو خاتم النبیین بنایا ہے
اور ہم جانتے ہیں۔ کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں
آئے گا۔ اور کوئی جھوٹا آدمی بھی ایسا دعویٰ نہ کریگا
کہ ہم اس کو ہلاک نہ کر دیں۔" پھر خلیفہ صاحب۔

(۲) الحکم ۱۴ / مارچ ۱۹۱۱ء میں لکھتے ہیں:-

"اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ (حضرت
محمد رسول اللہ۔ ناقل) کو خاتم النبیین کے مرتبہ پر قایم کر کے
آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا"

(۳) خواجہ نذیر احمد اور مولینا یعقوب خان کے استفسار کے جواب میں
الفضل ۱۴ / فروری ۱۹۵۲ء میں لکھتے ہیں:-

"یہ الزام (کہ احمدی حضرت محمد صلعم کو خاتم النبیین
نہیں سمجھتے۔ ناقل) قطعاً غلط ہے ہم آنحضرت صلعم
کو قرآن کے ارشاد کے مطابق خاتم النبیین
مانتے ہیں حضرت بانئے سلسلۂ احمدیہ نے بارہا
علی الاعلان اعلان کیا تھا۔ کہ میں ختم نبوت کے عقیدہ
پر محکم ایمان رکھتا ہوں حقیقت یہ ہے۔ کہ....
.... جو کوئی اس عقیدہ پر ایمان نہیں رکھتا

وہ مسلمان نہیں ہے"

یہاں اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ خلیفہ صاحب کے نزدیک خاتم کے معنے تو نبیوں کی مہر ہیں۔ تو جواب یہ ہے کہ خلیفہ صاحب نے عدالت کے رو برو یہ معنے بیان نہیں کیئے۔ بلکہ یہ کہا کہ اگر ت کی زبر سے پڑھا جائے تو نبیؐ کریم نبیوں کی زینت ہیں۔ جیسے انگوٹھی انسان کے لئے۔ اور اگر زبر سے پڑھا جائے تو . . . . بھی یہی مفہوم ہوگا۔ مگر اختتام تک پہنچانے والا شخص بھی مراد ہوگا۔ اور اس مفہوم کے مطابق خاتم النبیین سے مراد آخری نبی ہے (رسالہ بیان ص۱۵) اور پھر مہر کا عام استعمال تو کسی تحریر کے اخیر پہ لگا کر اسے ختم کیا جاتا ہے۔ ہاں اگر اس کے بعد بھی خلیفہ صاحب خاتم کے معنے مہر لے کر یہ اعتقاد رکھتے ہیں۔ کہ آئندہ نبی حضرت نبی کریم صلعم کی مہر سے ہوا کریں گے تو پھر تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ عدالت کے رو برو انھوں نے اپنے اصلی عقیدہ کا اخفا کیا۔

مسئلہ کفر و اسلام کے متعلق

(۱) اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے

ولا تقولوا لمن القی الیکم السلام لست مومنا۔

(۲) حضرت نبیؐ کریم صلعم کی احادیث میں ہے

۱۔ ایما رجل قال لاخیہ یا کافر فقد باء بھا احدھما (متفق)

ب لا تکفروا اہل قبلتکم

ج فمن کفر اہل لا الٰہ الا اللہ فہو الی الکفر اقرب

(۳) حضرت مرزا صاحب تریاق القلوب میں لکھتے ہیں۔ ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعوے کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر یا دجال نہیں ہو سکتا۔

(۴) خلیفہ صاحب نے خواجہ نذیر احمد اور خان یعقوب خان ایڈیٹر سول اینڈ ملٹری گزٹ لاہور کے استفسار پر کہ آپ غیر احمدیوں کو کافر کہتے ہیں اخبار الفضل ۱۴ فروری ۱۹۵۲ء میں یہ اعلان کیا تھا۔ کہ "جو کوئی حضور صلعم کو آخری نبی (آخر الانبیاء) سمجھتا ہے . . . خواہ وہ قرآن کریم کی بعض تعلیمات پر عمل نہ کرتا ہو۔ نہ ہم نہ کوئی اور ایسے شخص کے متعلق یہ کہہ سکتا ہے کہ وہ دائرہ اسلام سے اسی طرح خارج ہے جس طرح ہندو عیسائی وغیرہ ہیں" . . .

اس پر سوال کیا گیا کہ پھر تو آپ کی پوزیشن جماعت اسلامی کے تقریباً مشابہ ہے جو مسلمانوں کو مخلص اور رسمی مسلمانوں میں تقسیم کرتے ہیں تو کہا "ہاں اگر مودودی صاحب کے یہی خیالات ہیں تو ہماری پوزیشن یہی ہے بیان بالا میں خلیفہ صاحب لفظ خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کرتے ہیں۔ جو مودودی صاحب بھی کرتے ہیں لیکن اس سے قبل خلیفہ صاحب اسی لفظ سے نبیوں کی مہر مراد لے کر اور نبوت جاری مان کر مسلمانوں سے بڑا ؤ کے خطرناک فتوے دیتے رہے ہیں جن پر سختی سے عمل ہو رہا ہے۔ تو کیا اب ان میں تبدیلی ضروری نہیں کیوں کہ مودودی صاحب نے تو اصلی اور رسمی مسلمانوں کے خلاف ایسے سخت فتوے نہیں دیئے کہ غیر احمدی ہندوؤں اور عیسائیوں کی طرح کافر اور خارج از دائرہ اسلام ہیں جن کے جنازے پڑھنا یا رشتے ناطے کرنا شرعاً جائز نہیں۔ اس لئے اگر حسب آیت قرآن شریف کہ فلما کشفنا عنہم رجزاً . . . اذا ہم ینکثون

یعنی جب ہم عذاب دور کر دیتے ہیں۔ تو وہ خود عہد شکنی کرتے ہیں)

خلیفہ صاحب نے کسی ڈر اور خوف کے ماتحت یہ بیان اخبار میں شائع نہیں کرایا تھا۔ بلکہ اس وقت انہوں نے فی الواقع اپنے عقائد تبدیل کر کے مودودی صاحب کے عقائد کو اپنایا تھا تو اس کا عملی ثبوت یہ ہونا چاہیے۔ کہ بلا خوف لومۃ لائم وہ اپنے غیر اسلامی فتاوی واپس لینے کا اعلان بھی کریں اور اس بارہ میں آئندہ نہ وہ خود اور نہ ان کے حوالی موالی ایچا پیچی کریں بلکہ صراط مستقیم اختیار کر کے اپنے اعمال تبدیل کردہ عقائد کے مطابق کریں کیونکہ یہی راہ نجات ہے۔ جو قیامت کے روز زلزلہ کا باعث ہو گی

کب تک رہو گے ضد و تعصب میں ڈوبتے

آخر قدم بصدق اٹھاؤ گے یا نہیں!

(بقیہ از صفحہ ۱۶۸۔ سطر ۱۳ فاعتبروا یا اولی الابصار)

بقول خلیفہ صاحب ۱۹۰۱ء سے پہلے حضرت مرزا صاحب اصطلاح اسلام کی رو سے نبی کی جو تعریف کرتے رہے ہیں وہ دراصل خدائی علم کی بنا پر نہ تھی بلکہ خود ساختہ تھی۔ اس لیے ۱۹۰۱ء کے بعد اسلام قرآن بلکہ خود خدا کی بتلائی ہوئی اصطلاح میں نبی کی تعریف صرف فلا یظہر علی غیبہ احداً الخ کو ہی قرار دیا۔ حالانکہ حضرت اقدس نے ایام الصلح (حاشیہ صفحہ ۱۷۱) پر لکھتے ہیں "قرآن میں ہے فلا یظہر علی غیبہ احداً ...... من رسول یعنی کامل طور پر غیب کا بیان کرنا صرف رسولوں کا کام ہے ...... رسولوں سے مراد وہ لوگ ہیں جو خدا تعالی کی طرف سے بھیجے جاتے ہیں۔ خواہ وہ نبی ہوں یا رسول یا محدث یا مجدد ہوں۔ یہاں حضرت اقدس نے کامل طور پر غیب کا بیان کرنے والوں میں نبیوں کے علاوہ محدث اور مجدد بھی شامل کئے ہیں اور یہ تحریر ۱۹۰۱ء سے پہلے کی ہے جبکہ بقول خود خلیفہ صاحب حضرت مرزا صاحب کا دعوی صرف مجدد و محدث ہونے کا تھا۔ لہذا یہ ماننے کے بغیر چارہ ہی نہیں کہ یا تو حضرت اقدس نبی کی جو تعریف کرتے تھے وہ ۱۹۰۱ء سے پہلے اور بعد یکساں تھی اور جو خدائی علم اور قرآنی آیت فلا یظہر علی غیبہ احداً الخ کے مطابق اور اس پر مبنی تھی۔ اور اس میں ہرگز کبھی تبدیلی نہیں کی یا پھر حضرت مرزا صاحب آیات قرآنی کے معنی حسب منشاء اللہ